لسانِ رسالت ﷺ سے دنیا میں جنت کی بشارت پانے والے جلیل القدر صحابہ کا دلآویز تذکرہ

جنت کی بشارت پانے والے

صحابہ رضی اللہ عنہم

مؤلف
محمد عثمان مجاہد

اردو قالب
راشد الحسن

نظرثانی
حافظ ثناء اللہ خاں سعید

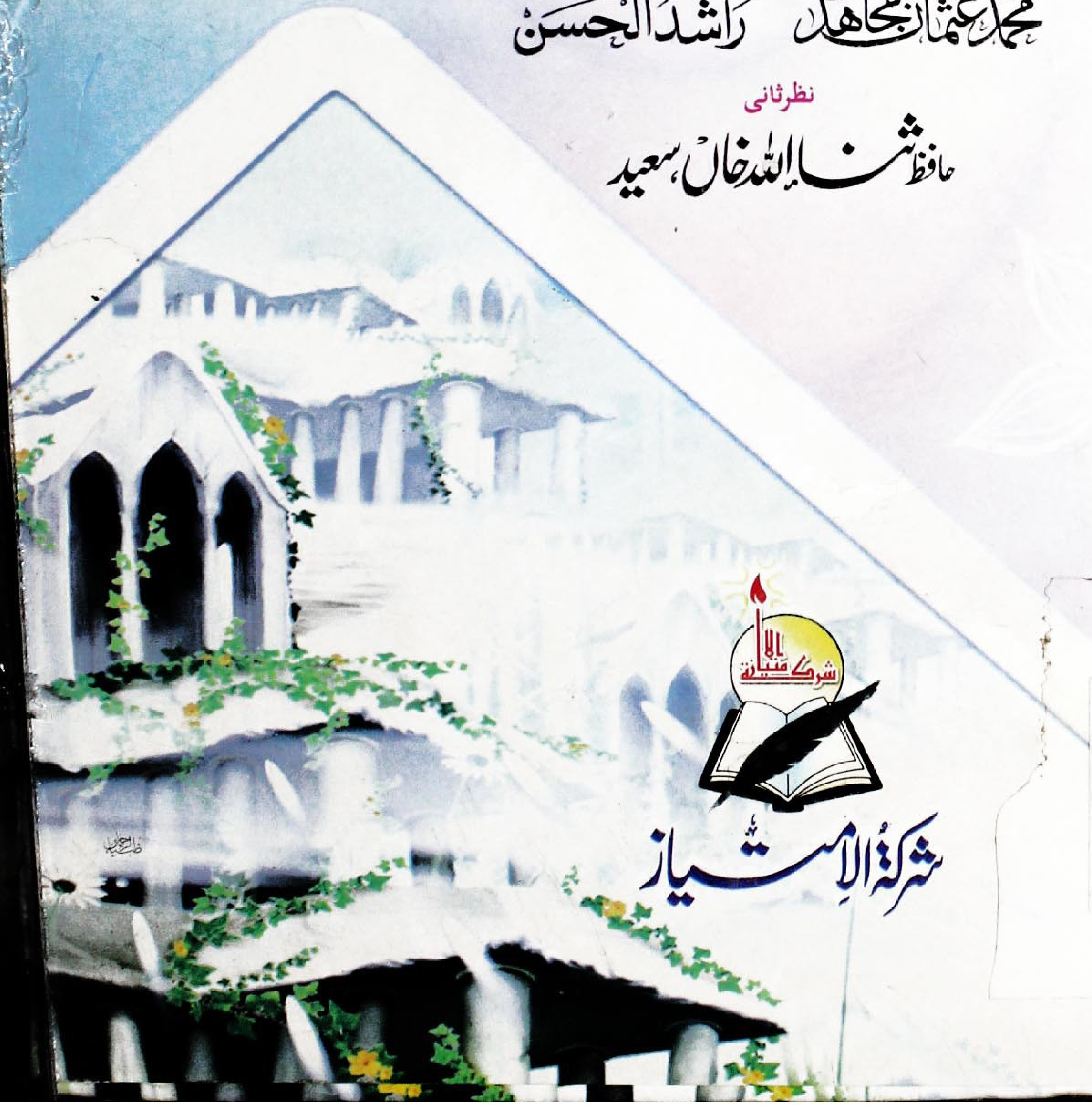

شرکۃ الامتیاز

Marfat.com

Marfat.com

لسان رسالت ﷺ سے دنیا میں جنت کی بشارت پانے والے جلیل القدر صحابہ کا دلآویز تذکرہ

جنت کی بشارت پانے والے

صحابہ رضی اللہ عنہم

مؤلف
محمد عثمان مجاہد

اردو قالب
راشد الحسن

نظر ثانی
حافظ ثناء اللہ خاں سعید

شرکۃ الامتیاز غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
0322-2344826

Marfat.com

1

12-624
1
جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	....	جنت کی بشارت پانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم
مصنف	....	محمد عثمان مجاہد
مترجم	....	راشد الحسن
ترتیب	....	حافظ ثناء اللہ
طبع	....	شرکۃ الامتیاز، اردو بازار، لاہور
مطبع	....	میٹرو پرنٹنگ پریس
قیمت	....	300/-

ناشر

شرکت الامتیاز

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

Marfat.com

انتساب

اپنے اساتذہ کرام اور والدین کے نام

بے شک یہ انہی کا حق ہے جنہوں نے بچپن ہی سے

اچھے انداز میں میری تربیت کی اور نہایت ہی جانفشانی سے

علوم دینیہ سے بہرہ ور فرمایا...... آج بھی ان کی دعاؤں کی

بدولت اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہوں

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

❀ انتساب ۵
❀ خوشی ۹
❀ عرض مترجم ۱۲
❀ دُعا ۱۵
❀ آل یاسر رضی اللہ عنہم ۱۷
❀ سیّدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ ۲۹
❀ سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ۳۷
❀ سیّدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ ۴۹
❀ سیّدنا عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ ۶۳
❀ سیّدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ۶۹
❀ سیّدنا سعد الاسود السلمی رضی اللہ عنہ ۷۳
❀ سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ۷۷
❀ سیّدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ ۸۹
❀ سیّدنا ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ ۹۳
❀ سیّدنا انس بن مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ ۱۰۵
❀ سیّدنا لاصیرم عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ ۱۰۹
❀ سیّدنا عمیر بن الحمام الانصاری رضی اللہ عنہ ۱۱۳
❀ سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۱۱۷
❀ سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ''حب رسول اللہ'' ۱۲۳
❀ سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ۱۳۱
❀ سیّدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ۱۴۱
❀ سیّدنا ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ ۱۴۵

Marfat.com

❀ سیّدنا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ ۱۴۹
❀ سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ۱۵۳
❀ سیّدنا دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۹
❀ سیّدنا خیثمہ ابو سعد رضی اللہ عنہ ۱۶۳
❀ سیّدنا الحسن والحسین رضی اللہ عنہما ۱۶۷
❀ سیّدنا ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ ۱۷۵
❀ سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ ۱۷۹
❀ فصل: مجہول نام والے صحابہ کے بارہ میں" ۱۸۵
❀ "اپنے بچے کی موت پر صبر کرنے والا" ۱۸۷
❀ رجل صدق فصدقہ ۱۸۸
❀ "اگر تو اس سے محبت کرتا ہے تو یہ تجھے جنت میں داخل کروادے گی" ۱۹۰
❀ الحارس في سبيل الله ۱۹۲
❀ السیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ۱۹۳
❀ سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰۱
❀ الغمیصاء الانصاریہ رضی اللہ عنہا ۲۰۷
❀ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا ۲۱۱
❀ "فصل مجہول ناموں کے بارہ میں عورتوں میں سے" ۲۱۵
❀ "سیاہ عورت جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی مرگی کی شکایت کی" ۲۱۸
❀ سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ۲۱۹
❀ سیّدنا ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ ۲۳۱
❀ سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ۲۳۷
❀ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ۲۴۵

Marfat.com

خوشی

لفظ انسان کا تعلق نسیان سے ہے جو کہ ایک ذات پر بولا جاتا ہے اور یہ وہ ذات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی کے لیے بنایا۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾﴾ (الذاریات: ٥٦)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔''

اللہ تعالیٰ کی عبادت تو دوسری مخلوق بھی کرتی ہیں، لیکن ان دو کو دوسری مخلوق پر برتری حاصل ہے۔

اگر دیکھا جائے تو انسان فطرتی طور پر کمزور ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جس سے انکار ناممکن ہے۔ اگر ہم قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہوئے اپنے معاشرے میں ہونے والے روزمرہ کے واقعات کو غور سے دیکھیں تو انسان کی اصلیت واضح ہو جاتی ہے اور یہ انسان اپنے رب کی نافرمانی، بغاوت اور سرکشی میں آگے ہی بڑھتا چلا جا رہا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ دنیاوی زندگی ہی میری اصل حیات، ہے جبکہ حقیقی زندگی تو آخرت کی ہے جو بعث بعد الموت ہیں اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

اُس ابدی زندگی میں کیا ہونا ہے اس پر انسان کو توجہ دینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں نیکوکاروں کے لیے جنت اور بدکاروں کے لیے جہنم تیار کی ہے۔ اس پر ایمان و یقین رکھنا ایک کامل و سچے مومن کی نشانی ہے۔ اگر ہم چند صدیاں پہلے گزرے ہوئے وقت کو دیکھیں تو ایمان کی عجیب و پرکشش مثالیں ہمیں ملیں گی۔

اور وہ وقت دراصل میرا مقصود دورِ صحابہ اور صحابہ کی بے مثال زندگیاں ہیں، صحابہ

Marfat.com

کی بے مثال زندگیاں ہیں کہ جنہیں شمع رسالت کے پروانے ہونے کا شرف ملا۔ انہوں نے ایسی تربیت حاصل کی کہ ان کی زندگی کے ایام ولیال رہتی دنیا کے لیے نمونہ ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ان کے دل میں سما گئی، وہ دنیا سے کٹ گئے، دار آخرت کی فکر میں لگ گئے اور اسی فکر کو اپنی حیات وممات کا مقصد بنالیا، اور پھر کسی ان دیکھی چیز کو حاصل کرنے کی تڑپ اور عذاب سے بچنے کی کوشش ہی ان کی دنیا بن گئی۔ ان برگزیدہ ہستیوں نے اپنا سونا اور بچھونا اطاعت الٰہی کو سمجھا اس کی بدولت یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ٹھہرے۔ آنے والے ان کی مثالیں پیش کرتے رہیں گے۔ تھے تو وہ بھی انسان! لیکن جب انہیں ایک راہ دکھانے والا آیا تو یہ اس کی پیروی اس طرح کرنے لگے کہ اپنا مال، اولاد، اعزواقرباء، والدہ، والد، بہن، بیٹے بیٹیاں یہاں تک کہ اپنی جان کی بھی کبھی پرواہ نہ کی۔ سب کچھ راہ خدا میں لٹا دیا اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ یہ مقصد جنت کو حاصل کرنا تھا۔ جب ان لوگوں نے اپنی جان نثاری کا حق ادا کردیا تو رب ذوالجلال نے بھی ان کے لیے اپنے پیغمبر مآب سے جنت کی بشارت کا اعلان کروادیا۔

زیرنظر کتاب بھی انہی برگزیدہ ہستیوں کے متعلق ہے کہ جنہوں نے عشرہ مبشرہ کے سوا جنت کی دنیا میں بشارت پائی، ایسے میں اگر ہم حدیث کا مطالعہ کریں تو ہمیں ان کے علاوہ بھی ایسے اللہ کے برگزیدہ بندے نظر آتے ہیں جو لسان رسالت سے جنت کی بشارت پانے میں کامیاب ہوئے۔

دراصل یہ کتاب "هولاء مع العشرة المبشرين بالجنة" کا ترجمہ ہے اس کتاب پر کام کی ابتداء 2008ء کے آخر میں، میں نے اور میرے رفیق خاص جناب حافظ سعید الرحمن نے کی تھی، لیکن جو تقدیر میں تھا اسے کوئی ٹال نہیں سکتا، تقریباً 30 صفحات کا ترجمہ ہوا تھا کہ سفر کے دوران کہیں راستے میں گم گیا جو کہ آج تک نہ

Marfat.com

ملا، دارالسلام جانا ہوا تو وہاں یہ کتاب نظر آئی تو فوراً میں نے اپنے محترم چچا جناب الشیخ راشد الحسن صاحب سے گزارش کی اس کتاب کا ترجمہ کردیں، انہوں نے بندۂ ناچیز پر شفقت فرماتے ہوئے اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر اس کتاب کا آسان اور سلیس ترجمہ کیا۔ اللہ ربّ العزت ان کی سعی جمیلہ قبول فرمائے اور ان سے دین کا کام لیتا رہے۔

یہاں میں اپنے بھائی جناب حسن خان کا ذکر نہ کروں تو یہ ناانصافی ہوگی کہ انہوں نے اس کتاب کو کمپوز کیا پھر ہر صحابی کے تذکرے سے پہلے ایک دو پوائنٹ نکلوائے اور ان کے لیے ایک الگ صفحہ ڈیزائن کیا جس سے کتاب کی خوبصورتی میں اضافہ ہوگیا۔ اصل کتاب 140 صفحات پر مشتمل تھی اضافہ و ترمیم کرکے صفحات کو بڑھایا گیا ہے جس سے کتاب کی ضخامت میں بھی اضافہ ہوگیا۔

مجھے خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ نااہل سے اپنے برگزیدہ بندوں کی بابت کام لیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات پڑھ کر واللہ دل کو سکون اور ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔

انتہائی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنی تحریر میں جناب محترم المقام امتیاز احمد کا ذکر نہ کروں جنہوں نے عربی کتاب کا نام سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بدولت مجھے اس کتاب کا ترجمہ کرنے کا کہا اور اس دوران میں وہ ہر قسم کا تعاون برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

رب جلیل کی بارگاہ میں دعاگو ہوں کہ اللہ ہم سب کی یہ کاوش قبول فرمائے اور ہمارے لیے آخرت میں ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین۔

العبد المذنب والمغطی

ابوخبیب حافظ ثناء اللہ ربانی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ!

اللہ رب العالمین کی حمد وثنا اور اس کے چہیتے پیغمبر جناب محمد ﷺ پر درود وسلام کے بعد اللہ رب العالمین کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بندہ اس کے حق کے مطابق شکر ادا کر ہی نہیں سکتا لیکن پھر بھی اپنی طاقت اور بساط کے مطابق ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں شکر ادا کرتے ہوئے میں نہایت خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس ناچیز کو اپنی ایک ادنیٰ سی کوشش آپ کے سامنے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

زیر نظر کتاب دراصل محمد عثمان مجاہد کی **"هؤلاء مع العشرة المبشرين بالجنة"** کتاب کا ترجمہ ہے۔ فاضل مصنف نے اس کتاب میں ان صحابہ کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جنہیں رسول اللہ ﷺ کی لسان مبارک سے جنت کی بشارت اس دنیا میں ہی مل گئی۔ ہمارے ہاں عوام الناس میں اور اکثر خطباء حضرات میں یہ بات عام ہے کہ وہ صحابہ جنہیں دنیا میں ہی جنت کی بشارت مل گئی تھی وہ دس صحابہ ہیں جو کہ جامع الترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں بیان کیے گئے ہیں جن کے نام یہ ہیں:

① ابوبکر ② عمر ③ عثمان ④ علی ⑤ طلحہ ⑥ زبیر ⑦ عبدالرحمٰن بن عوف ⑧ سعد بن ابی وقاص ⑨ سعید بن زید ⑩ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم۔

فاضل مصنف نے اسی کتاب میں ان کے علاوہ تقریباً ۳۰ سے زائد ایسے صحابہ ذکر

Marfat.com

کیے ہیں کہ جن کو بھی دنیا میں ہی جنت کا ٹکٹ مل گیا تھا یقیناً یہ ایک گراں قدر کاوش ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ صرف یہی صحابہ ہیں بلکہ اگر تتبع کیا جائے تو اور بھی کئی ایسے صحابہ مل سکتے ہیں کہ جنہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت مل گئی تھی۔ مثال کے طور پر جنگ بدر میں جو صحابہ شریک ہوئے تھے ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

"اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ ."

''کہ آج کے بعد تم جو بھی عمل کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔''

تو جنگ بدر میں تین سو تیرہ (۳۱۳) صحابہ شامل تھے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو دنیا میں ہی مغفرت کا پروانہ مل گیا تھا اور جس کی مغفرت ہو جائے تو اس کا ٹھکانہ بلاشبہ جنت ہے۔

میرے کلاس فیلو اور میرے بھتیجے جو آج کل لاہور میں کام کرتے ہیں نے ایک دن فون کیا کہ راشد صاحب ایک کتاب کا ترجمہ کرنا ہے جو کہ صحابہ کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے اور یہ کتاب عربی میں نہایت مفید ہے لیکن اردو دان طبقے کے لیے اس پر کام کی ضرورت ہے تو میں نے عوام الناس کے لیے جو عربی سے ناواقف ہیں ترجمہ کیا تاکہ وہ لوگ اس کتاب کو سمجھ سکیں اور ان صحابہ کی زندگی جو ہمارے لیے مشعل راہ ہے کے ان پہلوؤں پر غور کر سکیں کہ جن کی وجہ سے وہ اس قدر بلند مرتبے پر فائز ہوئے اور پھر انہیں اپنی زندگی میں اپنا کر اپنے رب کو راضی کر سکیں۔ میں نے بذات خود دوران ترجمہ اس کتاب کو بڑا مفید پایا۔ چند ایک جگہوں پر تصحیح کی ضرورت تھی وہ میں نے حتی الوسع کی ہے۔ ممکن ہے مزید اس میں گنجائش ہو کیونکہ "فوق کل ذی علم علیم" کہ ہر علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا موجود ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اس میں خامی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اسے دور کیا جا سکے۔ جزا کم اللہ خیرا.

آخر میں میں اپنے تمام رفقاء کا جو اس ترجمے میں میرے ساتھی رہے اور مختلف

Marfat.com

طریقوں سے میری مدد کی شکریہ ادا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

خصوصاً اپنے استاد محترم الشیخ خالد بن بشیر الرجالوی حفظہ اللہ کا کہ جنہوں نے کمال شفقت سے میری ہر طرح سے رہنمائی فرمائی اور اپنے عزیز حافظ ثناء اللہ اور سعید الرحمٰن کا کہ جنہوں نے اس عظیم کام کے لیے منتخب کیا۔ یہ تو اللہ کا فضل ہے ورنہ میں اس لائق کہاں کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی جلیل القدر ہستیوں کے بابت قلم اٹھاؤں۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو میرے لیے میرے والدین اور اساتذہ کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے ذریعۂ نجات بنائے اور ہمیں اس کتاب کو پڑھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

راشد حسن صوفی

مرکز التربیة الإسلامیة

گلستان کالونی، فیصل آباد

20/7/2009 بروز پیر بعد از نماز مغرب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دُعا

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تمام تعریفات تیرے ہی لیے ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔ آپ ہی بڑے فیاض ہیں، آسمانوں اور زمینوں کے موجد ہیں۔ اے عزت وجلال والے۔ اے زندہ اور ہر چیز کو قائم رکھنے والے میں تجھ سے ہر اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں کہ جو جلدی ملے یا اپنے وقت پر اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر اس شر سے کہ جو جلدی پہنچے یا اپنے وقت مقررہ پر، چاہے مجھے اس شر کا علم ہو یا نہ ہو۔ میں تجھ سے جنت اور ہر اس قول وعمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے جنت کے قریب کردے اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور ہر اس قول وعمل سے پناہ چاہتا ہوں جو جہنم کے قریب کرنے کا سبب بنیں اور تجھ سے ان تمام بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں کہ جس کا تجھ سے تیرے بندے اور رسول محمد ﷺ نے کیا، اور ہر اس چیز سے پناہ چاہتا ہوں جس سے آپ کے بندے اور رسول محمد ﷺ نے پناہ مانگی اور ہر اس امر کا سوال کرتا ہوں کہ جس کے بارے میں آپ نے فیصلہ کرلیا کہ اس کا انجام اچھا ہوگا۔ اے میرے رب! میری اعانت کر مجھ پر اعانت نہ کر میری مدد کر میرے خلاف مدد نہ کر، میرے لیے تدبیر کر میرے خلاف تدبیر نہ کر۔ مجھے ہدایت دنے اور ہدایت کو میرے لیے آسان کردے اور جو مجھ پر ظلم وزیاتی کرے تو اس کے خلاف میری مدد فرما، اے میرے رب! مجھے اپنا شاکر اور ذکر کرنے والا بنادے۔ اے اللہ! مجھے اپنا عبادت گزار اور فرمانبردار بنادے اور آپ ہی کی طرف عاجزی وانکساری اور رجوع کرنے والا بنادے۔

Marfat.com

اے پیارے اللہ! میری توبہ قبول فرما میرے گناہوں کو دھو دے میری دعا قبول فرما۔ میری حجت کو ثابت کر دے۔ میرے دل کو ہدایت دے کر میری زبان کو سیدھا کر دے۔ میرے دل کو صاف کر دے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ایسے دل سے کہ جس میں خشوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جو دنیا پر حریص ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔ اے اللہ! رحمت فرما محمد ﷺ اور آپ کی ازواج اور اولاد پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت فرما محمد ﷺ پر جو کہ ناخواندہ نبی ہیں اور آپ کی آل و ازواج اور اولاد پر جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر جہانوں میں، بے شک آپ ہی صاحب تعریف اور بزرگی والے ہیں۔

Marfat.com

1

آل یاسر رضی اللہ عنہم

(صبر کرو اے آل یاسر! یقیناً تمہارا ٹھکانہ جنت ہے......)

- اے عمار! اللہ تجھ پر رحم کرے تیرے لیے خوشخبری ہو یقیناً تیرا ٹھکانا جنت ہے۔ (فرمان محمدی ﷺ)
- عمار کی ہدایت وراہنمائی کی پیروی کرو۔

(فرمان محمدی ﷺ)

- صبر کے پیکر، بے کسوں کا سہارا آج دنیا سے چل بسا۔

Marfat.com

Marfat.com

یاسر رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لائے۔ ان کے مکہ آنے کا سبب یہ تھا کہ یہ اور ان کے دوسرے دو بھائی (جن کے نام حارث، مالک تھے) اپنے چوتھے بھائی کو تلاش کرنے کے لیے مکہ آئے۔ حارث اور مالک تو یمن واپس چلے گئے لیکن یاسر رضی اللہ عنہ مکہ ہی میں ٹھہر گئے اور ابوحذیفہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم کے حلیف بنے، یہاں انہوں نے سمیہ نامی عورت سے شادی کی تو ان سے عمار پیدا ہوئے۔ چند ہی دنوں بعد ابوحذیفہ نے ان کو آزاد کر دیا تو عمار مولیٰ بنومخزوم بن گئے اور ان کے والد یاسر عرنی تھے۔

نسب نامہ:

یاسر بن عمار بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ بن عوف بن الحارثہ بن عامر الاکبر بن یام بن عنس بن مالک بن اُرد بن زید بن یشجب المذحجی العنسی ابوالیقظان۔

جب اسلام کا ظہور ہوا تو یہ مکمل خاندان جو تین افراد پر مشتمل تھا اسلام لے آیا اور یہ ان لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے مکہ ہی میں اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ سیّدنا عمار بن یاسر اور صہیب ایک ہی وقت میں مسلمان ہوئے کہ جب یہ باب الارقم بن ابی الارقم پر ملے۔ ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں چھپے ہوئے تھے، عمار بن یاسر اور صہیب دونوں آئے اور اکٹھے ہی اسلام قبول کیا۔ جب یہ خاندان عمار مسلمان ہوا تو بنومغیرہ بن مخزوم نے ان کو ایسی ایسی اذیتیں دیں کہ جن کا کسی انسان کا برداشت کرنا ناممکن ہے اور ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مضبوط بھی نہ ہوئے تھے کہ انہیں مشرکین کی اذیتوں سے بچائیں لیکن آپ اس مومن خاندان کا حوصلہ بڑھانے کے لیے انہیں خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے:

Marfat.com

((صَبْرًا آل یاسر فإن موعدکم الجنة .))

''اے آل یاسر! صبر کرو یقیناً تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔''

ایک دن سیدنا عمار رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور رونے لگے۔ قریب تھا کہ رونے کی وجہ سے ان کا دم گھٹ جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے عمار کیا ہوا؟ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! بہت برا ہوگیا، آج یہ لوگ اس وقت تک مجھے اذیتیں دیتے رہے کہ جب تک میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں بدکلامی اور ان کے بارے میں خیر نہ کہہ دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تو نے اپنے دل کو کیسا پایا؟ کہنے لگے: دل تو ایمان پر مطمئن تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر کوئی بات نہیں اگر پھر دوبارہ وہ اس طرح کریں تو دوبارہ بھی کہہ دینا اس میں کوئی حرج نہیں۔'' [1]

یہ رخصت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو عطا فرمائی کہ جو اہل اسلام میں سے مشرکین کے عذاب سہنے کی طاقت نہ رکھے تو وہ اپنے آپ کو ان کی تکالیف سے بچانے کے لیے کلمہ کفر ادا کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کا دل، اس کا نفس اور اعضاء سچے ایمان پر مطمئن ہوں۔ اعتبار نیت کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی شان کی وضاحت میں نازل ہوا:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۶﴾ (النحل: ۱۰۶)

''جو شخص اللہ کے ساتھ کفر کرے اپنے ایمان لانے کے بعد، سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن جو کفر کے لیے سینہ کھول دے تو ان لوگوں پر اللہ کا بڑا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا

[1] رواه ابن جرير والبيهقي، تفسير ابن كثير (۲/ ۲۵۷۸)، الحلبي.

Marfat.com

عذاب ہے۔"

جب اس رخصت کی خبر سمیہ ام عمار رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو انہوں نے کلمہ کفر کو ادا کرنے سے انکار کر دیا اور فرمانے لگیں: "واللہ ما أنطق بکلمة الکفر بعد أن نجانی اللہ منه." اللہ کی قسم! میں کبھی اپنی زبان سے کلمہ کفر ادا نہیں کروں گی بعد اس کے کہ اللہ نے مجھے اس سے نجات دے دی ہے۔ ہمیشہ اذیتیں سہتی رہیں یہاں تک کہ اذیتیں دینے والے آپ کے صبر کی وجہ سے نا امید ہو گئے تو ابوجہل (لعنة اللہ علیه) نے آپ کی شرم گاہ (قبل) میں نیزہ مارا اور آپ کو شہید کر دیا۔ اور اس طرح آپ اسلام کی سب سے پہلی شہیدہ قرار پائیں۔ آپ کے بیٹے سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ کے لیے یہ شرف کا باعث بنا کہ آپ کا لقب ابن سمیہ پڑ گیا۔ آپ کے والد اور سیّدہ سمیہ کے شوہر سیّدنا یاسر رضی اللہ عنہ بھی انہیں اذیتوں کو برداشت کرتے ہوئے شہید ہوئے اور جنت کے والی بنے۔

عمرو بن میمون فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مشرکین نے عمار بن یاسر کو جلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: "اے آگ عمار بن یاسر پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جس طرح ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ اے عمار! تجھے ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔" [1]

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آ ملے۔ مسجد قباء جو "اسلام کی پہلی مسجد ہے" کی تعمیر میں بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ یہ وہ مسجد ہے کہ جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً، كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عُمْرَةٍ.)) [2]

---

[1] أخرجه ابن سعد ٣/ ١٧١.

[2] ابن ماجه (١٤١٢)، عن سهل بن حنيف رضي الله عنه.

Marfat.com

"جو اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد قباء میں آ کر نماز پڑھے تو اس کے لیے عمرہ کے اجر کے برابر اجر ہے۔"

عمار نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا بھی حق ادا کر دیا۔ عہد رسالت میں یہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ کسی بھی غزوے سے پیچھے نہیں رہے۔ بیعت رضوان میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور اس طرح آپ محبت اسلام و نبی میں ایام گزارتے ہوئے امت مسلمہ کے لیے ایک مثال اور نمونہ بنے۔ آپ ہی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((اِهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ .)) ❶

"عمار کی ہدایت رہنمائی کی پیروی کرو۔"

اسی ہدایت کی طرف عائشہ رضی اللہ عنہا نے اشارہ فرمایا ہے:

((عمار ما عُرِضَ عَلَيْهِ أمران الا اختار الارشد منهما .)) ❷

"عمار پر جب بھی دو معاملے پیش کیے گئے تو عمار نے ان میں سے اس کو چنا جو ان میں سب سے نفع بخش ہوتا۔"

ایک دن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہو گیا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو برا بھلا کہا۔ عمار ان کے پاس سے اٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور خالد بن ولید ابھی تک ان کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے تھے اور یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود خاموش تھے۔ عمار رو پڑے اور کہنے لگے: "یا رسول اللہ!" دیکھیے: خالد بن ولید کو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا:

((مَنْ عَادَى عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ أَبْغَضَ عَمَّارًا أَبْغَضَهُ

❶ مسند الامام احمد بن حنبل ۵/ ۳۹۹.

❷ رواه ابن ماجه (۱۴۸).

۱۳۷۴۳۶

Marfat.com

اللّٰہُ .)) ❶

''جس نے عمار سے دشمنی کی اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی کرے گا اور جس نے عمار سے بغض کیا اللہ تعالیٰ اس سے بغض کرے گا۔''

جب خالد بن ولید نے یہ بات سنی تو عمار بن یاسر کو منانے لگے اور جب تک عمار راضی نہ ہو گئے اس وقت تک مناتے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا تو وہ بھی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو راضی رکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ عمار بن یاسر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے لیے اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اجازت دے دو، خوش آمدید ہو ایسے پاکیزہ آدمی کے لیے جو پاک کر دیا گیا ہے۔'' ❷

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

((ملی عمار ایمانا الی مشاشه .)) ❸

''عمار کی رگ رگ میں ایمان بھرا ہوا ہے۔''

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اس وقت رضا کارانہ طور پر سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تنفیذ کردہ اوامر کو سر انجام دیتے تھے۔ جب مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تو مسلمان اس کے خلاف جہاد کے لیے نکلے اور عمار یاسر بھی ان میں شامل تھے۔ جب جنگ میں شدت کا رن پڑا تو اس وقت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری ظاہر ہوئی کہ جب قریب تھا کہ شدت قتال کی وجہ سے مسلمانوں میں سے بعض جنگ سے راہ فرار اختیار کرلیں تو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے خطرے کو بھانپ لیا اور فوراً بلند آواز سے پکارنے لگے:

---

❶ رواہ احمد. ❷ ابن ماجه (١٤٦).

❸ ابن ماجه (١٤٧).

Marfat.com

''اے مسلمانو! کیا تم جنت سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسر ہوں آؤ اس طرف۔''

عمار اپنی تلوار لیے لڑ رہے تھے کہ اچانک ایک تلوار ان کے کان پر لگی۔ جس سے ان کا کان کاٹ گیا۔ صرف تھوڑی سی کھال سے چہرے پر لٹکا رہا۔ اس کے باوجود انہوں نے اس کی کوئی فکر نہیں کی، وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی اور مسیلمہ کذاب بہت برے طریقے سے قتل ہو کر واصل جہنم ہوا جبکہ اس کا باقی لشکر اِدھر اُدھر بکھر گیا۔

عہد صدیقی کے بعد عہد فاروقی اور پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کا دور خلافت آیا اور عمار بن یاسر تمام ادوار میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد میں برسرِ پیکار رہے۔

عہد عثمان کے بعد جب سیّدنا علی اور سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین اختلافات شروع ہوئے تو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں رہے اور جنگ جمل اور جنگ صفین میں بڑے زور و شور سے شامل ہوئے اور آپ فرماتے تھے کہ:

"واللہ لو ضربونا حتی یبلغوا سعفات ھجر (أغصان النخیل ببلدۃ ھجر) لعلمت أنا علی حق و أنھم علی باطل."[1]

''اللہ کی قسم! اگر یہ ہمیں مارتے ہوئے ''سعفات ہجر'' کھجور کے تنے (جو ہجر شہر میں تھے) کے قریب کر دیں، تو تب بھی میرا فیصلہ یہی ہوگا کہ علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر۔''

جب سیّدنا علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین اختلاف ہوا تو بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں سے جدا رہے اور کسی کی جماعت میں نہ ملے۔ ان میں سے ایک خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ وہ صحابی ہیں جن کی گواہی کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو شخصوں

---

[1] الاستیعاب (۳/ ۱۱۳۸)، (۱۱۳۹)۔

Marfat.com

کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

((من شهد له خزيمة فهو حسبه)) ❶

"جس کے لیے خزیمہ گواہی دے دیں تو ان کی گواہی اس کے لیے کفایت کر جائے گی۔"

خزیمہ رضی اللہ عنہ بھی ان سے الگ رہے اور باہم ان کے معرکوں میں شریک نہیں ہوئے جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کسی ایک گروہ کی حمایت کیوں نہیں کرتے تو فرمانے لگے": میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا انتظار کر رہا ہوں اور یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ ان کو کون قتل کرے گا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا ہے کہ "اے سمیہ کے بیٹے! تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔" ترانوے (۹۳) برس کی عمر میں سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار اٹھائے بڑے جوش کے ساتھ جہاد میں شریک تھے اور بلند آواز سے یہ کلمات ادا کر رہے تھے: "آج کے دن میں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت سے ملنے والا ہوں۔" ❷

طبرانی ابویعلی نے ابوالبختری اور میسرۃ سے روایت نقل کی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جنگ صفین کے دن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بار بار آتے اور پھر لڑنے چلے جاتے۔ آپ فرماتے تھے اے امیر المومنین! کیا آپ کو فلاں فلاں دن یاد ہے کہ میں نے آپ کا دفاع کیا تھا۔ یہ تین مرتبہ فرمایا: پھر ایک پیالہ دودھ کا آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اسے نوش فرمایا اور پھر فرمانے لگے: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: "اے عمار! تیرا دنیا کے مشروبات میں سے آخری چیز دودھ ہوگی جسے تو پیئے گا۔" اس کے بعد عمار کھڑے ہوئے اور جہاد میں مشغول ہو گئے اور پھر لڑتے ہوئے جام شہادت

---

❶ اخرجه ابوداؤد في سننه، وذكره عبدالبر في الاستيعاب (۲/ ۲۷۸)

❷ الإستيعاب (۳/ ۱۱۳۸)، ۱۱۳۹.

Marfat.com

نوش فرما گئے۔

طبرانی ہی میں ابوسفیان الدولی جو کہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ایک غلام کو بلایا اور کچھ پینے کے لیے لانے کو کہا تو غلام ایک پیالہ دودھ لے آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پیا اور پھر فرمایا:

((صدق الله و رسوله ﷺ اليوم ألقى الأحبة محمدﷺ و حزبه .))

"اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا: آج میں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت سے ملنے والا ہوں۔"

طبرانی ہی میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: "میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین میں اس دن جس دن وہ شہید ہوئے یہ سنا۔ آپ فرما رہے تھے: میں جبار (اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام) سے ملا اور حورالعین سے شادی کی، آج کے دن میں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گروہ سے ملنے والا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ مجھے میرے کپڑوں ہی میں دفنایا جائے۔ بے شک میں ان کے ہاں جھگڑا کروں گا اور اپنی تلوار کو پکڑا اور میدان جہاد میں کود پڑے اور اس بہادری سے لڑے کہ جام شہادت نوش کر گئے۔ جب خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ جا ملے اور فرمانے لگے: آج حق واضح ہو گیا۔ آج پتہ چل گیا کہ کون باطل پر ہے اور میں نے پہچان لیا کہ باغی گروہ کون سا ہے۔

سیدنا امیر معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس دو آدمی آئے اور وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی اطلاع دینے لگے اور ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ عمار کو اس نے قتل کیا اور وہ باہم جھگڑ رہے تھے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روتے ہوئے پھٹ پڑے اور فرمانے لگے: "اللہ کی قسم! تم

Marfat.com

دونوں جہنم کی آگ کے لیے جھگڑ رہے ہو، کاش کہ مجھے آج یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا اور میں آج سے ۲۰ بیس سال قبل فوت ہو گیا ہوتا۔ ❶

''اے عمار! اللہ تجھ پر رحم کرے تیرے لیے خوشخبری ہو یقیناً تیرا ٹھکانہ جنت ہے۔''

---

❶ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کس نے قتل کیا۔ یہ ایک معمہ ہے جو آج تک حل نہ ہو سکا۔ اوپر والا اثر ضعیف ہونے کی بناء پر ناقابل استدلال ہے، صرف ان کی بناء پر امیر معاویہ اور اس کے حامیوں کو باغی کہنا غلط ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تمام صحابہ تھے۔ ان کے بارہ میں خاموشی بہتر ہے۔ دوسرا یہ کہ تحقیق اور انصاف سے جب اس موضوع کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عمار کو شہید کرنے میں قاتلین عثمان اور وہ لوگ جو علی و معاویہ کے درمیان صلح نہیں چاہتے تھے کا ہاتھ تھا۔ یہ چونکہ سیدنا علی کے لشکر میں تھے۔ لہٰذا اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے انہوں نے ایسا کیا۔ (مترجم) تفصیل کے لیے دیکھیں۔ ''آئینہ ایام تاریخ'' خلافت و ملوکیت کی شرعی حیثیت ص ۳۵۸

(شیخ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ)

Marfat.com

۲

سیّدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

''میں نے تیرے جوتوں کی آواز جنت میں سنی''

- سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے کی آواز رسول اللہ ﷺ نے جنت میں سنی۔
- یہی وہ ہستی ہیں جنہوں نے مؤذن رسول کا لقب پایا۔
- ایمان کی مضبوطی اس قدر تھی کہ ہمیشہ آپ نے مشرکین کی سزاؤں کو لبیک کہا۔

Marfat.com

Marfat.com

سب سے پہلے جنہوں نے اپنے اسلام کا سر عام اظہار کیا وہ سات لوگ تھے۔ ❶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ❷ ابو بکر صدیق ❸ عمار بن یاسر ❹ سمیہ ❺ صہیب ❻ بلال ❼ مقداد رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابو طالب کی وجہ سے لوگوں کے شر سے بچائے رکھا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے شر سے بچائے رکھے۔ باقی جو پانچ تھے ان پر کیا بیتی آئیے پڑھتے ہیں: ان کو مشرکین نے پکڑ کر قیدی بنالیا اور ان کو تکلیفیں دینا شروع کیں یہاں تک کہ لوہے کی زرہیں پہنا کر سورج کی تپتی دھوپ میں لٹا دیتے۔ ان میں سے ہر ایک زبان سے بطور رخصت کفریہ کلمات ادا کر دیتے تھے۔ علاوہ بلال کے۔ انہوں نے اپنے جسم پر ہر طرح کی تکالیف برداشت کیں اور اللہ کے لیے اپنے نفس کو حقیر جانا، کبھی اپنی زبان سے کفر یہ کلمات ادا نہ کیے مشرکین نے آپ کو پکڑا اور منچلے لڑکوں کے حوالے کر دیا۔ وہ آپ کو مکہ کی گھاٹیوں میں گھسیٹتے پھرتے لیکن آپ کی زبان سے صرف احد، احد کی صدائیں بلند ہوتیں۔'' ❶

وہ آپ کو مکے کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے اور رسی آپ کی گردن میں ڈالی ہوتی کبھی آپ کو مکہ کی پتھریلی زمین پر سخت گرمی میں چت لٹا کر آپ کے سینے پر پتھر رکھ دیتے اور آپ کو مجبور کیا جاتا کہ آپ شرک کریں لیکن اتنی تکالیف کے باوجود آپ کی زبان سے صرف اُحد اُحد ہی کی صدائیں بلند ہوتیں۔ ورقہ بن نوفل نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو وہ کہنے لگا: اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو میں اسے قابل رحم سمجھوں

---

❶ رواه بن ماجة (١٥٠) اسناده ثقات عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه ، ورواه ابن حبان فى صحيحه والحاكم فى المستدرك من طريق عاصم بن أبى النجود.

Marfat.com

گا، ❶ سیّدنا بلال کو جو تکلیف دیتا تھا اس کا نام امیہ بن خلف تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا بلال پر بہت شفقت فرماتے تھے اور آپ کو بڑا دکھ ہوتا تھا کہ بلال اس تکلیف میں صبر کر رہا ہے کہ پہاڑ بھی اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے تو ایک دن آپ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اگر ہمارے پاس مال ہوتا تو ہم بلال کو خرید کر آزاد کر دیتے۔'' ابو بکر آپ کا اشارہ سمجھ گئے فوراً امیہ بن خلف کے پاس گئے اور ان سے سیّدنا بلال کو خرید کر اللہ کی رضا کی خاطر آزاد کر دیا۔ ان کے علاوہ ہجرت سے قبل مکہ ہی میں سیّدنا ابو بکر چھ اور غلاموں کو آزاد کر چکے تھے ساتویں بلال تھے۔ سیّدنا بلال ہی کی آزادی کے بارہ میں یہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ أَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا۔ يَعْنِي بِلَالًا .)) ❷

''ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار یعنی بلال کو انہوں نے ہی آزاد کیا۔''

امیہ بن خلف اپنی حمیت کی گرمی سیّدنا بلال پر اس طرح نکالا کرتا تھا کہ ان کو مکہ کی وادی میں گرم چٹان پر لٹا کر پتھر ان کے سینے پر رکھ دیتا اور کہتا جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہیں کر لیتا اور لات وعزیٰ کو معبود نہیں مان لیتا اس وقت تجھے نہیں چھوڑوں گا ورنہ یہیں تو مر جائے گا۔ سیّدنا بلال اس مصیبت میں بھی یہی کلمات ادا کرتے۔ (أحد أحد)

شب و روز اسی طرح گزرتے رہے اور سیّدنا بلال مدینہ ہجرت کر گئے اور بدر کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب مشرکین کے لشکر میں امیہ بن خلف کو دیکھا تو سیّدنا بلال یہ کہتے ہوئے ''لانجوت ان نجی'' ''اگر یہ بچ گیا تو میں نہیں بچوں گا۔'' بہادر شیر کی طرح اس پر حملہ کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے چند لمحوں بعد امیہ زمین پر گر

❶ یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ ورقہ بن نوفل بلال رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قبل فوت ہو چکے تھے اور اس روایت کو عروہ بن زبیر تابعی نے بیان کیا ہے اور مرسل بیان کیا ہے۔ (مترجم)

❷ رواه البخاری ، باب مناقب بلال بن رباح رضی اللہ عنہ .

Marfat.com

پڑا تھا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے بلال کے سینے کو ٹھنڈا کر دیا اور اس دن جو مسلمانوں کا شعار تھا وہ اَحد اَحد ہی تھا۔ ایام گزرتے رہے اور سیّدنا بلال نبی کریم ﷺ کی صحبت میں وقت گزارتے رہے۔ اسلام کے پہلے مؤذن قرار پائے جو سفر و حضر میں نبی کریم ﷺ کے مؤذن رہے۔ کسی سفر یا غزوہ سے پیچھے نہیں رہے۔ جو کھانا آپ چاہتے آپ کے لیے سیّدنا بلال حاضر کرتے۔ اس کی طرف نبی کریم ﷺ نے اپنے اس فرمان میں اشارہ فرمایا ہے کہ:

((لقد أذيت في الله وما يؤذى أحد، ولقد أخفت في الله، وما يخاف أحد، ولقد أتت على ثالثة ومالي و لبلال طعام يأكله ذوكبد الا ما واری ابط بلال.)) ❶

''بلال کو اللہ کی راہ میں وہ تکلیفیں دی گئیں جو کسی کو بھی نہ دی گئیں اور اللہ کے بارہ میں ان کو اتنا خوفزدہ کیا گیا کہ یہ توحید کو چھوڑ دیں۔ اتنا کسی کو خوفزدہ نہیں کیا گیا اور مجھ پر تیسری رات آ گئی اور میرے لیے اور بلال کے لیے کوئی کھانا نہ ہوتا کہ جس کو کوئی ذی روح کھا سکے مگر صرف وہی کہ جو بلال کی بغل میں چھپا ہوتا۔''

شب و روز اسی طرح گزرتے رہے کہ فتح مکہ کا دن آ پہنچا رسول اللہ ﷺ اسامہ بن زید (محبوب رسول) اور سیّدنا بلال کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا کی، بتوں کو توڑا اس دن کعبہ میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت تھے۔ آپ بتوں کو توڑتے جاتے اور یہ آیت پڑھتے جاتے:

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱﴾

''حق آ گیا اور باطل چلا گیا باطل تو ہے ہی جانے والا۔'' ❷

---

❶ رواه ابن ماجة في سننه واخرجه الترمذي في اواخرباب الزهد وقال حديث حسن صحيح.

❷ متفق عليه عن ابن مسعود.

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے حکم سے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پر چڑھے اور پہلی مرتبہ کعبہ میں ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' کی صدائیں بلند کیں۔ بلال کی اذان اور کلمہ حق کی پر تاثیر آواز سے مکہ کے پہاڑ جھوم اٹھے۔ اس سے پہلے بھی مکہ کے پہاڑ بلال کے الفاظ اَحد اَحد سے معطر ہو چکے تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو سیّدنا بلال سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمانے لگے: اے خلیفہ رسول ﷺ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے کہ میری امت کا سب سے افضل عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ [1] فرمانے لگے: میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں۔ اس لیے مجھے اجازت دیجیے کہ میں شام چلا جاؤں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: "یا بلال أنشدك الله یا بلال و حرمتي و حقي، لقد كبرت و اقترب أجلي أقم معي و لا تتركني." ''اے بلال! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں، اے بلال! تجھ پر میرا حق ہے، میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میرا وقت بھی قریب آ چکا ہے، لہٰذا آپ یہیں میرے پاس ٹھہریں مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔'' تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ رک گئے اور دوبارہ اذان دینا شروع کر دی۔ یہاں تک کہ سیّدنا ابو بکر فوت ہو گئے اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے دوسرے خلفیہ مقرر ہوئے تو سیّدنا بلال ان کے بھی پاس گئے اور وہی بات کہی جو سیّدنا ابو بکر سے کہی تھی۔ سیّدنا عمر نے بھی ان کو ان کے ارادے سے روکنے کی کوشش کی لیکن بلال نہ مانے اور اپنے دینی بھائی ابورویحہ کے ساتھ شام چلے گئے۔ سیّدنا بلال اور ابو رویحہ نے دو سگی بہنوں کے لیے منگنی کا پیغام بھیجا اور بلال نے لڑکی والوں سے کہا:

((أتینا کم خاطبین، و قد کنا کافرین فهدانا الله، وکنا مملوكين فأعتقنا الله، و ان تردونا فلاحول ولا قوة الا بالله.))

[1] رواہ مسلم من ابی قتادہ الحارث بن ربعی (۱۸۸۵).

Marfat.com

”ہم نے منگنی کا پیغام بھیجا ہے، ہم کافر تھے اللہ نے ہمیں ہدایت سے نوازا، ہم غلام تھے اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزادی سے نوازا، اگر تم ہمیں انکار کرو گے تو نیکی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی توفیق اللہ ہی کی توفیق سے ہوتی ہے۔“ بالآخر سیّدنا بلال اور ابو رویحہ رضی اللہ عنہما کی شادی وہاں ہی ہوئی۔“

سیّدنا بلال شام میں بیت المقدس میں اذان دیا کرتے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے۔ پرانی یادیں تازہ ہوئیں تو دوران اذان رو پڑے اور اذان دینا بند کردی۔

ایک دن سیّدنا بلال نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ فرما رہے تھے: ”اے بلال! یہ بے رخی کیسی کیا تیرا ہم سے ملنے کو دل نہیں چاہتا۔“ سیّدنا بلال نیند سے ہڑ بڑا کر اٹھے اور اسی وقت مدینہ کے لیے رخت سفر باندھ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر تشریف لائے اور رونا شروع کر دیا۔ سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے جب آپ کو دیکھا اور جب سیّدنا بلال کی رضی اللہ عنہ ان دونوں پر نظر پڑی تو آپ رضی اللہ عنہ ان دونوں کو بوسہ دینے لگے اور گلے سے لگایا اور روتے رہے تو سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے آپ سے خواہش کر دی کہ صبح وقت سحر اذان آپ دیں۔ سیّدنا بلال ان کی اس خواہش کو ٹال نہ سکے اور وقت سحر مسجد کے اوپر اذان دینے کی جگہ چڑھے اور اذان دینا شروع کی ”اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر“ جب اہل مدینہ نے یہ آواز سنی تو پورے مدینہ میں ایک حرکت سی آ گئی۔ جب ”اشھد ان لا الہ الا اللہ“ پر پہنچے تو حرکت میں تیزی آ گئی اور جب ”اشھد ان محمدا رسول اللہ“ کی دلربا صدا بلند ہوئی تو مدینہ کے تمام مرد اپنے گھروں سے اور عورتیں اپنے پردوں سے اس آواز کی طرف نکل پڑیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس سے زیادہ اہل مدینہ کبھی نہ روئے تھے کہ جتنا آج بلال مؤذن رسول اور محبّ رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پر تاثیر اور خوبصورت آواز میں اذان سن کر روئے کیونکہ آج عہد نبوی کی یاد تازہ ہو رہی تھی۔ ❶

اس رات کے بعد سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ پھر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوشخبری کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے تیری جوتیوں کی آواز جنت میں سنی تھی۔

((أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لبلال: "حدثنی بأرجی عمل عملته فی الاسلام فانی سمعت دف نعليك بين يدی فی الجنة"، قال: ((ما عملت عملاً أرجی عندی من انی لم أتطهر الا صليت بذلك الطهور ماكتب لی أن أصلی.)) ❷

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''اے بلال وہ کون سا عمل ہے جو تو کرتا ہے کیونکہ میں نے جنت میں تیرے قدموں کی آواز اپنے آگے آگے سنی ہے تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اور تو کوئی (خاص) عمل مجھے یاد نہیں۔ البتہ اتنا ہے کہ میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو جتنی ہو سکے میں وضو کے بعد نماز پڑھتا ہوں۔''

شام آنے کے کچھ عرصہ بعد سیّدنا بلال فوت ہو گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک ۶۰ سال سے کچھ اوپر تھی، نیز آپ کو شام میں ہی دفن کیا گیا۔ بالآخر آپ رنگینی دنیا کا سفر انتہائی احسن انداز سے طے کر کے اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے تا کہ جنت میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے چلیں، جس طرح دنیا میں چلتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں آپ کے قدموں کی آواز اپنے آگے آگے سنتے تھے۔''

---

❶ اسد الغابة فی معرفة الصحابه. ❷ اخرجه البخاری.

Marfat.com

۳

سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

''جن کی موت پر عرش بھی لرز اٹھا''

- آپ کی وفات پر عرش بھی لرز اٹھا۔
- آپؓ کی موت پر ۷۰۰۰۰ ہزار فرشتوں کا نزول ہوا۔
- بہادر اور سخاوت کے پیکر سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ (مؤرخین)

Marfat.com

Marfat.com

''سعد بن معاذ کا جو جنت میں رومال ہے وہ اس سے بھی بہتر ہے۔''

نسب نامہ:

سعد بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل بن خشم بن الحارث بن الخزرج بن النبیت۔ ان کا نام عمرو بن مالک بن الاوس الانصاری الاوسی الاشہلی ابوعمرو ہے اور ان کی والدہ کبشہ بنت رافع صحابیہ ہیں۔

یہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے کہ جب سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ بھیجا تھا کہ وہاں وہ مسلمانوں کو تعلیم دیں۔ جب یہ اسلام لے آئے تو انہوں نے اپنے قبیلے بنوعبدالاشہل کو کہا: تمہارے مردوں اور عورتوں سے اس وقت تک مجھ پر کلام کرنا حرام ہے جب تک تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لے آؤ۔'' ①

جب بنوعبدالاشہل نے یہ بات سنی تو تمام مرد اور عورت شام تک اسلام لے آئے، اسلام میں سب سے بابرکت آدمی تھے۔ بدر، احد، خندق میں شریک ہوئے، غزوات میں ان کے بے شمار واقعات ہیں۔ جو ہم آئندہ بیان کریں گے۔''

جب غزوہ بدر کا موقع آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو جمع کیا جب مہاجرین اور انصار تمام صحابہ اکٹھے ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو قریش کے حالات کی خبر دی اور تمام سے مشورہ مانگا تو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور نہایت اچھی باتیں کہیں۔ پھر عمر اور پھر مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور نہایت اچھی باتیں کیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو مجھے مشورہ دو'' آپ کا اشارہ

① سيرة ابن هشام، اسلام سعد بن معاذ، اسيد بن حضير رضى الله عنهما ٢/ ٨٥.

Marfat.com

انصار کی طرف تھا۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمانے لگے: اے اللہ کے رسول! شاید آپ کا اشارہ ہماری طرف ہے آپ نے فرمایا: ہاں! تو سیّدنا سعد فرمانے لگے:

((فقد آمنا بك و صدقناك و شهدنا أن ما جئت به هو الحق ، وأعطيناك على ذلك عهودنا و مواثقنا على السمع و الطاعة ، فامض يا رسول الله كما أردت فنحن معك ، فوالذى بعثك بالحق لو استعرضت بنا هذا البحر فخضته لخضناه معك ، ماتخلف منا رجل واحد وما نكره أن تلقى بنا عدونا غداً، انا لصبر فى الحرب صدق عند اللقاء لعل الله يريك منا ما تقربه عينك ، فسر بنا على بركة الله .))

''ہم آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کی اور ہم نے گواہی دی کہ جو آپ لے کر آئے ہیں وہ برحق ہے اور ہم نے اس پر آپ کو عہد دیا کہ آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے، اے اللہ کے رسول! آپ جو چاہیں کر گزریں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اگر آپ ہمیں سمندر میں بھی اترنے کا حکم دیں تو ہم اتر جائیں گے ذرا برابر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ کل جب آپ دشمن سے ٹکرائیں گے تو ہمارا ایک بھی آدمی نہ تو پیچھے ہٹے گا اور نہ ہی لڑنے سے انکار کرے گا۔ کل جب آپ دشمن کے مدمقابل ہوں گے تو آپ ہماری صداقت اور صبر دیکھ لیں گے اور امید ہے کہ اللہ آپ کو ہمارے ہاتھوں سے وہ کارنامے دکھائے گا کہ جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ لہٰذا اللہ کی برکت اور رحمت پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

سیّدنا سعد کی یہ بات سن کر آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے کھل اٹھا پھر فرمایا:

Marfat.com

((سیروا و أبشروا، فان الله قد و عدنی احدی الطائفتین،
والله لکأنی أنظر ابی مصارع القوم.)) ❶

"چلو اور خوش ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایک گروہ کا وعدہ کیا
ہے اور اللہ کی قسم! میں قوم کے قتل ہونے کی جگہ دیکھ رہا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور بدر کے میدان میں مسلمانوں کی مدد فرمائی اور انہیں فتح سے نوازا اور اس جنگ میں سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بہت اچھے کارنامے انجام فرمائے، پھر غزوۂ احد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوارد گرد چند صحابہ بچے تھے۔ ان میں سیّدنا سعد بھی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بنو قریظہ کے یہودیوں کے حلیف تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہودیوں کے پاس بھیجا کہ جا کر ان سے پوچھیں کہ جو ہمارا عہد ہوا تھا کہ بنو قریظہ والے مسلمانوں کے مقابلے میں کسی کی مدد نہیں کریں گے وہ اپنے اس عہد پر قائم ہیں یا انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا ہے؟ تو آپ کو پتہ چلا کہ یہودیوں کے بعض سردار چھپ کر مدینہ سے نکل گئے ہیں۔ تاکہ قریش والوں کو اس بات پر ابھاریں کہ وہ مسلمانوں پر مدینہ میں چڑھائی کر دیں اور ہم نے بھی ان سے عہد کو ختم کر دیا ہے، لہٰذا اندر باہر سے مسلمانوں کو گھیر کر ان کی جڑ کو اکھاڑ پھینکیں۔

صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ان لوگوں نے قبیلہ غطفان (جو عرب کے بڑے قبائل میں سے ہے) ان کے سردار عیینہ بن حصن سے اتفاق کر لیا کہ ہم بھی قریش سے مل کر مسلمانوں پر حملہ کریں گے اور مسلمانوں کے خلاف مال اور پھلوں سے مدد بھی کریں گے۔

جب سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ یہودی سرداروں کے پاس ان کے عہد کے بارہ میں پوچھنے

---

❶ سیرة ابن هشام لدارالریان للتراث القاهرة (۲/ ۲۵۷، ۲۵۸) وذکرفی المغازی لعروة ۱۳۶)، وعیون الاثر (۱/ ۲۴۷) البدء والتاریخ (۴/ ۱۸۸).

Marfat.com

گئے تو انہوں نے جواب دیا:

((لَا عَهْدَ لِمُحَمَّدٍ عِنْدَنَا وَلَا عَقْدَ .)) ❶

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا کوئی عہد نہیں ہے۔''

یہودیوں کے راز کا پردہ فاش ہو گیا۔

جب قریش قبیلہ غطفان اور دوسرے قبائل عرب کے ساتھ بڑے تکبر اور غرور کے ساتھ مدینہ کی طرف آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دے دیا اور بچوں اور عورتوں کو قلعے میں محصور کر دیا تاکہ دوران جنگ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچے۔

پھر جب مشرکین نے مدینے کا محاصرہ کر لیا اور کا محاصرہ طول پکڑنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف (جو کہ غطفان قبیلے کے سردار تھے) کے ساتھ مدینہ کے تہائی پھل کے بدلے صلح کر لیں اور یہ شرط رکھیں کہ وہ اپنی قوم کو لے کر مشرکین مکہ سے جدا ہو جائیں تو سیّدنا سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے مشورہ طلب کیا گیا تو ان دونوں نے جواب دیا: ''اے اللہ کے رسول! اگر تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر آپ ہمارا خیال کرتے ہوئے ایسا کرنا چاہتے ہیں تو عرض ہے کہ ہم مشرک تھے، بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ہم اور وہ اسی طرح شرک پر تھے اور وہ طمع کرتے تھے کہ مدینہ کے پھل سے یا تو ضیافت کے طور پر یا پھر ہاتھ پھیلا کر ان سے مانگ کر کھایا جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعہ سے ہدایت و عزت سے نوازا، ہم ان کو اپنا مال کس طرح دے دیں؟ اللہ کی قسم! ہمارے پاس تو ان کے لیے صرف تلوار ہے۔'' تو آپ نے ان کی رائے کی تعریف فرمائی اور فرمایا ایسا میں تمہارے لیے ہی کر رہا تھا کہ جب میں نے دیکھا کہ سارا

❶ سيرة ابن هشام (القاهره ١٤٠٨ھ) ٣/ ١٧٣.

Marfat.com

عرب متحد ہو کر تمہارے مقابلے میں آ گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سے بہت خوش ہونے اور غطفان کے ساتھ کوئی صلح نہیں کی اور تمام کے تمام جنگ کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اُمّ سعد بن معاذ کے ساتھ بنوالحارثہ کے قبیلہ میں تھی۔ ابھی تک پردے کی آیات نازل نہیں ہوئیں تھیں کہ سعد کا ہم سے گزر ہوا اور ان پر ایک تنگ اور سمٹی ہوئی زرہ تھی کہ جس سے ان کا بازو باہر نکلا ہوا تھا اور آپ کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ آپ اس کو زمین پر گھسیٹتے جا رہے تھے اور ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے:

میں ٹھہرا جمل ''آدمی کا نام'' کے برانگیختہ ہونے تک
جب وقت مقرر آ پہنچا تو کوئی غم نہیں موت کا

ان کی والدہ نے یہ سن کر فرمایا:

((اَلْحَقُّ: أَیْ بَنِی ، فَقَدْ وَاللّٰہِ أَخَّرْتَ .))

''اے میرے بیٹے یہی حق ہے تحقیق اللہ کی قسم تو نے دیر کر دی۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اُمّ سعد، اللہ کی قسم! سعد کی زرہ نہایت تنگ ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے زرہ سے باہر بازو کی رگ میں کوئی تیر نہ لگ جائے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہ دعا کر رہے تھے:

((اللهم ان كنت أبقيت من حرب قريش شيئا فأبقنى لها فانه لا قوم أحب الى أن أجاهد من قوم آذوا رسولك و كذبوه و أخرجوه، و ان كنت و ضعت الحرب بيننا و بينهم فاجعله لى شهادة ولا تمتنى .)) [1]

''اے اللہ اگر تو قریش کی جنگ سے کسی کو باقی رکھنا چاہتا ہے تو مجھے بھی ان

---

[1] جامع الترمذی.

Marfat.com

میں شامل کر لے۔ کیونکہ مجھے یہ بات سب سے محبوب ہے کہ میں اس قوم سے جہاد کرتا رہوں کہ جس نے تیرے رسول کو تکلیف دی اسے جھٹلایا اور پھر اسے وہاں سے نکال دیا۔ اگر ہمارے درمیان جنگ لکھی جا چکی ہے تو مجھے شہادت نصیب فرما اور اس وقت تک مجھے موت نہ دینا کہ جب تک بنوقریظہ کا حال دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور تمام لشکروں میں پھوٹ پڑ گئی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور اہل مدینہ مہاجرین و انصار اللہ کی مدد کے ساتھ امن اور فرحت کے ساتھ اپنے گھروں میں آ گئے۔ واپس آنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جنگی کپڑے اتار رہے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے:

((قد وضعت السلاح والله ما وضعناه فأخرج اليهم))

قال: أين؟ قال: ((هاهنا و أشار الى بنى قريظة.)) [1]

''کیا آپ نے اسلحہ اتار کر رکھ دیا، اللہ کی قسم! ہم نے تو ابھی (اسلحہ) اتارا ہی نہیں چلیں ان کی طرف خروج کریں، پوچھا: کن کی طرف؟ فرمایا: اس طرف اور بنوقریظہ کی طرف اشارہ کیا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور فرمایا: ''چلو اور عصر کی نماز بنوقریظہ میں پڑھنی ہے۔'' جب لوگ بنوقریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو عصر کا وقت آن پہنچا تو بعض کہنے لگے کہ ہم تو عصر بنوقریظہ ہی میں جا کر پڑھیں گے اور بعض نے راستے میں ہی پڑھ لی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے کسی کو بھی کچھ نہ کہا۔ (بخاری عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

جب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مسجد میں

[1] بخاری عن عائشه.

Marfat.com

اسلمیہ قبیلہ کے کپڑے کا ان کے لیے خیمہ لگا دیا جائے تا کہ ان کی عیادت قریب سے کی جا سکے۔

سیّدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تو انہوں نے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو اپنا منصف و حاکم بنایا کہ وہ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بلوایا ان کو گدھے پر بٹھا کر لایا گیا۔ جب وہ مسجد کے قریب ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو کہا:

((قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ أَوْ خَیرِکُمْ .))

''اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو کر بڑھو یا فرمایا: اپنے بہترین آدمی کی طرف کھڑے ہو۔''

آپ نے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا یہ آپ کے فیصلے پر راضی ہیں تو سیّدنا سعد نے ان کے لیے یہ فیصلہ فرمایا ان کے تمام لڑنے کے قابل مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَضَیْتَ بِحُکْمِ اللّٰهِ .)) ❶

''اے سعد تو نے اللہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ فرمایا ہے۔''

سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے اور پھر وہ دعا کی کہ جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے تو اس دعا کی برکت سے خون رک گیا اور جب بنو قریظہ کے بارہ میں فیصلہ فرما دیا تو رگ پھر پھٹ گئی اور خون جاری ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور دوسرے تمام مسلمان آپ کی عیادت کے لیے گاہے گاہے تشریف لاتے رہتے تھے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم مجھے نہیں پتہ چلتا تھا کہ ابو بکر زیادہ

❶ بخاري، باب مرجع النبي من الاحزاب و مخرجه إلى بني قريظة و محاصرة اياهم.

Marfat.com

روتے ہیں یا عمر اور عمرو بن شرجیل فرماتے ہیں کہ جب سیّدنا سعد کی رگ دوبارہ پھٹی اور خون جاری ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی آغوش میں لیا ہوا تھا اور خون آپ ﷺ پر بہہ رہا تھا۔

سیّدنا ابوبکر نے جب سیّدنا سعد کو اس حالت میں دیکھا تو افسوس کرتے ہوئے کہنے لگے:

((وانكسار ظهراه.))

''ہائے ہماری تو کمر ہی ٹوٹ گئی۔''

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مه)) ''خاموش ہو جاؤ۔''

سیّدنا عمر نے جب دیکھا تو فرمایا'' انا للّٰہ وانا الیہ راجعون'' ایک روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ سیّدنا جبرئیل علیہ السلام ریشم کی پگڑی باندھے ہوئے آئے اور فرمانے لگے:

((يا نبی الله من هذا الذی فتحت له أبواب السماء، واهتزله العرش؟!))

''اے اللہ کے نبی یہ کون ہے کہ جس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور عرش لرزا اٹھا؟''

تو رسول اللہ ﷺ سیّدنا سعد کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں اور رسول اللہ ﷺ جب آپ کو دفنا کر واپس آئے تو آپ کے آنسوؤں سے آپ کی داڑھی مبارک تر ہو چکی تھی اور سیّدنا سعد کی ماں نے ان کے اوپر روتے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کی خوبیاں بیان کیں تھیں۔

((ويل أم سعد سعداً براعة ونجداً ويل أم سعد سعداً صرامة

Marfat.com

وجداً .)) ❶

''افسوس ہو اُمّ سعد کے لیے سعد کا کہ جو صاحب علم وفضیلت اور بہادر تھا۔
افسوس ہو اُمّ سعد کے لیے سعد کا کہ جو بہادر اور سخی تھا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:

((کل نادبة کاذبة الا نادبة سعد .))

''ہر نوحہ کرتے ہوئے خوبیاں بیان کرنے والی جھوٹی ہوتی ہے سوائے ام سعد کے سعد واقعی ایسا تھا۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

((اهتز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذ، لقد نزل من الملائكة فی جنازة سعد بن معاذ سبعون ألفا، ماوطئوا الأرض قبل، و بحق أعطاه تعالیٰ ذلك .)) ❷

''سعد بن معاذ کی موت پر عرش بھی لرز اٹھا اور سعد کے جنازہ میں ایسے ستر ہزار ۷۰۰۰۰ فرشتوں کا نزول ہوا جو اس سے پہلے زمین پر نازل نہیں ہوئے تھے۔''

اسحاق براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک رومال ہدیہ کیا گیا۔ لوگ اس رومال کو بڑے اشتیاق سے دیکھنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہو؟'' لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! '' تو فرمایا:

((والذی نفسی بیده لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنة خیر من هذا .)) ❸

---

❶ الاصابة لا بن حجر ۳/ ۸۵.
❷ عن جابر رفعه للشیخین والترمذی.
❸ رواه ابن ماجه ـ باب فضل سعد بن معاذ.

Marfat.com

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کا جو رومال ہے وہ اس سے بھی بہتر ہے۔''

سیّدنا سعد اکتیس سال کی عمر میں مسلمان ہوئے اور سینتیس سال کی عمر میں شہید ہو گئے اسلام میں چھ سال عمر پائی لیکن ان چھ سالوں میں لوگوں میں سے سب سے بابرکت آدمی تھے۔ (رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

۴

سیّدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ

''بے شک جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے''

❁ سلمان اہل بیت میں سے تھے۔ (فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

❁ بے شک جنت تین لوگوں کی طرف مشتاق ہے۔ علی، عمار اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم۔

Marfat.com

Marfat.com

سلمان فارسی ابوعبداللہ جو سلیمان الخیر مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے معروف ہیں آپ سے ایک مرتبہ آپ کے نسب نامہ کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا میں ''سلمان ابن الاسلام'' ہوں۔

آپ اصلاً فارسی تھے رامھرمز سے اور بعض کے نزدیک آپ اصبہان کے شہر جَیّ سے تھے۔ اسلام سے قبل آپ کا اسم گرامی '' مابه بن بوذ خشان بن مورسلان ابن بهبوزان بن فيروز بن سهرك تھا آب الملک کی اولاد سے تھے۔'' آپ بلاد فارس میں آگ کے مجوسی خدمت گزار تھے۔ اور آپ کے اسلام لانے کا سبب یہ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ مجھے سلمان فارسی نے بذات خود بیان فرمایا کہ میں اہل اصبہان میں سے فارسی آدمی تھا۔ جَیّ نامی علاقہ سے۔ اور میرا والد اپنے علاقے کا چودھری رئیس سردار تھا۔ میرے والد نے مجھے لڑکیوں کی طرح گھر میں قید کر کے رکھا اور مجوسیت پر میری تربیت ہوئی اور مجھے آگ کا نگران بنا دیا گیا کہ جو اسے ہر وقت جلائے رکھتا تھا اسے بجھنے نہیں دیتا تھا۔

سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کی بہت بڑی جائیداد تھی۔ ایک دن میرے والد کچھ مشغول ہوئے تو مجھے کہنے لگے: آج میں کچھ مصروف ہوں، لہٰذا زمین جائیداد کی خبر گیری کر آؤ اور مجھے کچھ اہم امور کے بارہ میں بتایا پھر مجھے کہنے لگے۔

اے سلمان تم میرے لیے میری تمام جائیداد سے قیمتی ہو کہیں گم نہ ہو جانا جلدی لوٹ آنا پھر سلمان کہتے ہیں میں زمینوں کے طرف گیا تو میرا گزر عیسائیوں کے گرجے سے ہوا۔ میں نے ان کی آوازیں سنیں وہ عبادت میں مشغول تھے، مجھے نہیں پتہ تھا کہ

Marfat.com

میرے والد نے مجھے گھر میں قید کیوں کر رکھا تھا، جب میں نے ان کی آواز سنیں تو میرے دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ جا کر دیکھوں وہ کیا کر رہے ہیں، جب میں نے ان کے عبادت کے طریقہ کو دیکھا تو مجھے بڑا پسند آیا، میں نے سوچا ہمارے دین سے تو ان کا دین بہتر معلوم ہوتا ہے اور میں سورج کے غروب ہونے تک انہیں دیکھتا رہا اور جس کام کے لیے میرے والد نے مجھے بھیجا تھا وہاں نہ گیا، پھر میں نے ان سے پوچھا میں یہ دین کہاں سے سیکھ سکتا ہوں؟ جواب ملا شام سے۔ پھر میں گھر آ گیا۔

والد صاحب نے میری تلاش کے لیے بندے بھی روانہ کیے تھے جب میں گھر پہنچا تو پوچھنے لگے اے میرے بچے اب تک تو کہاں تھا؟ جس کام کے لیے میں نے بھیجا تھا کیا وہ کام کیا؟ میں نے کہا ابا جان میرا گزر چند لوگوں پر ہوا کہ وہ اپنے کنیسہ میں عبادت کر رہے تھے تو مجھے ان کا دین بڑا پسند آیا تو میں سورج کے غروب ہونے تک انہی کے پاس تھا تو ان کے والد کہنے لگے: بیٹا تیرے آباء اجداد کا دین ان سے کئی بہتر ہے۔ سلمان فرماتے ہیں میں نے کہا ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! ان کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا: میرا باپ ڈر گیا کہ کہیں یہ عیسائیت نہ قبول کر لے تو میرے والد نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے گھر میں قید کر دیا۔

سلمان شام کی طرف بھاگ جاتے ہیں:

سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عیسائیوں کو پیغام بھیجا: ''جب تمہارے پاس شام کا کوئی قافلہ آئے تو مجھے بتانا'' پھر ایک دن شام کے تاجروں کا ایک قافلے کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے مجھے بتایا، میں نے ان سے کہا: جب تم قافلہ اپنا کام پورا کر کے واپس جانے لگو تو پھر مجھے اطلاع دینا۔ جب انہوں نے شام واپس جانے کا ارادہ کیا تو مجھے اطلاع دی گئی۔

سلمان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے پاؤں سے لوہے کی بیڑیاں اتار کر اپنے آپ کو

Marfat.com

آزاد کرایا اور قافلے کے ساتھ شام آ گیا اور لوگوں سے پوچھنے لگا ''تم میں سے اس دین کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟'' جواب ملا: گرجے کا بشپ (پادری)۔

سلمان بڑے عیسائی پادری کے پاس:

سلمان کہتے ہیں میں اس کے پاس آیا اور کہا: مجھے یہ دین پسند ہے، میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے زیر سایہ رہ کر گرجا گھر کی خدمت کروں۔ دین عیسائی سیکھوں اور آپ کے ساتھ عبادت کروں، اس پادری نے ہامی بھرلی تو میں اس کے ساتھ رہنے لگا۔ سلمان فرماتے ہیں کہ یہ بہت برا آدمی تھا جو لوگوں کو صدقے کی ترغیب دیتا جب صدقہ جمع ہو جاتا تو اس میں سے اپنے لیے بھی نکال لیتا اور اسے اپنے خزانے میں جمع کر لیتا۔ حتیٰ کہ اس نے سات قلے (مٹکے) سونے و چاندی کے جمع کر لیے جب وہ ایسا کرتا تھا تو مجھے اس کی اس حرکت پر بڑا غصہ آتا تھا، پھر وہ مر گیا اور لوگ اس کی تدفین کے لیے جمع ہوئے، میں نے کہا یہ تو برا شخص تھا جو تمہیں صدقہ کی ترغیب دیتا تھا۔ جب تم صدقہ دے دیتے تو اس سے اپنے لیے بھی نکال لیتا تھا۔ غریبوں مسکینوں کو تو دیتا ہی نہ تھا۔

وہ مجھے کہنے لگے: تمہیں کیسے پتہ چلا کیا دلیل ہے تمہارے پاس؟ میں نے کہا: چلو میں تمہیں اس کا جمع شدہ خزانہ دکھاؤں۔ جب میں نے جگہ کی نشاندہی کی تو انہوں نے وہاں سے سات (۷) قلے [1] سونے و چاندی کے بھرے ہوئے نکالے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم اسے ہرگز نہیں دفنائیں گے، پھر انہوں نے اسے سولی پر لٹکایا [2] اور پتھروں سے اسے زخمی کیا اور اس کی جگہ ایک دوسرا آدمی مقرر کر دیا۔''

---

[1] قلے: یہ حجازی مٹکے ہیں ایک قلے میں تقریباً سوا پانچ من پانی آتا ہے۔

[2] سیرة ابن هشام ۱/ ۲۴۳.

Marfat.com

سلمان نیک پادری کے ساتھ:

سلمان فرماتے ہیں: ''اس نئے پادری سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار ان میں افضل اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی چاہ رکھنے والا اور دن رات جانفشانی سے کام کرنے والا ان میں کسی آدمی کو میں نے نہیں دیکھا۔ سلمان فرماتے ہیں کہ مجھے اس سے اس قدر محبت ہوگئی کہ اس سے پہلے ایسی محبت مجھے کسی سے نہیں ہوئی۔ میں اس کے ساتھ ایک لمبے عرصے تک رہا بالآخر اس کی وفات کا وقت آ پہنچا تو میں نے کہا: حضرت جی! ''مجھے آپ سے ایسی محبت ہوگئی ہے کہ ایسی کسی سے نہیں ہوئی۔ اب آپ کا وقت قریب ہے مجھے کچھ وصیت کیجیے مجھے کچھ حکم دیجیے۔'' تو وہ کہنے لگے: ''اے میرے بچے! اللہ کی قسم! لوگوں نے اپنے دین کو بدل کر رکھ دیا ہے اور میں کسی کو نہیں جانتا کہ وہ حق پر ہوں۔ ہاں البتہ موصل میں ایک آدمی ہے وہ اسی دین پر ہے جس پر تو ہے اس کے پاس چلا جا۔''

سلمان موصل کے پادری کی آغوش میں:

سلمان فرماتے ہیں جب وہ فوت ہوگیا تو میں موصل کے پادری کے پاس آ گیا تو میں نے اسے کہا حضرت جی فلاں پادری نے موت کے وقت مجھے بتایا تھا کہ آپ اصل دین پر قائم ہیں اور مجھے وصیت کی تھی کہ میں آپ کے چلا جاؤں اور دین سیکھوں، اس نے کہا ٹھیک ہے میرے پاس رہو۔ سلمان فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس رہا تو اسے بھی بہت اعلیٰ اخلاق کا حامل پایا اور اس کی وفات تک اس کے پاس رہا جب اس کا وقت قریب آ گیا تو میں نے اسے کہا: فلاں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا تھا۔ اب آپ کا وقت قریب آ چکا ہے۔ لہٰذا آپ مجھے کیا وصیت کرتے ہیں؟ وہ کہنے لگے: اے بچے! اس دین پر میں کسی شخص کو نہیں جانتا کہ جو قابل اعتبار ہو وہاں نصیبین میں ایک آدمی ہے

Marfat.com

اس کے پاس چلے جاؤ۔

سلمان نصیبین کے پادری کے پاس:

فرماتے ہیں جب یہ پادری بھی فوت ہو گیا تو میں نصیبین چلا گیا اور وہاں اس شخص سے ملا اور پورا واقعہ سنایا تو وہ کہنے لگا ٹھیک ہے، یہاں ٹھہر جاؤ۔ فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس رکا اور اسے بھی بڑا بہترین آدمی پایا۔ جب اس کا وقت قریب آ گیا تو میں اس کے پاس گیا اور کہا کہ آپ تو جانتے ہیں کہ میں کس کس طرح آپ کے پاس پہنچا، اب آپ کا بھی وقت قریب ہے تو براہ مہربانی میری راہنمائی فرمائیں تو کہنے لگے: اے بچے! اب تو کوئی آدمی اس اصل دین پر باقی نہیں رہا، ہاں البتہ عموریہ میں ایک شخص ہے جو روم میں ہے وہ اس دین پر قائم ہے اگر چاہو تو اس کے پاس چلے جاؤ۔

سلمان عموریہ کے پادری کے پاس:

فرمایا: جب وہ شخص فوت ہو گیا تو میں عموریہ آ گیا اور متعلقہ شخص کو اپنا مکمل واقعہ سنایا تو وہ کہنے لگا ٹھیک ہے۔ میرے پاس ٹھہر جاؤ تو میں اس کے پاس ٹھہر گیا اور اسے بھی اپنے دین میں بڑا بہترین پایا۔

سلمان کہتے ہیں یہاں میں نے کچھ کاروبار کیا تو میرے پاس گائے اور بکریوں کا ایک ریوڑ جمع ہو گیا۔ جب اس شخص کی موت کا وقت قریب آ گیا تو میں اس کے پاس آیا اور کہا کہ آپ تو جانتے ہیں کہ میں کس طرح آپ تک پہنچا ہوں۔ اب آپ کا بھی وقت قریب ہے۔ لہٰذا میری راہنمائی فرمائیں تو وہ کہنے لگا: اے بچے! اب تو کوئی ایسا شخص باقی نہیں بچا جو اس دین پر قائم ہو، ہاں البتہ ایک نبی کا ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے۔ جو دین ابراہیمی کو لے کر آئے گا عرب کی زمین پر اس کا ظہور ہو گا اور وہ سیاہ پتھروں والی زمین جو کھجوروں والی ہے کی طرف ہجرت کرے گا۔ اس کی علامات بھی کوئی

Marfat.com

مشکل نہیں ہیں۔ وہ ایسا شخص ہوگا جو ہدیہ کا مال کھائے گا صدقہ نہیں کھاتا ہوگا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت ''نبوت کی مہر'' ہوگی اگر ہوسکے تو عرب کی طرف چلے آؤ۔''

سلمان وادیٔ القریٰ پہنچتے ہیں:

سلمان فرماتے ہیں صاحب عموریہ فوت ہوگیا اور کچھ عرصہ میں عموریہ میں ہی رہا پھر یہاں سے کلب قبیلے کے تاجروں کا ایک قافلہ یہاں سے گزرا میں نے ان سے کہا: مجھے بھی عرب لے چلو بدلے میں یہ میری بکریاں اور گائے لے لو۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے اور مجھے اپنے ساتھ وادیٔ القریٰ (مکہ مکرمہ) لے آئے یہاں انہوں نے مجھ پر ظلم کیا اور ایک یہودی کے ہاتھ مجھے بیچ دیا اور اس طرح میں غلام بن گیا۔ جب میں نے یہاں کھجور کے باغات دیکھے تو میں سوچنے لگا شاید یہی وہ زمین ہے جس کے بارہ میں صاحب عموریہ نے نشاندہی کی تھی لیکن میرا دل مطمئن نہ تھا۔

سلمان مدینہ چلے جاتے ہیں:

فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس تھا۔ ایک دن اسی یہودی کا چچازاد بنو قریظہ سے جو مدینہ میں یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا آیا اور مجھے اس سے خرید کر مدینہ لے گیا۔ جب میں مدینہ آگیا تو میں پہچان گیا کہ میرا متعلقہ علاقہ یہی ہے کہ جس کے بارہ میں صاحب عموریہ نے مجھے بتایا تھا میں یہیں رک گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، آپ نے جتنا مقدر میں تھا اتنا مکہ میں قیام فرمایا، میں آپ کے حالات سے واقف رہتا تھا جبکہ میں یہودی کا غلام تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور میں کھجور کے تنے پر چڑھا ہوا کام میں مشغول تھا، میرا سردار نیچے بیٹھا ہوا تھا تو اتنے میں اس کا چچازاد آیا اور کہنے لگا: اللہ بنو

Marfat.com

قیلہ (قیلہ یہ اوس خزرج کی ماں تھی) کو برباد کرے۔

ایک آدمی جو مکہ سے آیا ہے اور اپنے آپ کو نبی کہتا ہے وہ اس کے پاس جمع ہو رہے ہیں اور اس کی بیعت کر رہے ہیں۔ سلمان فرماتے ہیں کہ یہ سن کر مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی اور قریب تھا کہ میں نیچے بیٹھے ہوئے اپنے سردار پر گر پڑوں۔ میں کھجور سے نیچے اترا اور اس آنے والے سے کہا آپ کیا کہہ کر رہے تھے۔ میرا مالک یہ سن کر مجھ پر سخت غصہ ہوا اور مجھے زور سے طمانچہ مارا، اور کہنے لگا: تمہیں اس سے کیا مطلب جاؤ، اپنا کام کرو! میں نے کہا: میں تو ویسے ہی اس کی بات کی تثبیت چاہتا ہوں۔

سلمان رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوہ میں:

فرماتے ہیں کہ میں نے کچھ کھانے کی چیزیں جمع کیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں۔ آپ کے ساتھ غریب اور ذوحاجت ہیں۔ میرے پاس صدقہ کی یہ کچھ چیزیں تھیں تو مجھے آپ سے زیادہ حق دار کوئی بھی نہ ملا۔ یہ لے لیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لے کر اپنے صحابہ کو فرمایا کھاؤ اور اس سے خود کچھ نہ کھایا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا ایک نشانی تو پوری ہوگئی کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ میں واپس آ گیا اور کچھ اور چیزیں جمع کیں اتنے میں آپ قباء سے مدینہ تشریف لے جا چکے تھے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں نے دیکھا آپ صدقہ تو کھاتے نہیں یہ ہدیہ ہے اسے قبول فرمالیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خود بھی کھایا اور اپنے اصحاب کو بھی کھلایا۔ پھر میں نے دل میں سوچا یہ دوسری نشانی بھی پوری ہوگئی کہ آپ ہدیہ کھا لیتے ہیں۔ پھر میں ایک دن آپ کے پاس آیا۔ آپ بقیع الغرقد میں تھے۔ آپ کے کوئی صحابی فوت ہو گئے تھے آپ نے چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ آپ بیٹھے تھے میں آیا، سلام کیا اور آپ کی پیٹھ دیکھنے کی کوشش کرنے لگا کہ ختم نبوت

Marfat.com

دیکھ لوں، جب آپؐ نے میری حالت دیکھی تو آپ سمجھ گئے۔ آپؐ نے اپنی چادر ہٹا دی اور میں نے ختم نبوت کو دیکھ لیا تو میں نے پہچان لیا کہ آپ ہی وہ شخص ہیں کہ جن کے بارہ میں صاحب عموریہ نے بتایا تھا تو میں آپ سے لپٹ گیا آپ کو بوسے دینے لگا اور ساتھ ہی رونے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سے جدا کیا اور اپنے سامنے بٹھایا میں نے پورا واقعہ ابتداء سے انتہا تک اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا جس طرح اے ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کو سنایا ہے۔ سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے بدر اور اُحد میں غلامی ہی کی حالت میں شرکت فرمائی تھی۔

سلمان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور مدد سے اپنے آپ کو آزاد کرانا:

سلمان فرماتے ہیں کہ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے سے اپنے مالک سے مکاتبت کر لی کہ میں اسے ۳۰۰ تین سو کھجور کے درخت لگا کر دوں گا۔ ایسے کہ وہ سب کے سب تناور درخت بنے ان سے کوئی سوکھے نہ اور ۴۰ اوقیہ چاندی ادا کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو، لوگوں نے کھجور کے پودوں سے میری مدد کی۔ کوئی ۳۰ دیتا کوئی بیس کوئی ۱۰ کوئی ۵ یعنی جتنے جس سے ہو سکے مجھے دیے۔ حتیٰ کہ ۳۰۰ تین سو پورے ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلمان جاؤ اور ان کے لیے گڑھے کھودو، جب کھود لو تو مجھے بتانا میں اپنے ہاتھ سے انہیں لگاؤں گا۔ جب میں نے گڑھے کھود لیے اور میرے ساتھیوں نے بھی میری مدد کی۔ تو میں نے آپؐ کو اطلاع دی آپ نے اور اپنے دست مبارک سے پودے لگائے تو سلمان فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! ان میں سے ایک بھی پورا نہ مرا تمام کے تمام تناور درخت بنے۔[1]

[1] سیرة ابن هشام ۱/ ۴۲۸-۲۴۷ الروض الانف ۱/ ۲۵۲.

Marfat.com

سلمان فرماتے ہیں کہ اب درخت تو لگا دیے اب چالیس اوقیہ سونا چاندی ادا کرنا رہ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کے انڈے کے برابر سونا یا اور کچھ معدنیات دی اور فرمایا یہ لے جاؤ اور ادا کر دو۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ! یہ تو بہت کم ہے اس سے تو ادا نہیں ہوگا۔ لے جاؤ اللہ آپ کی طرف سے ادا کرے گا۔ فرماتے ہیں میں نے وہ لیا اور اس کا وزن کیا تو رب سلمان کی قسم وہ ۴۰ اوقیہ پوری تھی۔ میں نے وہ یہودی کو دے دی اور اس طرح میں اس یہودی سے آزاد ہو گیا۔''

سیّدنا سلمان فرماتے ہیں کہ جنگ خندق میں میں ایک آزاد شخص کی حیثیت سے شامل ہوا اور اس کے بعد کسی بھی غزوہ سے میں پیچھے نہیں رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا سلمان اور سیّدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم فرمائی اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْجَنَّةَ تُشْتَاقُ اِلٰى ثَـلَاثَةٍ عَلِيٍ وَ عَمَّارٍ وَسَلْمَانُ .)) [1]

''بے شک جنت تین آدمیوں کی طرف مشتاق ہے علی، عمار اور سلمان۔''

سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ فضلاء، زہاد اور جلیل القدر صحابہ میں سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت قریب تھے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات بھر اتنی دیر تک مجلس کیا کرتے تھے کہ ہمیں ڈر ہوتا کہ سلمان تو ہم پر آپ کے بارہ میں غالب آ گیا اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے سیّدنا سلمان کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا وہ ایسا شخص ہے کہ جس نے اول و آخر تمام علم سیکھ لیا ہے۔ وہ کوئی جاہل آدمی نہیں ہے وہ ہم سے اہل بیت میں سے ہے۔

---

[1] السیر المغازی لا بن اسحاق، دلائل النبوة للبیهقی رقم:۱۹۹، حلیة الاولیاء ۱/ ۱۹۳، رجاله ثقات و اسناده قوی أخرجه احمد فی المسنده / ٤٤١، ٤٤٥ والطبرانی فی الکبیر ٦٠٦٥.

Marfat.com

اور جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور ان کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔ ابوالدرداء شام میں چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی اور سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ عراق گئے تو سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا:

((سلام عليك أما بعد، فان الله رزقني بعدك مالا وولداً ونزكت الأرض المقدسة.))

''آپ پر سلامتی ہو بعد از سلام'' آپ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑے مال اور اولاد سے نوازا ہے اور میں مقدس زمین میں رہتا ہوں۔''

تو جواباً سلمان نے یہ خط لکھا:

((سلام عليكم أما بعد، فانك كتبت الى ان الله رزقك مالا وولداً فاعلم أن الخير ليس بكثرة المال والولد ولكن الخير هو أن يكثر حلمك وأن ينفعك علمك، و كتبت الى أنك نزلت الأرض المقدسة وأن الأرض لاتعمل لأحد اعمل كأنك ترى، واعدد نفسك من الموتى.))

''السلام علیکم بعد از سلام......'' آپ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے مال و اولاد سے نوازا ہے تو سنو مال و اولاد کی کثرت میں خیر نہیں ہے۔ بھلائی اس میں ہے کہ آپ کی بردباری زیادہ ہو اور آپ کا علم آپ کو فائدہ دے اور آپ نے مجھے یہ بھی لکھا کہ آپ مقدس زمین میں رہتے ہو تو سنو زمین کسی کے لیے عمل نہیں کرتی جتنے ہو سکتے ہوں عمل کر لو اور اپنے آپ کو موت کے لیے تیار رکھو۔''

Marfat.com

ایک دفعہ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی کہ ہم آپ کے لیے گھر بنا دیں تو فرمایا کیوں تا کہ تو مجھے مالک بنا دے اور ویسا گھر میرے لیے بنائے جیسا تیرا مدائن میں ہے تو حذیفہ کہنے لگے: نہیں! بلکہ ایسا گھر کہ جو بانس اور بردی (یمنی کپڑا، چادر) کا ہو جب آپ کھڑے ہوں گے تو آپ کا سر اس کی چھت سے لگے گا اور جب آپ لیٹیں گے تو آپ کے پہلو دیواروں کو لگے گی۔ کہنے لگے رہنے دو اپنا کام کرو، آپ کا وظیفہ جو بیت المال سے مقرر تھا وہ پانچ ہزار تھا لیکن آپ اسے لے کر لوگوں میں تقسیم کر دیتے اور اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے اور آپ کھجور کو بنتے تھے اور اس سے چٹائیاں وغیرہ بناتے تھے۔''

اور جب جنگ احزاب کا موقع آیا تو خندق کا مشورہ سیّدنا سلمان ہی نے دیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے کھودنے کا حکم دیا تو مہاجرین و انصار آپس میں اختلاف کرنے لگے کہ سلمان ہم میں سے ہے، سلمان ہم سے ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ .)) ❶

''سلمان ہم میں سے اہل بیت سے ہے۔''

آپ ابن عباس، انس، عقبہ بن عامر، أبی سعید، کعب بن عجرہ، ابی عثمان النہدی اور شرحبیل بن السمط اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے صحابہ سے روایات کرتے ہیں۔ اور آپ ٣٥ھ خلافت عثمانیہ کے بالکل آخر میں فوت ہوئے۔ ایک قول کے مطابق ٣٦ھ کے ابتدا میں اور بعض نے کہا کہ آپ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

---

❶ سيرة ابن هشام، اسدالغابة رجاله ثقات اخرجه احمد فى المسند / ٤٤١، ٤٤٤ والطبراني فى الكبير ٦/ ٢٧٢، ٦٠٦٥.

Marfat.com

لیکن اکثر کا پہلا قول ہے۔

عباس بن یزید فرماتے ہیں کہ اہل علم فرماتے ہیں کہ بوقت وفات سیّدنا سلمان کی عمر مبارک ۳۵۰ سال ساڑھے تین سو سال تھی۔ یہ اختلاف ہے لیکن ۲۵۰ سال اڑھائی سو سال میں تو کسی کو اختلاف نہیں۔

ابو نعیم فرماتے ہیں سلمان لمبی عمر پانے والوں میں سے تھے۔ آپ نے دو کتابیں (قرآن وانجیل) پڑھیں اور آپ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک اصبہان اور دو مصر میں۔"

Marfat.com

۵

سیّدنا عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ

''گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کا یہ پاؤں جنت میں بالکل ٹھیک ہے''

- ایک لنگڑے صحابی جو کہ راہ خدا میں شہید ہو کر جنت کے وارث بنے۔
- میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کا یہ پاؤں جنت میں بالکل ٹھیک ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

بیعت عقبہ کے بعد جب انصار مدینہ واپس پلٹے تو اسلام ان میں ظاہر ہو چکا تھا۔ اب بھی انصار میں ایسے لوگ تھے جو شرک پر قائم تھے۔ ان میں ایک عمرو بن الجموح بھی تھے۔ ان کے بیٹے معاذ بیعت عقبہ میں آ کر نبی ﷺ کی بیعت کر چکے تھے۔ عمرو بن جموح بنو سلمہ کے سردار اور ان کے اشراف میں سے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک لکڑی کا بت بنایا ہوا تھا۔ جس کا نام ''مناۃ'' تھا۔ عرب کے لوگ اس طرح کرتے تھے کہ اپنے گھروں میں بت رکھتے اور ان کی خدمت کرتے۔

جب بنو اسلم کے دونو جوان معاذ بن جبل اور ان کے بیٹے معاذ بن عمرو بن جموح مسلمان ہو کر بیعت عقبہ میں شامل ہوئے تو یہ عمرو کے بت کو رات کے وقت اٹھا کر بنو سلمہ کے اس کنویں میں پھینک دیتے جس میں گندگی ہوتی تھی۔ اگلے دن عمرو نے جب یہ دیکھا تو کہنے لگے: ''ہائے افسوس! یہ رات کے وقت ہمارے الٰہ کے ساتھ ایسا کس نے کیا؟ انہوں نے وہ بت اٹھایا اسے دھویا اور خوشبو لگا کے پھر اس کی جگہ رکھ دیا، اگلے دن پھر انہوں نے اسی طرح کیا تو پھر انہوں نے اسے اٹھا کر اور صاف کر کے اس کی جگہ رکھ دیا اور تیسری رات ایک تلوار بت کے گلے میں لٹکا دی اور کہنے لگے۔ مجھے نہیں پتہ تیرے ساتھ اس طرح کون کرتا ہے تجھ میں اگر کوئی خیر ہو تو اس تلوار سے پنا بچاؤ کر لینا۔ جب عمرو سو گئے تو انہوں نے پھر اسی طرح کیا اور تلوار اس کے گلے سے اتار لی اور ایک مرے ہوئے کتے کو اس کے ساتھ باندھ کر گندگی کے کنویں میں پھینک دیا۔ جب عمرو صبح اٹھے اور بت کو اپنی جگہ نہ پایا تو اس کو تلاش کرنے نکلے، دیکھا کنویں میں گندگی کے اندر پڑا ہے اور ساتھ ایک مرا ہوا کتا بندھا ہوا ہے تو اس کی قوم میں سے جو مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے سمجھایا تو یہ اسلام لائے اور پھر بڑے اعلیٰ مسلمان

Marfat.com

بنے۔ سیّدنا عمرو بن جموح لنگڑے تھے اور آپ کے ۴ چار بیٹے تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے تو عمرو بن جموح کو بھی شوق ہوا کہ وہ جہاد میں شریک ہوں تو ان کے بیٹے کہنے لگے: اللہ نے آپ کو رخصت دی ہے۔ آپ سے جہاد کی فرضیت ساقط کر دی ہے۔ لہٰذا آپ آرام سے بیٹھیں ہم جہاد کرتے ہیں تو عمرو بن جموح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! میرے بیٹے مجھے آپ کے ساتھ جہاد میں جانے سے منع کرتے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ مجھے شہادت دے اور میں یوں ہی لنگڑاتا ہوا جنت میں داخل ہو جاؤں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ویسے تو اللہ نے تجھ سے جہاد کو ساقط کر دیا ہے اور اس کے بیٹوں کو فرمایا: اپنے باپ کے لیے دعا اور مدد کرو شاید اللہ ان کو شہادت سے نواز دے۔'' [1]

مسند احمد میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے: ''یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور اسی حالت میں شہید ہو جاؤں تو میں اپنے صحیح قدم کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ کا ایک پاؤں لنگڑا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' آپ اور آپ کے بھائی کے بیٹے اور آپ کا مولیٰ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے گزر ہوا تو فرمایا:

((كَأَنِّي أَنْظُرَ اِلَيْهِ يَمْشِي بِرِجْلِهِ هٰذِهِ صَحِيْحَةٌ فِي الْجَنَّةِ.))

''میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ جنت میں اپنے صحیح قدم سے چل رہے ہیں۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بھتیجے اور آپ کے مولیٰ کو ایک ہی قبر میں دفنانے کا حکم دیا۔ اس طرح عمرو بن جموح بھی ان میں سے ایک ہو گئے کہ جن کو جنت کی

---

[1] زاد المعاد لابن القيم الجوزية بيروت ط١٤١٧ھ، ٣/ ٢٠٩.

Marfat.com

بشارت ملی۔" [1]

یہ تھے عمرو بن جموع جو میدان جہاد میں ایک مثال اور نمونہ تھے کہ جن کے لنگڑے پن نے بھی ان کو اس سے نہ روکا۔ بلکہ جنت اور کامیابی کے لیے جہاد پر اصرار کرتے تھے تا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں تکلیف پہنچے اور اللہ کے رسول کی مدد کرتے رہیں، آپ بہترین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے۔ آپ ہی کے بارہ میں یہ فرمایا گیا تھا:

((أَصْحَابِی كَالنُّجُوْمِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ .)) [2]

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی جتنی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔"

---

[1] حياة الصحابه للكاندهلوی، سيرة ابن هشام رجاله ثقات.

[2] یہ روایت الکفایة للخطیب بغدادی ، المدخل للبیهقی الدیلمی وغیرہ نے بیان کی اور یہ سخت ضعیف ہے اس کی سند میں سلیمان بن ابی کریمہ ضعیف ، جویبر متروک ہے اور ضحاک بن مزاحم کا ابن عباس سے سماع نہیں ہے، لہٰذا یہ موضوع روایت ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

Marfat.com

٦

سیّدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے قرأت کی آواز سنی''

- حارثہ بن نعمان کی قراءت کی آواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں سنی اور رشک کیا۔
- آپ ایسی شخصیت کے حامل تھے کہ آپ کے سلام کا جواب حضرت جبرئیل بھی دیا کرتے تھے۔

Marfat.com

Marfat.com

نسب نامہ:

حارثہ بن نعمان بن نفع بن زید بن عبداللہ بن ثعلبہ بن مالک النجار الانصاری الخزرجی قبیلہ بنونجار سے کنیت ابوعبداللہ، بدر، اُحد اور خندق سمیت تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ آپ فضلاء صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ بیان فرماتے ہیں وہ حارثہ نعمان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

((مررت علی رسول الله ﷺ و معه جبریل علیه السلام جالسا بالمقاعد فسلمت علیه و جزت فلما رجعت وانصرف النبی ﷺ قال: هل رأیت الذی کان معی؟ قلت: نعم، قال: فانه جبریل و قدرد علیك السلام.))

''ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپ کے ساتھ ایک شخص بیٹھا تھا جو آپ سے باتیں کررہا تھا۔ میں نے سلام کیا، جب میں لوٹا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پھرے اور فرمایا کہ جو میرے ساتھ بیٹھا تھا کیا تو نے اسے دیکھا! میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تھے اس نے تجھ پر سلام لوٹایا تھا۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حارثہ بن نعمان کا نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام تھے جو سرگوشیاں کر رہے تھے تو حارثہ نے سلام نہ کیا تو جبرئیل کہنے لگے اس نے سلام کیوں نہیں کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے گزرتے ہوئے سلام کیوں نہیں کیا؟ تو حارثہ کہنے لگے: میں نے دیکھا کہ آپ ایک انسان سے سرگوشیاں کر رہے ہیں تو میں نے آپ کی باتوں میں خلل ڈالنے کو برا جانا۔ آپ نے پوچھا: کیا تو نے اسے دیکھا تھا کہنے لگے۔ جی ہاں! فرمایا

Marfat.com

وہ جبرئیل تھے اور وہ کہہ رہے تھے اگر یہ سلام کرتا تو میں بھی جواب دیتا اور پھر فرمایا شاید یہ اُسی (۸۰) میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا (۸۰) کیا ہے؟ فرمایا: ایک جنگ میں لوگ آپ سے بھاگ جائیں گے۔ صرف ۸۰ لوگ آپ کے پاس باقی رہیں گے اللہ ان کو اور ان کی اولاد کو جنت میں رزق سے نوازے گا اور حارثہ بھی انہی میں سے ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ قِرَاءَ ةَ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا، فَقِيْلَ: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَذَلِكُمُ الْبِرُّ، وَ كَانَ بَرًا بِأُمِّهِ .))

''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے قراءت کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے ہی نیک لوگ ہوتے ہیں اور یہ اپنی والدہ کے ساتھ نیکی کرتے تھے۔''

اور سیّدنا حارثہ یوم حنین میں جب لوگ بھاگ گئے تو ان ۸۰ صحابہ میں سے تھے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قائم رہے۔ آخر عمر میں جب یہ نابینے ہو گئے تو انہوں نے اپنی نماز پڑھنے کی جگہ سے اپنے حجرے کے دروازے تک ایک رسہ باندھ لیا اور ساتھ ایک ٹوکرا کھجور کا رکھ لیتے۔ جب بھی کوئی مسکین آکر سلام کرتا تو ٹوکرے سے کھجوریں لے کر رسی کو پکڑ کر دروازے پر آکر اپنے ہاتھ سے اس کو کھجوریں دیتے۔ آپ کے گھر والے کہتے ہم دے آتے ہیں تو آپ ان کو یہ جواب دیتے کہ:

((سمعت رسول اللہ یقول: مناولة المسكين تقى ميتة السوء .))

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: مسکینوں کو اپنے ہاتھوں سے دل کھول کر دینے سے آدمی بری موت سے بچتا ہے۔''

Marfat.com

۷

سیّدنا سعد الاسود السلمی رضی اللہ عنہ

اللہ نے اس کی شادی کی ہے تمہاری بہترین لڑکی کے ساتھ

- اللہ نے رنگ کے پکے صحابی (سعد) کی شادی خوبصورت اور بہتر لڑکی سے کرائی۔ (فرمان محمدی ﷺ)
- اے سعد! ایمان لے آؤ کالا رنگ ہونا جنت سے مانع نہیں۔ (فرمان نبوی ﷺ)

Marfat.com

Marfat.com

حسن اور قتادہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کو سلام کیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! کیا میرا سیاہ اور بدصورت ہونا مانع ہے دخول جنت سے؟ آپ نے فرمایا: واللہ نہیں، جب تک تو اللہ سے ڈرے گا اور اس کے رسول کی لائی ہوئی چیز پر ایمان لائے گا۔ تو وہ کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اب میرے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: جاؤ، اپنی قوم کو دعوت دو، آپ ان کے بھائی ہیں۔ فرماتے ہیں: میں نے تمام لوگوں کو وعظ کیا لیکن انہوں نے میرے کالے رنگ اور بدصورتی کا طعن کیا اور میں نے منگنی کا پیغام دیا تو انہوں نے میری کالی رنگت اور بدصورتی کی وجہ سے انکار کر دیا تو آپ نے فرمایا: عمرو بن وہب کے پاس جاؤ یہ ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے۔ قبیلہ ثقیف سے ان کا تعلق تھا۔ فرمایا جا کر دروازہ بجانا اور سلام کہنا اور کہنا کہ اللہ کے نبی نے تمہاری لڑکی کے ساتھ میری شادی کر دی ہے۔ اس کا صاحب جمال و عقل ایک بیٹا بھی تھا۔ سیّدنا سعد گئے اور جا کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا کہ جب انہوں نے دروازہ کھولا تو فرمایا تمہاری بیٹی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شادی کر دی ہے تو انہوں نے اسے بہت برا بھلا کہا اور یہ چل پڑے تو وہ لڑکی پردے سے نکلی اور کہنے لگی: اے اللہ کے بندے! واپس آ جاؤ اگر اللہ کے نبی نے تمہارے ساتھ میری شادی کر دی ہے تو میں خوش ہوں اس پر کہ جس پر اللہ اور اس کے رسول راضی ہیں اور وہ لڑکی اپنے باپ کو کہنے لگی: ابو جی اپنے آپ کو بچائیے کہیں ایسا نہ ہو کہ آسمان سے آپ کے بارہ میں کوئی وحی اتر آئے تو لڑکی کا والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے بھیجے ہوئے آدمی کو تم نے لوٹایا تھا تو وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں

Marfat.com

نے ایسا کیا لیکن میں استغفار کرتا ہوں۔ دراصل میں سمجھا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے لیکن ہم نے اپنی بیٹی سے اس کی شادی کردی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم دیا کہ جاؤ اور اپنے داماد کو اپنی بیٹی پر داخل کرو۔ اس اثناء میں سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بازار سے اپنی بیوی کے لیے کچھ سامان خرید رہے تھے کہ ایک اعلان سنا۔ اے اللہ کے سوار و جہاد کے لیے نکلو جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے تو سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے تلوار نیزہ اور گھوڑا خریدا اور اپنے عمامہ سے منہ کو لپیٹا اور مہاجرین سے آملا۔ کسی نے بھی اسے پہچانا نہیں۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہ پہچانا۔ یہ گھوڑے پر سوار ہو کر لڑے پھر پیدل لڑے اور ان کی کہنی کے پاس سے کچھ حصہ کھل گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سیاہ رنگ کو دیکھ کر پہچان لیا پوچھا سعد ہے؟ فرمایا: جی ہاں! وہ اسی طرح بہادری سے لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ شہید ہو کر گر پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ نے ان کے سر کو اپنی گود میں رکھا اور ان کا اسلحہ اور گھوڑا ان کی بیوی کے پاس بھیج دیا اور فرمایا انہیں کہہ دینا کہ تمہاری بہترین بچی کے ساتھ اللہ نے اس کی شادی کی تھی اور یہ اس کی میراث ہے۔'' [1]

---

[1] اسد الغابة فی معرفة الصحابة ۲/ ۱۸۴، ۱۸۵ دار الفکر.

Marfat.com

۸

سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

''ساقی الحرمین''

❁ اے ابوالفضل تم دو خلیلوں کے درمیان مومن ہو۔

(بشارت محمدی ﷺ)

❁ آپ نے ساقی الحرمین کا لقب پایا۔ (مؤرخ)

❁ لباس تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

(فرمان محمدی ﷺ)

Marfat.com

Marfat.com

نسب نامہ:

عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا اور آپ کے والد کے سگے بھائی تھے۔ آپ کی کنیت آپ کے بیٹے فضل کی وجہ سے ابوالفضل تھی۔ آپ کی والدہ نبیلہ بنت جناب بن کلیب اور یہ پہلی عربی خاتون ہیں کہ جنہوں نے بیت اللہ کو ریشم کے کپڑے پہنائے اور اس کا سبب یہ تھا کہ بچپن میں سیّدنا عباس گم ہو گئے تھے تو ان کے ملنے کے لیے انہوں نے یہ نذر مانی تھی، لہٰذا جب سیّدنا عباس مل گئے تو انہوں نے اپنی قسم کو پورا کیا۔

آپ رسول اکرم ﷺ سے دو یا تین سال بڑے تھے۔ دور جاہلیت میں قریش کے سردار تھے اور مسجد حرام کی ولایت آپ کے ذمہ تھی اور آپ ہی حاجیوں کو پانی پلاتے تھے۔ قبل از اسلام ہی آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے اور آپ نے اس بیعت میں شریک لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

"اے خزرج کے لوگو! تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ ہم میں سے ہیں ان کی قوم نے ان کو ان کے گھر سے روک دیا ہے۔ اگر تم اپنے اس عہد کو جو تم ان سے کر رہے پورا کرو اور ان کے مخالفین اور ان کے درمیان آڑ بنو تو ٹھیک ہے۔ اگر تم ان کی اب اطاعت تو کرو لیکن جب انہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہو اور تم اس وقت ان کا ساتھ نہ دو۔ انکار کرو ان کے ساتھ مل کر مخالفین سے نہ لڑو تو ابھی انکار کر دو۔" [1]

جب انصار نے نبی ﷺ کو اصرار کے ساتھ مدینہ آنے کے لیے کہا تو سیّدنا

---

[1] عن كعب بن مالك (جمع الفوائد ٣/ ٦٤١٠).

Marfat.com

عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''اچھا بتاؤ اگر جنگ ہو تو تم کس طرح صفیں بنا کر لڑو گے؟'' یعنی عباس رضی اللہ عنہ انہیں سمجھانا چاہ رہے تھے کہ عرب ایک ہو کر آپ کے خلاف لڑیں گے اور آپ کو مدینے میں رہ کر سارے عرب میں دعوت دین سے روکیں گے۔ جب انصار نے یہ بات سنی تو ان میں سے عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سیدنا عباس کو جواب دینے لگے:

((واللہ انا أهل حرب غذينا بها و مرنا عليها وورثناها كابرا عن كابر نومى بالنبل حتى تفرغ ثم نطعن بالرماح حتى تكسر ثم تمشى بالسيوف حتى تكسر ثم نمشى بالسيوف حتى يقتل الأعجل منا أو من عدونا۔ فقال العباس: (وهل لكم من دروع؟) قالوا: (نعم دروع شاملة) ، قال: اذا فأنتم أهل حرب، و تمت بيعة العقبة الثانية، واستعد رسول الله ﷺ للهجرة .))

''اللہ کی قسم! ہم جنگجو ہیں ہمیں تو گھٹی ہی جنگ کی دی گئی ہے، اسی پر ہماری پرورش ہوتی ہے ہمیں بڑوں سے وراثت میں یہی چیز ملی ہے کہ پہلے پتھروں سے لڑیں، پھر نیزوں سے جب یہ لوٹ جائیں تو تلواروں سے لڑیں یہاں تک کہ یہ بھی ٹوٹ جائیں یا پھر دشمن ہم میں سے کوئی شکست کھا کر مقتول ہو جائے۔''

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ پوچھنے لگے: کیا تمہارے پاس زرہیں ہیں؟

کہنے لگے: جی ہاں ہمارے پاس متحد لپٹی ہوئی زرہیں ہیں۔ سیدنا عباس فرمانے لگے تب واقعی تم جنگجو لوگ ہو۔ بیعت عقبہ ثانیہ مکمل ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ ہجرت کے لیے تیار ہو گئے۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ مدینہ ہجرت کر گئے اور سیّدنا عباس مکہ ہی میں رک گئے جہاں وہ کمزور مسلمانوں کی مدد کیا کرتے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ سرداران قریش میں سے تھے، تو غزوہ بدر میں مجبوراً مشرکین کے ساتھ نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں یہ اعلان کرا دیا کہ سیّدنا عباس کو کوئی قتل نہ کرے انہیں زبردستی لایا گیا ہے وہ دل کی خوشی سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے ہیں۔ ❶

مشرکین نے جنگ میں شکست کھائی اور عباس بن عبدالمطلب بھی قیدیوں میں آئے، تو آپ کو بڑی مضبوطی سے باندھا گیا رسول اللہ ﷺ ساری رات جاگتے رہے سوئے نہیں، آپ کے صحابہ میں سے بعض پوچھنے لگے: اے اللہ کے نبی! آپ کیوں جاگ رہے ہیں؟ فرمایا: عباس کے تکلیف کے باعث کراہنے سے مجھے پریشانی ہے اسی لیے میں سو نہیں پایا تو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے بیڑیوں کو ڈھیلا کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام قیدیوں کی بیڑیوں کو ڈھیلا کر دو۔ صبح جب سیّدنا عباس کو نبی کریم ﷺ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے فرمایا اے عباس اپنی طرف سے اور اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب کی طرف سے اور نوفل بن حارث کی طرف سے فدیہ ادا کرو۔ ❷

تو سیّدنا عباس پس وپیش سے کام لینے لگے اور کہنے لگے: میں اپنی مرضی سے نہیں آیا تھا بلکہ مجھے مجبوراً لایا گیا۔ آپ فرمانے لگے: نہیں فدیہ ادا کرو تو چھٹکارا ملے گا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا۔

﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِيٓ أَيْدِيكُم مِّنَ الْأَسْرَىٰٓ إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٧٠﴾ (الانفال: ٧٠)

---

❶ رواه ابن اسحاق عن ابن عباس "الرحيق المختوم".

❷ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما رواه احمد والبزار وفي جمع الفوائد ١٥ / ٦٥٠٦.

Marfat.com

''اے نبی! آپ کے پاس جو قیدی ہیں انہیں کہہ دیجیے کہ تمہارے دلوں میں جو ہے اللہ تعالیٰ اسے بہتر جاننے والا ہے اور جو تم سے لیا جا رہا ہے اس سے بہتر تمہیں عطا کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ مکہ لوٹ آئے اور بھی قیدی لوٹ آئے تو عباس ہجرت کے بارہ میں سوچنے لگے اور سیّدنا عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ میں ہجرت کر آؤں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے چچا جان! اٹھیے جس طرح اللہ نے میری نبوت پر مہر لگا دی ہے آپ کی ہجرت پر بھی اللہ تعالیٰ نے اسی طرح مہر لگا دی ہے۔'' [1]

اللہ کے نبی کی اطلاع ثابت ہوئی اور سیّدنا عباس فتح مکہ سے تھوڑا سا پہلے ہجرت کر آئے اور فتح مکہ میں شامل ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے اور نماز پڑھی۔ سیّدنا عباس دروازے پر ہی انتظار کرنے لگے آپ کی خواہش تھی کہ کعبہ کی چابیاں مجھے مل جاتیں تاکہ کعبہ کی خدمت کا شرف مجھے حاصل ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو سیّدنا عباس فوراً آپ کی طرف بڑھے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کعبہ کی چابی مجھے عنایت فرما کر اس کی خدمت کا موقع دیں، میں کعبہ کی خدمت کے ساتھ ساتھ حاجیوں کو پانی بھی پلایا کروں گا تو جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۵۸﴾ (النساء: ۵۸)

''اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ امانت ان کے اہل تک پوری پوری پہنچا دو اور جب لوگوں کے درمیان تم فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اللہ

[1] فی الجرح لابن ابی حاتم ۱/ ۱/ ۱۹۳ اسماعیل بن قیس بن سعید بن زید بن ثابت.

Marfat.com

کے ہاں یہ بہت اچھا ہے اور اسی کی اللہ تمہیں نصیحت فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ کو بلایا اور انہیں خادم کعبہ بنایا اور یہ فرماتے ہوئے انہیں چابیاں عطا فرمائیں کہ:

((خذوها خالدة، تالدة لايترعها منكم الا ظالم.)) ❶

"لو ہمیشہ تمہی خادم کعبہ ہو اور تم سے یہ چابیاں کوئی ظالم ہی چھینے گا۔"

جنگ حنین کا موقع آیا تو آپ بارہ ہزار مجاہدین کے ساتھ نکلے۔ ۱۰ ہزار تو مدینے سے آپ کے ساتھ آئے تھے اور دو ہزار وہ تھے جو مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے دن۔ مشرکین نے وادی تہامہ میں پڑاؤ ڈالا اور انہوں نے ثقیف و غطفان تمام قبائل کو جمع کر لیا اور اپنی طاقت مال و دولت بچوں اور عورتوں کے ساتھ جنگ میں نکل پڑے تاکہ ایک فیصلہ کن معرکہ ہو۔ کیونکہ مکہ فتح ہو چکا تھا اور قریب تھا کہ تمام عالم عرب مسلمان ہو جاتے تو انہوں نے یہ آخری فیصلہ کن معرکہ لڑنے کا ارادہ کیا اور اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی جنگ میں ساتھ لے آئے تاکہ راہ فرار باقی نہ رہے۔

جب مسلمان مشرکین کے مدمقابل ہوئے تو بعض مسلمان اپنی کثرت پر غرور میں ملوث ہو گئے کہ آج ہماری تعداد کی وجہ سے ہم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ آج ہم بہت زیادہ ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس جنگ کا نقشہ ان الفاظ سے کھینچا ہے:

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ۝۲۵﴾ (التوبة: ٢٥)

"یقیناً اللہ نے تمہاری بہت سی جگہوں پر مدد فرمائی اور جنگ حنین کے دن جب تمہاری کثرت نے تمہیں تعجب میں ڈال دیا تھا۔ تمہاری یہ کثرت

Marfat.com

تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکی اور تم پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت ہی کم لوگ بچے، اور جو بچے تو ان میں عباس بن عبدالمطلب بھی تھے اور سیّدنا عباس کی بہادری اس غزوہ میں نمایاں ہوئی۔ ابن عساکر نے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حنظلہ بن الربیع رضی اللہ عنہ کو اہل طائف کی طرف بھیجا۔ انہوں نے ان سے بات کی اہل طائف نے انہیں قیدی بنانے کی غرض سے قلعہ میں لے جانا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو ان سے حنظلہ کو چھڑوائے۔ اس کے لیے اس غزوہ کے جیسا ثواب ہے'' تو سیّدنا عباس کھڑے ہوئے اور سیّدنا حنظلہ کو ان سے چھین کر اپنی آغوش میں لے لیا۔ سیّدنا عباس بڑے مضبوط آدمی تھے۔ انہوں نے ان سے سیّدنا حنظلہ کو اچک لیا اور وہ آپ پر اپنے قلعہ سے پتھر برساتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے دعا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ بخیریت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آگئے۔ ❶

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کے خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے یہ فرما رہے تھے:

((أَنَا النَّبِیُّ لَاکَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ .)) ❷

''میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے...... میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

سیّدنا عباس کی آواز بہت بلند تھی اس لیے آپ بلند آواز سے اعلان کرنے لگے: ''اے انصار کی جماعت! اے بیعت والو'' اس دوران آپ کی آواز پوری وادی میں گونج رہی تھی اور آپ بار بار یہی آواز لگا رہے تھے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو فتح

---

❶ الکنز ۵/ ۳۰۷ حیاۃ الصحابه للکاندھلوی باب شجاعة الصحابه.

❷ صحیح مسلم (۱۷۷٤) عن ابی الفضل بن عباس.

Marfat.com

نصیب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں یہی فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (التوبة: ٢٦)

''پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنوں پر سکینت نازل فرمائی اور ایسے لشکر مدد کے لیے اتارے۔ جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور تا کہ کافروں کو عذاب دے اور کافروں کا یہی بدلہ ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس لوٹے آپ کے ساتھ مہاجرین و انصار بھی تھے آپ نے پہلی اسلامی مملکت کی بنیاد رکھی اور اس موقع پر عباس رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں آپ کی فضیلت یوں فرمائی:

((وهذا العباس بن عبدالمطلب عم نبيكم أجود قريش كفا وأو صلها هذا بقية آبائي.))

''یہ عباس بن عبدالمطلب تمہارے نبی کے چچا قریش میں سب سے زیادہ سخی اور صلہ رحمی کرنے والے اور یہ میرے آباء کی باقیات سے ہیں۔''[1]

ایک دن سیّدنا عباس غصے کی حالت میں آپ کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا ''کیوں غصہ ہو؟ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! قریش والوں کو کیا ہے کہ جب وہ باہم ملتے ہیں تو بڑے خوش ہو کر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کی کیفیت وہ نہیں ہوتی'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت غصہ ہوئے اور آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ پھر فرمایا:

((والذی نفسی بیده لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبكم لله و لرسوله۔ ثم قال: (آیها الناس من أذى عمی

[1] رواه احمد عن طريق محمد بن طلحة ١/ ١٨٥.

Marfat.com

فقد آذانی فانما عم الرجل صنو أبیه .)) ❶

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اے عباس کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ آپ سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر محبت کرے۔'' پھر فرمایا: ''اے لوگوں! جس نے میرے چچا کو ایذاء دی اس نے گویا مجھے ایذاء دی اور آدمی کا چچا اس کے باپ کے جیسا ہوتا ہے۔''

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے بہت ساری روایات مروی ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔ عبداللہ بن الحارث عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

((أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: (عَلِّمْنِی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ شَیْئًا أَدْعُوبِهِ) فَقَالَ: "یَا عَبَّاسِ یَا عَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَلُ اللّٰهَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْأٰخِرَةِ".)) ❷

''میں رسول اللہ کے پاس آیا اور میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی چیز سکھایئے کہ جس کے بارہ میں دعا کروں۔ فرمایا: اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کر۔''

عامر بن سعد عباس بن عبدالمطلب سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ذَاقَ طَعْمُ الْإِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا .)) ❸

''اس نے ایمان کے ذائقے کو چکھ لیا۔ جو اللہ کو رب اسلام کو دین اور

---

❶ تحفة الاحوذی کتاب المناقب ۱۰/ ۲۶۳-۲۶۴ مسند احمد ٤/ ٦٤ .

❷ مسند امام احمد ۱/ ۲۰۹ .

❸ مسند احمد حنبل ۱/ ۲۰۸ صحیح مسلم کتاب الایمان الدراوردی ۱/ ٦٤ .

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ مان کر راضی ہو گیا۔''

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عباس رضی اللہ عنہما سے رمادہ والے سال جب قحط بڑا شدید ہوا تو دعا کروائی تو اللہ تعالیٰ نے بارش عطا فرمائی اور زمین سرسبز ہو گئی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ واللہ اللہ کی طرف وسیلہ ہے اور قرب کا ذریعہ ہے۔'' اور جب بارش ہو گئی تو لوگ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے چمٹنے لگے اور کہہ رہے تھے مبارک ہو ''اے ساقی الحرمین!'' حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی بارہ میں یہ اشعار فرماتے تھے:

سأل الامام و قد تنابع جدبنا
فسقى الغمام بغرة العباس
عم النبى وصنو والده والذى
ورث النبى بذاك دون الناس
أحيا الاله به البلاد فأصبحت
مخضرة الأجناب بعد الياس

''امیر المومنین نے دعا مانگی کہ جب قحط شدید ہو گیا بادل نے بارش برسائی عباس کی دعا سے جو نبی کے چچا ہیں ان کے والد جیسے ہیں وہ ہیں جو لوگوں میں سے نبی کے وارث بنے اللہ نے بلاد ارض کو زندہ کر دیا اور وہ ہو گئے خشکی کے بعد سرسبز اطراف والے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے فضل و قدر کو پہچانتے تھے اور اسی لیے تو ان کا مشوروں میں ایک خاص مقام ہوتا تھا، آپ کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔ آپ کے شرف کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ آپ کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوتی تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو سب سے قریبی عصبہ آپ ہی تھے۔ آپ کی اولاد میں ۱۰ دس بیٹے تھے۔ بیٹیوں کے علاوہ ان میں سے الفضل، عبداللہ بن عباس کبار علماء امت

Marfat.com

میں شمار ہوئے تھے۔ عبداللہ، قثم، عبدالرحمٰن، معبد، الحارث، کثیر، عون اور تمام، سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا:

((ان اللّٰہ اتخذنی خلیلاً کما اتخذ ابراھیم خلیلاً و منزلی و منزل ابراھیم تجاھین فی الجنة و منزل العباس بن عبدالمطلب بیننا مومن بین خلیلین.)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا اسی طرح مجھے بھی اپنا خلیل بنایا میرا اور ابراہیم کا جنت میں ٹھکانا آمنے سامنے ہوگا، اور عباس بن عبدالمطلب کی منزل ہم دونوں کے درمیان ہے۔ وہ دو خلیلوں کے درمیان مومن ہیں۔''

آخری عمر میں سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نابینے ہوگئے تھے اور مدینہ میں جمعة المبارک کے دن ۱۲ رجب اور ایک قول کے مطابق ۱۲ رمضان ۳۲ھ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دو سال قبل وفات پائی۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بقیع الغرقد میں مدفون ہوئے آپ کی وفات کے وقت عمر (۸۸) اٹھاسی برس تھی۔

آپ خوبصورت دراز قد بھرے ہوئے نرم جسم والے اور بالوں کی دو گوندھی ہوئے لٹ والے تھے۔ آپ نے (۷۰) ستر غلام آزاد فرمائے تھے۔

اے ابوالفضل! آپ پر سلامتی ہو۔ اے ساقی الحرمین! آپ کو سلام۔ اے اللہ کے رسول کے چچا اور وہ کہ جن کے بارہ میں زبان رسالت سے یہ الفاظ صادر ہوئے: ''دو خلیلوں کے درمیان مومن'' آپ پر سلام ہو۔

---

❶ رواہ ابن ماجه باب فضل العباس بن عبدالمطلب ۱٤۱ ضعفه الشیخ احمد فؤاد عبدالباقی والشیخ البانی رحمه اللّٰه تعالیٰ قال (موضوع) (ضعیف ابن ماجه).

Marfat.com

۹

سیّدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

المتوکل علی اللہ

''تو ان سے ہے''

❁ اے ابو محصن تم متوکلین میں سے ہو۔ (فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

❁ آپ ہی وہ عظیم شخصیت ہیں جن کو اللہ کے رسول نے اپنی تلوار دی۔ (مؤرخین)

Marfat.com

Marfat.com

نسب:

عکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن کثیر بن غنم بن دودان ابن سد بن خزیمہ الاسدی بنوعبدشمس کے حلیف کنیت ابومحصن کبار اور فضلاء صحابہ میں سے تھے۔ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ جنگ بدر میں شریک ہوئے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھلائے۔ اللہ کے رسول نے ان کو ایک کھجور کی لکڑی دی تو وہ ان کی تلوار بن گئی تھی۔ تیز دھار چمکدار سفید لوہے کی اس تلوار کے ساتھ لڑے یہاں تک کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ آپ ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے رہے اور یہ تلوار آپ کے پاس رہی۔ یہاں تک کہ عہد صدیقی میں مرتدین کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ اس تلوار کا نام ''عون'' مددرکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خوشخبری دی تھی کہ اے عکاشہ! تم متوکلین کے ساتھ جنت میں داخل ہوگے، یعنی ان لوگوں کے ساتھ کہ جو اللہ پر توکل کرنے والے ہیں۔ توکل علی اللہ کی بہت فضیلت ہے اور اس پر بہت ساری احادیث دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث وہ بھی ہے کہ جس میں عکاشہ کو جنت کی بشارت دی گئی کہ ستر ہزار ایسے لوگ ہوں گے کہ جو اللہ پر توکل کرنے والے ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور عکاشہ ان میں سے ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر امتیں پیش کی گئیں تو میں نے دیکھا، بعض نبی ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ دس سے بھی کم آدمی ہیں اور بعض ایسے کہ جن کے ساتھ ایک یا دو آدمی تھے کہ اچانک ایک بہت بڑی جماعت نظر آئی۔ میں سمجھا شاید یہ میری امت ہے تو مجھے بتایا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہیں تو میں نے افق کے دوسرے کنارے پر دیکھا تو ایک بہت بڑی جماعت آتی دکھائی دی

Marfat.com

تب مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کی امت کے لوگ ہیں اور ان میں ستر ہزار لوگ ایسے ہیں کہ جو بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر لوگ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اٹھ کر چلے گئے اور چہ مگوئیاں کرنے لگے کہ وہ کون سے ستر ہزار خوش نصیب ہوں گے۔ بعض کہنے لگے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں۔ بعض کہنے لگے: وہ لوگ ہوں گے جو مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے اور کبھی انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا۔ ہر کوئی اپنی رائے کا اظہار کر رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا: کس چیز کے بارہ میں تم غور و فکر کر رہے ہو؟ آپ کو بتایا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

''وہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرتے اور نہ کرواتے ہوں گے اور نہ ہی وہ کوئی فال بدشگونی وغیرہ لیتے ہوں گے اور فقط اللہ پر توکل کرنے والے ہوں گے۔'' تو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! دعا کیجیے کہ میں ان میں سے ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ''تو ان میں سے ہے۔'' دوسرے شخص کھڑا ہوا، اس نے بھی دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: ''عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا۔'' (متفق علیہ)

آپ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مرتدین کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے طلیحہ بن خویلد جو مدعی النبوت تھا اس نے آپ کو قتل کیا اور ثابت بن اقرم بھی آپ کے ساتھ مقتول ہوئے۔ بزاخہ کے دن اور شہادت کے وقت عکاشہ کی عمر ۴۴ چوالیس سال تھی اور آپ بہت خوبصورت لوگوں میں سے تھے۔ ابو ہریرہ، ابن عباس رضی اللہ عنہم آپ سے روایات بیان کرتے ہیں۔ مبارک ہو اے عکاشہ مبارک ہو! اے ابو محصن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خوشخبری دی۔

''ہم اللہ رب العزت سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی آپ کے ساتھ ان ستر ہزار لوگوں میں سے کر دے۔''

Marfat.com

۱۰

سیّدنا ابو سفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ

اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے دعا کروں اور تجھے
واپس مل جائے اگر صبر کرے تو
تیرے لیے جنت ہے

- اے ابو سفیان! اپنی آنکھ کے ضائع ہونے پر صبر کرے تو تیرے لیے جنت ہے۔ (بشارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)
- آپ ہی کی وجہ سے فتح مکہ کے روز قتل و غارت ہونے سے بچا۔ (مؤرخین)

Marfat.com

Marfat.com

نسب نامہ:

ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف القرشی الاموی یزید اور معاویہ کے والد محترم۔

واقعہ فیل سے دس برس قبل پیدا ہوئے اور قریش کے معزز لوگوں میں سے تھے۔ آپ خود بھی تاجر تھے، اور قافلے تیار کر کے تاجروں کو قریش کا مال دے کر تجارت کی غرض سے شام و دوسرے علاقوں کی طرف روانہ کیا کرتے تھے اور کبھی کبھار بذات خود بھی چلے جاتے تھے۔

آپ کے ہاتھ میں رؤساء مکہ کا جھنڈا تھا۔ جب بھی کوئی حمیت کی لڑائی ہوتی تو تمام اہل قریش آپ کے ہی حوالے کرتے تھے، تاکہ کمان آپ کریں۔

کہا جاتا ہے کہ جاہلیت میں جو افضل القریش تھے وہ تین تھے عتبہ، ابوجہل اور ابوسفیان، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مقرر فرمایا تو پھر یہ رائے میں پیچھے رہ گئے۔ ابوسفیان ہی نے یوم اُحد تمام لشکر کی قیادت کی تھی۔ اس سے قبل پورے لشکر کا امیر صرف ایک مرتبہ نکیف والے دن عبدالمطلب بنے تھے اور ان کے بعد ابوسفیان رہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کی طرف دعوت اسلام کا خط بھیجا اور اس لے کر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ گئے تھے۔ جب قیصر روم کے پاس خط پہنچا تو وہ کہنے لگا: خط پڑھنے سے پہلے میرے پاس کوئی آدمی لے کر آؤ جو اس کا، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی ہو تاکہ میں اس سے کچھ سوال کروں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان نے خود یہ بتایا کہ میں ان دنوں قریش کے تاجروں کا قافلہ لے کر شام آیا ہوا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے

Marfat.com

درمیان معاہدہ (صلح حدیبیہ) طے پا چکا تھا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ قیصر روم کا قاصد ہمارے پاس آیا اور ہمیں لے کر بادشاہ کے پاس چلا گیا حتی کہ ہم ایلیاء پہنچے۔ جب ہم دربار میں پہنچے تو دیکھا بادشاہ اپنا تاج پہنے عظماء روم کے درمیان میں بیٹھا ہوا ہے، کچھ ہی لمحے بعد اپنے ترجمان کو کہنے لگا: ان سے پوچھئے کہ ان میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے قریبی کون ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں۔ پوچھا تمہاری اس سے کیا رشتہ داری ہے؟ میں نے جواب دیا وہ میرے چچا کا بیٹا ہے۔ کیونکہ اس دن بنوعبد مناف میں سے قافلے میں، میں ہی تھا۔ قیصر کہنے لگا: قریب ہو جاؤ اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا ساتھ ہی ترجمان کو حکم دیا: ان کے ساتھیوں کو کہہ دو کہ میں اس سے اس شخص کے بارہ میں کچھ سوالات کروں گا، جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کرنا۔ ابوسفیان کہتے ہیں، اگر مجھے میرے ساتھیوں کی طرف سے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ وہ میری تکذیب کریں گے تو میں بہت جھوٹ بولتا لیکن مجھے حیاء محسوس ہوئی تو میں نے سب سچ سچ بتایا۔

پھر قیصر ترجمان کو کہنے لگا: ان سے پوچھئے کہ وہ کیسا نسب والا ہے؟ میں نے کہا: وہ عالی نسب ہے۔ پھر پوچھا: کیا اس سے پہلے بھی کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، پوچھا: کیا اس کے آباء میں کوئی بادشاہ بھی تھا؟ میں نے کہا، نہیں۔ پھر پوچھا: کیا امراء اس کی اتباع کرتے ہیں یا کمزور اور ضعیف لوگ؟ میں نے کہا: ضعیف و کمزور لوگ۔ پھر پوچھا کیا وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ میں نے کہا: زیادہ ہو رہے ہیں۔ پھر پوچھا، کیا کسی نے اس سے ناراض ہو کر اس کے دین سے انحراف بھی کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں، کہا کیا وہ دھوکا کرتا یا وعدہ توڑتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں لیکن ہمارے اور اس کے درمیان اب ایک عہد ہوا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ وہ اس میں دھوکہ نہ کر جائے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس جملے کے علاوہ اور کچھ میں اپنی طرف نہ کہہ سکا کہ

Marfat.com

کہیں میرے ساتھی مجھے جھٹلا نہ دیں۔ پھر پوچھا وہ کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ کہا وہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہمیں ہمارے آباء اجداد کے معبودوں کی عبادت سے روکتا ہے۔ نماز، صدقہ، درگزری، ایفاء عہد اور امانت کے ادا کرنے کا حکم دیتا ہے تو اس نے اپنے ترجمان کو کہا: انہیں کہہ دو کہ میں نے تم سے اس کے نسب کے بارہ میں پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ عالی نسب ہے۔ رسول اپنی قوم میں سے ایسے ہی نسب میں ہوتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ نبوت کیا ہے تو تم نے کہا نہیں تو اگر اس سے پہلے کوئی یہ دعویٰ کر چکا ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ یہ بھی پہلے والے شخص کی طرح کر رہا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا تم نے کبھی اسے جھوٹا پایا تم نے کہا نہیں تو جو شخص بندوں میں جھوٹ نہیں بولتا وہ امت کے بارہ میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس کے آباء میں کوئی بادشاہ ہوا ہے۔ تم نے کہا نہیں اگر ایسا ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ اپنے آباء کی بادشاہت حاصل کرنے کے لیے ایسا کر رہا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کمزور اس کی اتباع کرتے ہیں یا اشراف؟ تم نے کہا: کمزور، تو رسولوں پر ایمان لانے والے کمزور لوگ ہی ہوا کرتے ہیں پھر میں نے تم سے پوچھا کہ وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ تم نے جواب دیا بڑھ رہے ہیں تو وہ مزید بڑھیں گے یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائیں گے۔ پھر میں نے پوچھا: کیا کوئی ناراض ہو کر اس کے دین سے مرتد بھی ہوا ہے؟ تم نے کہا نہیں ایمان ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب دل کی تہہ میں سرایت کر جائے تو پھر نہیں نکلتا۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کبھی اس نے کسی سے دھوکا کیا ہے؟ تم نے کہا نہیں، رسول اللہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ وہ دھوکا نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تمہارے درمیان جنگ ہوئی ہے۔ تم نے کہا، ہاں اور کبھی وہ تم پر غالب آیا اور کبھی تم اس پر۔ رسولوں کو اسی طرح آزمایا جاتا ہے اور بالآخر فتح ان کی

Marfat.com

ہوتی ہے اور میں نے پوچھا وہ کس چیز کا حکم دیتا ہے تو تم نے جواب دیا کہ وہ ہمیں ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیتا ہے، شرک سے روکتا ہے، تمہارے آباء نے تم نے جو الٰہ بنا رکھے ہیں، ان سے روکتا ہے نماز، عہد، صدقہ درگزری اور اداء امانت کا تمہیں حکم دیتا ہے تو یہ نبی کی صفات ہیں مجھے علم تھا کہ ایسا نبی آنا ہے لیکن مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ تم سے ہے اگر تم نے مجھے سچ بتایا ہے تو وہ میرے دو قدموں کے نیچے جو زمین ہے اس کا بھی مالک بنے گا اور میں چاہتا ہوں کہ میں اس کی اتباع میں آ جاؤں اگر وہ اس وقت میرے پاس ہوتا تو میں اس کے قدم دھوتا۔ پھر آپ ﷺ کا خط منگایا اسے پڑھا گیا تو وہ کچھ اس طرح تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل عظیم الروم کی طرف، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد!'' میں تمہیں دین اسلام کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہو جاؤ مامون رہو گے۔ اسلام لے آؤ اللہ تمہیں دوہرا اجر عطا فرمائے گا اگر تو اسلام نہ لایا تو تمام کسانوں کا گناہ تیرے سر ہوگا'' اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے مابین برابر ہے کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں اور اللہ کو چھوڑ کر کسی کو رب نہ مانیں اگر تم پھر گئے پس کہہ دو اور گواہ بن جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں۔''

ابوسفیان کہتے ہیں: جب خط مکمل ہو گیا تو دربار میں آوازیں بلند ہو گئیں اور جو اس کے وزراء تھے، وہ آپس میں چہ مگوئیاں کرنے لگے۔ ہمیں نہیں پتہ کہ وہ کیا کہہ رہے تھے تو ہمیں وہاں سے جانے کا حکم دیا گیا تو میں جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے نکل کر الگ ہوا تو میں نے کہا ''ابن ابی کبشہ (نبی ﷺ) کا معاملہ تو بہت بڑا

Marfat.com

ہے۔ بنواصفر کا بادشاہ بھی اس سے ڈرتا ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں: ''اللہ کی قسم! اس دن سے میں ذلیل ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کا دین ضرور غالب آئے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ہی ایمان کو بٹھا دیا۔ حالانکہ اس سے قبل اس سخت ناپسند کرتا تھا۔'' [1]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لیے نکلے اور مرالظہران میں عشاء کے وقت قیام کیا تو تمام لشکر کو حکم دیا کہ آگ جلائیں تو ۱۰ ہزار دس ہزار آگ کے الاؤ روشن کیے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نگرانی پر مامور کیا۔ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہوئے اور لشکر سے باہر نکلے تاکہ قریش کے بارہ میں کسی اطلاع کو پائیں یا انہیں اطلاع بھیجیں کہ وہ آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے امن مانگ لیں۔ فرماتے ہیں ابھی میں انہی سوچوں میں جا رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کی آوازیں سنیں ابوسفیان کہہ رہا تھا ''آج کی رات جتنی زیادہ آگ اور لشکر دیکھا ہے اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا'' بدیل کہنے لگا واللہ یہ تو خزاعہ کے لوگ ہیں جن کو جنگ نے جوش دلایا ہے ''ابوسفیان کہنے لگے خزاعہ کے لوگ تو اس سے بہت کم ہیں یہ تو کوئی اور ہی لشکر ہے، سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان کی آواز کو پہچان لیا۔ میں نے پوچھا: ابوحنظلہ ہے؟ اس نے بھی میری آواز پہچان لی، پوچھا ابوالفضل ہے؟ میں نے کہا: ہاں، کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! یہ کیا ماجرا ہے؟ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی ہیں۔ ہائے قریش کی صبح! ''اللہ کی قسم'' ابوسفیان پوچھنے لگا'' میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ بچاؤ کا کوئی طریقہ ہے؟ میں نے کہا: واللہ اگر وہ تجھ پر کامیاب ہو گیا

---

[1] بخاري كتاب الجهاد۔ باب دعوة اليهودي ، النصراني وعلى مايقا تلون عليه وما كتب النبي ﷺ الى كسرى و قيصر و الدعوة الى القتال .

Marfat.com

تو تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ اس بغلة (خچر) پر میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں اور تمہارے لیے امن کی درخواست کروں۔ ابوسفیان میرے ساتھ آ گیا اور اس کے ساتھی چلے گئے۔ ہم مسلمانوں میں سے جس کے پاس سے بھی گزرتے۔ وہ پوچھتا یہ کون ہے؟ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آپ کے چچا عباس آپ کے خچر پر ہیں، یہاں تک کہ ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آگ سے گزرے کہنے لگے۔ یہ کون ہے اور میرے قریب آئے میرے پیچھے ابوسفیان کو بیٹھے دیکھا تو کہنے لگے: ابوسفیان اللہ کا دشمن، تمام تعریفات اس ذات کے لیے کہ جس نے بغیر عہد و پیمان کے تمہیں ہمارے حوالے کر دیا۔ میں نے جب دیکھا تو خچر کو تیز دوڑاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا ورنہ عمر اسے قتل کر دیتے۔ میں جیسے ہی رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا عمر بھی پہنچ گئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! یہ ابوسفیان! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے پناہ دی ہے اور پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور آپ کے سر کو پکڑ لیا اور کہا کہ اللہ کی قسم! آج آپ سے صرف میں ہی سرگوشیاں کروں گا۔ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ابوسفیان کے بارہ میں بہت زیادہ بولنے لگے تو میں نے کہا: اے عمر رک جا! واللہ اگر بنو عدی بن کعب کا اگر کوئی آدمی ہوتا تو اس کے بارہ میں اس طرح نہ کہتا تو عمر کہنے لگے: اے عباس! ٹھہر جاؤ واللہ! میرے باپ سے تیرا اسلام مجھے زیادہ محبوب ہے۔ اس لیے کہ میرے باپ خطاب سے رسول اللہ ﷺ کو تیرا اسلام محبوب ہے تو رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اسے لے جاؤ صبح میرے پاس لانا۔ جب صبح میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ابو سفیان کو لے کر حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے: فرمایا "اے ابوسفیان! تجھ پر افسوس ہے۔ کیا ابھی تک تجھے لا الہ الا اللہ کے بارہ میں شک ہے؟ ابوسفیان کہنے لگا: میرے

Marfat.com

ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کتنے بردبار، عزت والے اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ اگر اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود ہے تو وہ ضرور ہماری مدد کرے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افسوس ہے، تجھ پر اے ابوسفیان! کیا ابھی تک میرے رسول اللہ ہونے کے بارے میں تجھے شک ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ بڑے بردبار صاحب عزت وصلہ رحمی کرنے والے ہیں لیکن اس بارہ میں میرے دل میں ابھی کچھ شبہات ہیں تو عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: افسوس ہے تجھ پر اسلام لے آ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے دے ورنہ تجھے قتل کر دیا جائے گا تو ابوسفیان نے حق کی گواہی دے دی اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یا رسول اللہ! ابوسفیان ایسا آدمی ہے، جو فخر کو پسند کرتا ہے۔ لہٰذا اس کو کوئی شرف عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:

((نَعَمْ! مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ غَلَّقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ.)) ❶

''ہاں، جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ بھی امن میں ہے۔ جو بیت اللہ میں چلا جائے وہ بھی امن میں ہے۔''

پھر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا کیا جائے تا کہ اللہ کے لشکر جب اپنے جھنڈوں کے ساتھ گزریں تو ابوسفیان دیکھے۔ جب بھی کوئی قبیلہ اپنے جھنڈے سمیت گزرتا ابوسفیان پوچھتے یہ کون ہیں؟ تو سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں یہ سلیم قبیلہ ہے تو ابوسفیان کہنے لگے: واہ کیا شان ہے سلیم کی۔ پھر پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا مزینہ والے تو کہنے لگے: واہ کیا شان ہے مزینہ کی۔ یہاں تک کہ

---

❶ زاد المعاد لابن القيم الجوزية ٣/ ٤٠٢، ٤٠٤.

Marfat.com

تمام قبائل گزرے ہر ایک کے بارہ میں وہ پوچھتے اور میرے بتانے پر اسی طرح کہتے جیسے سلیم اور مزینہ کے بارہ میں کہا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سبز رنگ کے لشکر کے درمیان میں گزرے۔ جس میں انصار اور مہاجرین تھے۔ جو مکمل طور پر لوہے میں غرق تھے۔ پوچھا: سبحان اللہ! اے عباس یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین والنصار کے درمیان میں ہیں اور کہنے لگا: آج تو ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور پھر کہا: اے ابوالفضل! آج تو تیرا بھتیجا ایک عظیم الشان بادشاہ بن گیا ہے تو سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے ابوسفیان! یہ نبوت ہے تو جواب ملا ہاں معاملہ کچھ اسی طرح ہے۔

انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے جب ابوسفیان کو دیکھا تو کہنے لگے: آج خونریزی کا دن ہے۔ آج اللہ نے حرمت حرم کو حلال کر دیا ہے۔ آج اللہ قریش کو ذلیل کرے گا تو ابوسفیان نے نبی ﷺ کے قریب ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں سنا کہ سعد نے کیا کہا ہے؟ پوچھا کیا کہا ہے؟ بتایا گیا: یہ کہا ہے تو عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما فرمانے لگے ہمیں تو خطرہ ہے کہ وہ قریش پر حملہ نہ کر دے اور آپ ﷺ نے فرمایا: آج تو کعبہ کی تعظیم کا دن ہے۔ آج اللہ قریش کو عزت دے گا۔ پھر آپ نے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے قیس کو دے دیا۔ گویا کہ آپ نے سعد کے بیٹے کو جھنڈا دے کر یہ ثابت کر دیا کہ جھنڈا سعد کے پاس ہی ہے۔ یعنی اس کے بیٹے کے پاس، ابوسفیان قریش کے پاس آئے اور بلند آواز سے پکارنا شروع کیا۔ اے قریش کے لوگو! محمد ایسا لشکر لے کر آ گیا ہے کہ جس کا مقابلہ ناممکن ہے۔ لہٰذا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن والا ہے، تو ہند بنت عتبہ کھڑی ہوئی اور ابوسفیان کی مونچھوں سے پکڑا اور کہنے لگی: ''اس ہٹے کٹے پتلی پنڈلیوں والے کو قتل کر دو یہ تو بہت برا قوم کا سردار نکلا'' ابوسفیان کہنے لگے اس کی باتوں میں نہ آنا واقعی اس لشکر کے مقابلے کی تم میں طاقت نہیں۔ لہٰذا جو میرے گھر میں داخل ہو وہ

Marfat.com

امن والا ہے۔ لوگ کہنے لگے: افسوس ہے تجھ پر کتنے لوگ تیرے گھر میں آ جائیں گے۔ کہا جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ بھی امن میں ہے اور جو بیت اللہ میں داخل ہو جائے وہ بھی امن میں ہے تو لوگ مسجد اور اپنے گھروں کی طرف دوڑ پڑے۔ ❶

ابن عساکر نے سعد بن عبد ثقفی سے روایت نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں میں نے ابوسفیان کو طائف کے دن ابو یعلی کے باغ میں بیٹھ کر کھاتے ہوئے دیکھا کہ اچانک ان کی آنکھ میں تیر لگا جس سے ان کی آنکھ ضائع ہوگئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! یہ میری آنکھ اللہ کی راہ میں ضائع ہوگئی ہے تو آپ نے فرمایا:

((اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللّٰهِ فَرَدَّتْ عَلَيْكَ وَاِنْ شِئْتَ فَالْجَنَّةُ۔ قَالَ: "فَالْجَنَّةُ".)) ❷

"اگر چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کروں یہ آنکھ تمہیں دوبارہ مل جائے اگر چاہو تو اس کے بدلے جنت لے لو۔ ابوسفیان کہنے لگے: مجھے تو جنت چاہیے۔"

اس طرح ابوسفیان کو جنت کی بشارت ملی آپ حنین میں شریک ہوئے۔ آپ کو ۱۰۰ اونٹ اور ۴۰ اوقیہ چاندی ملی اور حنین کے دن ہی آپ کی آنکھ ضائع ہوئی تھی۔

یرموک کی جنگ میں آپ اپنے بیٹے یزید کی امیری میں لڑے اور آپ دوران جنگ یہ کہہ رہے تھے "یا نصر اللّٰہ اقترب" اے اللہ کی مدد قریب ہو جا اور آپ شہسواروں کے جمگھٹے میں کھڑے ہوئے یہ کہہ رہے تھے:

((اللّٰہ اللّٰہ انکم ذادة العرب وأنصار الاسلام وانهم ذادة الروم وأنصار المشركين، اللهم هذا يوم من أيامك اللهم

---

❶ زادالمعاد والطبرانی رجاله رجال الصحيح.

❷ الكنز ۵/ ۳۰۷، ۲/ ۱۷۸.

Marfat.com

أنزل نصرك على عبادك .))

"اللہ اللہ تم عرب کے دفاع کرنے والے اور اسلام کے مددگار ہو اور وہ روم کا دفاع کرنے والے اور مشرکین کے مددگار ہیں۔" اے اللہ! یہ تیرے ایام میں سے ایک دن ہے، آج اپنے بندوں کی مدد فرما۔"

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابوسفیان کو دیکھا یرموک کے دن جب رومی غالب آئے تو وہ اس طرح کہتے: "بس کرو رومیو اے بنوا صفر" اور جب مسلمان ان پر غلبہ پاتے تو آپ یہ کہتے "بنواصفر (رومی) جو کہ بادشاہ ہیں روم کے بادشاہ آج ان میں سے کوئی بھی قابل ذکر آدمی نہیں بچے گا۔" آپ تالیف قلب کرنے والوں میں سے تھے۔ خلافت عثمانیہ میں یا اختلاف روایت ۳۱ یا ۳۲ یا ۳۳ یا ۳۴ ہجری میں فوت ہوئے اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۸ سال یا ۹۳ سال تھی۔ بعض نے اس کے علاوہ اور بھی اقوال ذکر کیے ہیں۔ [1]

---

[1] اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لا بن الاثیر الجزری۔

Marfat.com

۱۱

سیّدنا انس بن مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ

آج کے بعد اگر تو عمل نہ بھی کرے
تیرے لیے جنت واجب ہے

اے ابن مرثد تیرے لیے جنت واجب ہوگئی چاہے آج کے بعد تم دنیا میں کوئی کام (نیک) کرے یا نہ کرے۔

(بشارت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم)

ابن مرثد نے بخوبی اپنا فرض نبھایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چوکیداری پر مقرر کیا۔ (مؤرخین)

Marfat.com

Marfat.com

ابو داؤد نے سہل بن حنظلہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ''حنین کے دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے۔ ہم سورج کے ڈھلنے تک چلتے رہے یہاں تک کہ شام ہوگئی اور نماز کا وقت آن پہنچا۔ ایک گھڑ سوار آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں آپ کے آگے آگے جا رہا تھا یہاں تک کہ میں فلاں پہاڑ پر پہنچا تو میں نے دیکھا: ہوازن قبیلے کے لوگ اپنا تمام مال و متاع بیوی بچوں سمیت حنین کے میدان میں لے کر پہنچ گئے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: کل ان شاء اللہ یہ تمام مسلمانوں کو مال غنیمت میں ملے گا اور پھر فرمایا: آج ہماری چوکیداری کون کرے گا؟

انس بن مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں یا رسول اللہ! تو فرمایا: سوار ہو جاؤ تو وہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر آ گیا تو آپ نے فرمایا: اس گھاٹی کی طرف چلے جاؤ اور اونچی جگہ پر کھڑے ہو جانا اور وہاں رات کا اندھیرہ تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے، یعنی سو نہ جانا۔ جب صبح کے وقت ہم نماز کے لیے اکٹھے ہوئے اور ہم نے دو دو رکعتیں ادا کیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہارے پہرے دار کا کچھ پتہ ہے؟ ہم نے جواب دیا: نہیں، تو نماز کے لیے اقامت کہی گئی۔ آپ نے نماز پڑھائی اور آپؐ بار بار گھاٹی کی طرف جھانک رہے تھے۔ جب نماز پوری ہوگئی اور سلام پھیر دیا تو فرمایا: ''خوش ہو جاؤ تمہارا گھڑ سوار آ رہا ہے، ہم نے درختوں کے جھنڈ کی طرف دیکھا تو وہ آ رہا تھا اور آ کر آپ کے پاس سلام کیا اور کہنے لگا: میں رات گھاٹی میں آپ کے حکم کے مطابق ایک اونچی جگہ پر چلا گیا تھا اور صبح تک میں نے دیکھا تو وہاں مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

Marfat.com

((هل نزلت الليلة۔ قال: لاالا مصليا أو قاضيا حاجة۔ فقال له رسول اللّٰه: "قد أوجبت فلا عليك أن لاتعمل بعدها".)) ❶

''کیا رات تم اپنی سواری سے اترے تھے۔ کہا صرف نماز یا قضائے حاجت کے لیے اترا تھا اور نہیں تو آپ نے فرمایا: تیرے لیے جنت واجب ہوگئی چاہے آج کے بعد تو کوئی عمل نہ بھی کرے۔''

❶ اخرجه البيهقي ۹/ ۱۴۹.

Marfat.com

۱۲

سیّدنا الاصیرم عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ

ایسے آدمی کہ جنہوں نے ایک بھی

اللہ کو سجدہ نہیں کیا لیکن جنت کو پالیا

بے شک وہ جنتیوں سے ہے

- بے شک اصیرم عمرو بن ثابت جنتی ہے۔ (بشارت محمدی ﷺ)
- آپ ہی وہ فرد واحد تھے جو بغیر سجدہ کیے جنت کے والی بنے۔

(مؤرخین وصحابہ)

Marfat.com

Marfat.com

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرمایا کرتے تھے:

((حدثونی عن رجل دخل الجنة ولم یصل قط۔ فاذا لم یعرفه الناس سألوه: "من هو؟" فیقول هم: "أصیرم بنی عبدالأشهل عمر و بن ثابت بن وقش" .))

''مجھے ایسے شخص کے بارہ میں بتاؤ جس نے ایک بھی نماز نہیں پڑھی اور وہ جنتی ہے'' جب لوگوں کو نہ پتہ چلا تو انہوں نے آپ ہی سے پوچھا (کہ آپ بتاؤ) تو سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ اصیرم بنو عبدالاشہل سے عمرو بن ثابت بن وقش ہیں۔''

حصین کہتے ہیں میں نے محمود بن اسد سے پوچھا یہ اصیرم کا قصہ کیا ہے؟ تو انہوں فرمایا: ایسا شخص تھا جو اپنی قوم کو اسلام سے روکتا تھا۔ لیکن اُحد کے دن، مسلمان ہوگیا اور مسلمانوں کی صف میں لڑتا ہوا زخمی ہوگیا۔

جنگ کے بعد بنو عبدالاشہل کے لوگ اپنے زخمیوں کو دیکھ رہے تھے اور اپنے شہیدوں کو تلاش کر رہے تھے تو اچانک ایک زخمی پر نظر پڑی اور کہنے لگے: واللہ یہ تو اصیرم ہے، ہم تو اسے جنگ سے قبل کفر کی حالت میں چھوڑ کر آئے تھے، انہوں نے اصیرم سے پوچھا:

اے عمرو! تم جنگ میں کیسے آئے قوم کی حمایت تمہیں کھینچ لائی یا اسلام کی رغبت؟ جواب دیا: اسلام کی رغبت میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تلوار لے کر اس جنگ میں شریک ہوا اور اب میری حالت تمہارے

Marfat.com

سامنے ہے کہ مجھے جو زخم پہنچے ہیں ابھی یہ آپس میں مکالمہ جاری ہی تھا کہ چند لمحے گزرنے پر ان کے ہاتھوں میں شہید رعنا تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ جنتی ہے۔ ❶

اس طرح اصیرم عمرو بن ثابت بن وقش ایسے آدمی تھے جنہوں نے ایک بھی اللہ کو سجدہ نہ کیا لیکن پھر بھی جنت کو پالیا۔

❶ زادالمعاد ۳/ ۲۰۱ مسند احمد وسندہ ۔ری.

Marfat.com

۱۳

سیّدنا عمیر بن الحمام الانصاری رضی اللہ عنہ

جس پر دنیا حقیر ہو گئی

بے شک تو جنتیوں میں سے ہے

- عمیر بن حمام کے لیے دنیا کو رسوا کر کے اور کم تر گواہ بنا کر پیش کیا گیا۔ (فرمان نبوی ﷺ)
- اللہ کے رسول نے جناب عمیر کے لیے دعا کی کہ اے اللہ عمیر پر رحم فرما۔ (مؤرخین)

Marfat.com

Marfat.com

عمیر بن حمام الانصاری، جن کا پورا نام عمیر بن الحمام بن الجموح بن زید بن حرام الانصاری ہے۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ بدر کی طرف چلے اور مشرکین سے قبل بدر کے مقام پر پہنچ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا يقد من أحد منكم الى شي ء حتى أكون أنا دونه ، فدنا المشركون فقال رسول الله ﷺ: "قوموا الى جنة عرضها السماوات والأرض" قال: يقول عمير بن الحمام رضي الله عنه: "يارسول الله جنة عرضها السماوات والأرض؟" قال: (نعم) قال: "بخ بخ" فقال رسول الله: وما يحملك على قولك بخ بخ؟ قال: لا والله يارسول الله الا رجاء أن أكون من أهلها. فأخرج تمراته من قرنه فجعل يأكل منهن ثم قال: "لئن حييت حتى أكل تمراتي انها لحياة طويلة "فرمى ما كان معه من التمر ثم قاتلهم حتى قتل".)) [1]

"کوئی بھی شخص کسی معاملے میں پیش قدمی نہ کرے جب تک کہ میں اس کے بارہ میں کچھ نہ کہوں تو مشرکین لڑائی کی نیت سے قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا: اس جنت کی طرف بڑھو کہ جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے تو عمیر بن حمام کہنے لگے: یارسول اللہ! جنت کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! تو کہنے لگے واہ واہ، رسول

---

[1] رواه مسلم.

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم واہ واہ کیوں کہہ رہے ہو؟ جواب دیا یارسول اللہ! اس امید سے کہ اللہ مجھے ان جنت میں جانے والوں میں سے کر دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً تو جنتیوں میں سے ہے، یہ سنتے ہی انہوں نے اپنے تھیلے سے چند کھجوریں نکالیں اور ان کو کھانے لگے۔ پھر فرمایا: میں اپنی چند کھجوریں کھانے تک زندہ رہا تو یہ تو بہت لمبی زندگی ہے بالآخر کھجوروں کو پھینکا اور جہاد میں شریک ہو گئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔"

اے عمیر! اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی خوشخبری تجھے مبارک ہو، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی منادی سنی اور اس جنت کے بارہ میں سنا کہ جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے تو کھجوروں کے کھانے تک بھی انتظار نہ کیا۔ جنت کی طرف شوق رکھتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے۔ جہاد کے لیے میدان کارزار میں کود پڑے۔ جنت کی طرف جانا بغیر توشے کے:

مگر تقویٰ اور آخرت کے لیے عمل
اور اللہ کے لیے جہاد میں صبر کرنا
اور ہر زادراہ نے فنا ہونا ہے
علاوہ تقویٰ نیکی اور ہدایت کے

کتنے ہی متقی اور پرہیزگار تھے عمیر بن الحمام کہ جن پر دنیا حقیر ہو گئی اور اس جنت اور آخرت کی قدم بڑھا دیئے کہ جس جنت کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے۔

Marfat.com

۱۴

سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

"اڑنے والا شہید"

اللہ نے جعفر کے دونوں ہاتھوں کے بدلے پر عطا فرما دیے ہیں جنت میں جہاں چاہیں اڑتے ہوئے سیر کریں۔

(فرمان محمدی ﷺ)

اے جعفر اللہ نے تجھے اخلاق اور شکل وصورت میں مجھ سے مشابہ بنایا ہے۔ (فرمان نبوی ﷺ)

Marfat.com

Marfat.com

آپ جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی القرشی الہاشمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اخلاق اور شکل وصورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ اور اپنے بھائی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے کچھ عرصہ بعد مسلمان ہونے والے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور علی رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں طرف کھڑے ہیں تو آپ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اپنے چچا کے بیٹے کے پہلو میں نماز پڑھ لو، بائیں طرف کھڑے ہو جاؤ اور ایک قول کے مطابق آپ بتیس ویں (۳۲) مسلمان تھے۔ آپ سے قبل ۳۱ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ ابن اسحاق نے کہا ہے، آپ نے دو ہجرتیں، ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کی۔ آپ سے آپ کے بیٹے عبداللہ اور ابو موسیٰ الاشعری اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ۱۰ سال ہی بڑے تھے اور ان کے بھائی طالب عقیل سے دس سال بڑے تھے۔ آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور نجاشی کے پاس رکے رہے، فتح خیبر کے موقع پر مدینہ تشریف لے آئے۔ جب آپ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((واللّٰہ ما أدری بأیھما أفرح ، بفتح خیر أم بقدوم جعفر .)) [1]

''واللہ! مجھے نہیں پتہ کہ مجھے جعفر کے آنے کی خوشی ہے یا خیبر کے فتح ہونے کی۔''

---

[1] اخرجہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر و سندہ ضعیف زادالمعاد ۲/ ۳۳۳

عکرمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں: ''نہ کوئی جوتیاں پہننے والا اور نہ کوئی سوار ہونے والا اور نہ کوئی ان پر بیٹھنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

Marfat.com

افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جعفر کے بارہ میں فرمایا تھا کہ:

((أشبهت خلقي و خلقي.))

''تو اخلاق اور شکل وصورت میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہے۔''

اور آپ ان چنے ہوئے رفیق وزراء میں سے تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے کچھ نہ کچھ عطا فرمایا اور جلیل القدر صحابہ یہ ہیں۔ ''حمزہ، جعفر، علی، حسن، حسین، ابوبکر، عمر، مقداد، حذیفہ، سلمان، عمار، بلال، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔ [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((ان کنت لألصق بطنی بالحصباء من الجوع وان کنت لأستقری الرجل الآیة و هی معی کی ینقلب بنا فیطعمنی و کان أخیر الناس للمسکین جعفر بن أبی طالب کان ینقلب بنا فیطعمنا ما کان فی بیته حتی ان کان لیخرج الینا العکة التی لیس فیها شیء فنشقها فنلعق ما فیها.))

''جب بھوک سے میں زمین پر اپنے پیٹ کو رگڑ رہا ہوتا تو میں لوگوں سے ایک آیت کے بارہ میں پوچھتا تاکہ وہ مجھے لے جائیں اور کھانا کھلا دے اور مسکینوں کے حق میں سب سے بہتر جعفر تھے اور جو گھر میں ہوتا وہ ہمیں دے دیتے یہاں تک کہ گھی کا ڈبہ بھی اور ہم اس کو انگلیوں سے چاٹ لیتے کہ جب اس میں کچھ نہ ہوتا۔'' [2]

جب غزوہ مؤتہ کا موقع آیا جو شام کے قریب ایک جگہ ہے۔ یہ غزوہ جمادی الاولیٰ ۸ ہجری کو پیش آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ روم کے بادشاہ کی طرف حارث بن عمیر الأزدی

---

[1] ابوذر یہ بات بلا دلیل ہے مجھے اس کی کوئی دلیل نہیں ملی واللہ اعلم (مترجم)

[2] أسد الغابة فی معرفة الصحابة.

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوتی خط لے کر گئے تھے تو ملک الروم نے ان کو شہید کر دیا تھا۔ اب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی قاصد بھیجے تھے ان میں صرف ان کو شہید کیا گیا تھا تو آپ کو یہ بہت شاق گزرا، آپ نے ایک لشکر تیار فرمایا۔ جس کا جھنڈا زید بن حارثہ کو عطا فرمایا اور فرمایا: ''اگر زید شہید ہو جائیں تو پھر جعفر امیر ہوں گے، اگر جعفر بھی شہید ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے۔'' ❶

جنگ میں سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور جھنڈا سیّدنا جعفر نے تھام لیا اور جنگ میں کود پڑے یہ اپنے گھوڑے سے گر پڑے تو انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں اور پھر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور سیّدنا جعفر وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے جہاد میں اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔ دوران جنگ جب ان کا دایاں بازو کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے تھام لیا اور جب بایاں ہاتھ بھی جاتا رہا تو انہوں نے اسے سینے سے لگا کر گود میں لے کر تھام لیا یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا اور پھر یہ بھی شہید ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو میں بھی جنگ میں شامل تھا۔ جنگ کے بعد جب ہم نے جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو ہم نے آپ کو شہادت کی حالت میں پایا اور جب ہم نے دیکھا تو آپ کے جسد مبارک پر ۹۰ سے زیادہ تلوار اور نیزوں کے زخم تھے۔ (بخاری غزوۃ موتۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارہ میں فرمایا تھا کہ جب آپ کے دونوں ہاتھ شہید کر دیے گئے تھے۔

((ان اللّٰہ أبدلہ بیدیہ جنا حین یطیر ھما فی الجنۃ حیث یشاء .)) ❷

---

❶ اخرجہ البخاری باب غزوۃ موتۃ .

❷ زادالمعاد ۳/ ۳۸٤ واخرجہ الطبرانی بسند حسن .

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے دونوں ہاتھوں کی جگہ دو پر عطا فرما دیے کہ جن سے جنت میں جہاں چاہیں آپ اڑتے پھر رہے ہیں۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے ملتے تو ان کو یوں سلام کرتے:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ.))

''السلام علیک اے دو پر والے کے بیٹے۔''

ام جعفر بن ابی طالب اپنی دادی اسماء بنت عمیس سے روایت کرتی ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ جب جعفر شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے آٹا گوندھا اور اپنے بیٹے کو نہلا کر تیل لگا کر اور اسے صاف ستھرا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: جعفر کے بیٹے کو یہاں لاؤ۔ آپ نے اسے چوما تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپ کیوں رو رہے ہیں۔ کیا جعفر اور ان کے ساتھیوں کی کوئی خبر آئی ہے فرمایا: ''ہاں وہ شہید ہو گئے'' کہتی ہیں میں نے زور زور سے رونا شروع کر دیا عورتیں جمع ہو گئیں تو آپ اپنے اہل کے پاس چلے گئے اور فرمایا:

((لَا تَغْفَلُوا آلَ جَعْفَرٍ فَإِنَّهُمْ قَدْ شَغَلُوا.)) [1]

''آل جعفر کا خیال رکھنا آج ان کو مشغول کر دیا گیا ہے۔''

عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ جب بھی میں سیّدنا علی سے کچھ مانگتا تو مجھے منع کر دیتے لیکن جب جعفر رضی اللہ عنہ کے حق سے مانگتا تو مجھے ضرور دیتے تھے اور شہادت کے وقت آپ کی عمر ۴۱ برس تھی۔''

[1] رواه البخاری باب غزوة مؤته.

Marfat.com

۱۵

سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

"حب رسول اللہ"

میرے لیے جنت میں ظاہر کیے گئے

❁ اگر زید زندہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے بعد خلیفہ بناتے۔

(قول عائشہ رضی اللہ عنہا)

❁ سیّدنا زید رضی اللہ عنہ ہی وہ صحابی ہیں کہ جن کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ (قول مفسرین)

❁ آپ کی شادی کا فیصلہ بھی آسمان سے ہوا اور طلاق کا بھی۔

(مورخین)

Marfat.com

Marfat.com

ایک دن سُعدیٰ بنت تغلبہ اپنے چھوٹے بیٹے زید کو لے کر اپنے اہل کو ملنے گئی۔ سُعدیٰ اپنے اہل کے پاس بخیر و عافیت پہنچ گئی اور اس کا بیٹا وہیں پرورش پانے لگا کہ ایک قبیلے نے دوسرے قبیلے پر حملہ کر دیا اور ان کے بیٹے کو اٹھا کر لے گئے، ہونا کیا تھا وہی عرب کے رسم و رواج کے مطابق بازار عکاظ میں پہنچا دیا اور وہاں حکیم بن حزام نے ان کو خرید لیا۔ پھر وہ اسے خدیجہ بنت خویلد کے پاس آئے اور انہوں نے اس بچے کو آپ ﷺ جو کہ خدیجہ کے خاوند بن چکے تھے کو ہبہ کر دیا۔ سعدی بنت تغلبہ اپنے خاوند حارثہ شرحبیل کے پاس نہایت غمگین اور روتے ہوئے واپس آ گئی۔ ان کے شوہر بھی بڑے غمگین ہوئے اور اپنے بیٹے کو جو ابھی بمشکل ۸ برس کا تھا کو تلاش کرنا شروع کر دیا اور نہایت پرسوز اپنے بیٹے کی یاد میں اشعار کہے۔ یہاں تک کہ وہ اشعار مکہ بھی پہنچ گئے۔ جب یہ اشعار زید نے سنے تو وہ سمجھ گئے اور فوراً قافلے والوں کے پاس گئے اور کہا: جب تم اپنے علاقہ میں جاؤ تو وہاں جا کہ یہ اشعار پڑھنا:

أحن الى قومي و ان كنت نائيا
فانئ قعيد البيت عند المشاعر
فكفوا عن الوجد [1] الرقد شجاكم
ولا تعملوا في الأرض نعي الأباعر [2]
فاني بحمد الله في خير أسرة
كرام معدن كابراً عن كابر

---

[1] الوجد: الحزن.

[2] الأباعر: الابل.

Marfat.com

میں اپنی قوم سے محبت کرتا ہوں اگرچہ میں دور ہوں
میں تو بیت اللہ مشعر حرام میں بیٹھا ہوں
رک جاؤ غم اور پریشان ہونے سے
اور زمین میں اونٹ کی طرح روتے نہ پھرو
میں الحمدللہ بہترین خاندان میں ہوں
بڑے عزت والے اکابروں میں سے اکابر

قافلے والوں نے یہ اشعار یاد کر لیے اور اپنے علاقہ میں جا کر پڑھ دیے۔ زید کے والد نے یہ اشعار سنے تو اپنے بھائی کعب بن شرحبیل کو لے کر مکہ آ گئے اور پتہ چلا کہ آپ الصادق الامین محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں تو وہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''اے ابن عبدالمطلب، اے ابن ہاشم، اے اپنی قوم کے سردار کے بیٹے! آپ اہل حرم ہو خالی پیٹ لوگوں کو کھلاتے ہو! قیدیوں سے حسن سلوک کرتے ہو! ہمارا بیٹا آپ کے پاس ہے ہم پر احسان کریں اور فدیہ لے کر اسے ہمارے حوالے کر دیں۔ آپ نے فرمایا: ایک شرط ہے، پوچھا وہ کیا ہے۔ فرمایا: اس کو بلاتا ہوں اسے اختیار دو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیے کے لے جا سکتے ہو۔ اگر وہ میرے ساتھ رہنا چاہے تو پھر کسی صورت تم اسے نہیں لے جا سکتے۔ کہنے لگے: آپ نے تو ہم پر بڑا احسان کیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلایا اور پوچھا انہیں پہچانتے ہو۔ کہا ہاں یہ میرے والد اور یہ میرے چچا ہیں، آپ نے فرمایا: اے زید! تو نے مجھے بھی دیکھا ہے اور میری صحبت سے بھی تو واقف ہے۔ لہٰذا تجھے اختیار ہے چاہو تو یہاں میرے پاس رک جاؤ اور اگر چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ۔'' ابھی تک آپ کو نبوت نہیں ملی تھی تو زید کہنے لگے، میں تو آپ ہی کو اختیار کرتا ہوں یہیں رہوں گا۔'' یہ سنتے ہی اس کے والد اور چچا کہنے لگے: افسوس ہے زید کہ تم آزادی پر غلامی کو ترجیح دے رہے ہو؟ آگے سے

Marfat.com

جواب دیا۔ ہاں، میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ نے زید کا ہاتھ پکڑا اور کعبہ میں لے گئے ۔ یہاں اشراف قریش بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے اعلان کیا۔ سن لو! زید میرا بیٹا ہے۔ میں اس کا وارث ہوں اور یہ میرا وارث ہے۔ جب آپ کے چچا اور والد نے یہ دیکھا تو بخوشی اپنے وطن لوٹ گئے اور زید بن محمد کے نام سے ملقب ہوئے اور اس طرح زید آپ کے منہ بولے بیٹے بن گئے جو کہ جاہلیت میں جائز تھا۔ یہاں تک کہ اسلام نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ﴾ (الاحزاب: ۱۵)

''ان کو ان کے آباء کی طرف ہی منسوب کرو یہی اللہ کے ہاں زیادہ انصاف والی بات ہے۔ اگر ان کے آباء کے نام کا تمہیں پتہ نہ چلے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔''

پھر زید کا نام زید بن حارثہ پڑ گیا اور صحابہ میں آپ زید الحب کے نام سے مشہور تھے۔ کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب تھے۔ آپ کا مکمل نسب نامہ یہ ہے: زید بن حارثہ بن شرجیل بن کعب بن عبدالعزی ابن امری بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن غذرۃ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرۃ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سریہ بھیجا تو اس کو امیر زید کا بنایا اور اگر زید زندہ رہتے تو اپنے بعد آپ ان کو خلیفہ بنا دیتے۔ زید کی قدر و منزلت کا اندازہ یہاں سے بھی ہوتا ہے کہ زید نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور کہنے لگے: اپنی پھوپھی زینب بنت جحش سے میرا نکاح کر دیں۔ زینب قریش کی لڑکیوں

Marfat.com

کی سیدہ اور ان میں سب سے نیک تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم زید کا پیغام نکاح لے کر زینب کے پاس گئے تو وہ کہنے لگی: ''یا رسول اللہ! یہ آپ کا حکم ہے یا آپ زید کی سفارش کر رہے ہیں؟'' فرمایا: میں تو سفارش کر رہا ہوں تو زینب اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش نے انکار کر دیا کیونکہ ان میں برابری نہیں تھی کہ زینب اعلیٰ حسب ونسب کی مالک تھیں اور زید ایک آزاد کردہ غلام۔ قبل اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید کو انکار کا بتائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما دی:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ﴾ (الاحزاب: ۳۶)

''کسی مؤمن اور مؤمنہ کے لیے یہ حلال نہیں کہ جب اللہ اور اس کے پیغمبر کوئی فیصلہ کر دیں تو اس میں اپنا اختیار باقی رکھیں۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ واضح گمراہی میں جا پڑا۔''

تو تمام پر یہ واضح ہو گیا کہ زید صرف محبوب رسول ہی نہیں محبوب خدا بھی ہیں اور کسی صحابی رسول اور پہلی انبیاء کے اصحاب میں سے کسی کا بھی نام قرآن میں نہیں آیا لیکن زید کا نام اللہ نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے اور زید کا نام اور اس کے حروف کلام رب العالمین بن گئے کہ وہ کلام کہ ﴿لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ فرمان الٰہی ہے: ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا﴾ (الاحزاب: ۳۷) جب زید نے اپنی حاجت اس سے پوری کر لی تو ہم نے آپ کی اس سے شادی کر دی۔ ایام گزرتے رہے زینب اور زید کی باہم نہ بنی تو زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرنے لگے کہ میں طلاق دے دوں آپ زید کو روکتے رہے یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے طلاق کا حکم آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے زینب کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور زینب اُمّ

Marfat.com

المومنین بن گئیں اور اس سے اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑا درس لوگوں کو دیا اور جاہلیت کی اس رسم کا خاتمہ فرما دیا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں جتنے بھی غزوے کیے تمام میں زید شامل ہوئے اور غلاموں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب جمادی الاولیٰ ۸ ہجری میں مؤتہ کی طرف جب لشکر بھیجا تو ان کے امیر زید بن حارثہ تھے۔ جب لوگ بلقاء کی سرحد تک پہنچے تو ایک طرف سے ہرقل کا لشکر اور دوسری طرف بلقاء کے علاقے مشارف کا لشکر مسلمانوں سے ٹکرا گیا تو مسلمان مؤتہ کی طرف مڑ گئے تو مسلمانوں نے ان کے لیے یہ حکمت عملی اپنائی کہ اپنے میمنہ پر بنو عذرہ کے ایک شخص قطبہ بن قتادہ اور میسرہ پر ایک انصاری عبایہ بن مالک کو مقرر فرمایا۔ پھر دونوں لشکر آپس میں ٹکرائے تو زید رسول اللہ ﷺ کا پرچم تھامے ہوئے لڑے۔ یہاں تک کہ تلواروں اور نیزوں سے زخمی ہو کر گرے اور شہید ہو گئے۔ پھر جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے تھام لیا اور ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے رضی اللہ عنہم۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ایک دن اطلاع فرمائی تو آپ ﷺ نے اس کی خبر اپنے صحابہ کو بتائی اور فرمایا مجھے جنت میں دکھایا گیا کہ سونے کے تخت ہیں اور ان پر زید جعفر اور عبداللہ بن رواحہ بیٹھے ہیں اور عبداللہ بن رواحہ کے تخت میں کچھ ٹیڑھا پن ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ ان دونوں نے تو بلا تردد اللہ کی راہ میں اپنی جان واردی جب کہ عبداللہ نے کچھ تردد کیا تھا اس وجہ سے یہ ٹیڑھا ہے۔'' [1]

صحیح بخاری میں زید بن حارثہ کے مناقب میں براء رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

---

[1] زاد المعاد ۳/ ۳۸۴ سیرة ابن هشام ٤/ ١٩ .

Marfat.com

((أَنْتَ أَخُوْنَا وَ مَوْلَانَا.))

"اے زید تو ہمارا بھائی اور مولیٰ ہے۔"

نیز ایک مقام پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا تو لوگوں نے کچھ باتیں کیں جب آپ کو ان باتوں کا پتا چلا تو فرمایا:

((ان تطعنوا فی امارته فقد کنتم تطعنون فی امارة ابیه من قبل، و أیم الله ان کان لخلیقاً للامارة و ان کان لمن أحب الناس الی و ان هذا لمن أحب الناس الی بعده.)) ❶

تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو اللہ کی قسم! زید تو پیدا ہی امارت کے لیے ہوا تھا اور زید مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا اور زید کے بعد یہ اس کا بیٹا مجھے زیادہ محبوب ہے۔"

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک قیافہ شناس آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تھے زید اور اسامہ دونوں لیٹے ہوئے تھے تو وہ کہنے لگا: یہ دونوں قدم ایک دوسرے سے ہیں "یعنی دونوں باپ بیٹا ہیں" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بہت زیادہ خوش ہو جاتے اور عائشہ کو جا کر اس کی خبر دی۔" ❷

---

❶ رواه البخاری باب مناقب زید بن حارثه.

❷ رواه البخاری باب مناقب زید بن حارثه.

Marfat.com

(۱۶)

سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

"لقد رفعوا إلی فی الجنة"

- عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے والے اور آخرت کی فکر کرنے والے شخص تھے۔ (مؤرخین)
- آپ کی شہادت کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی۔ (قول صحابہ رضی اللہ عنہم)

Marfat.com

Marfat.com

نسب نامہ:

عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امری القیس بن عمرو بن امریٔ القیس الاکبر بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب میں الخزرج بن الحارث بن الخزرج الانصاری الخزرجی بنوالحارث سے کنیت ابومحمد اور ایک قول کے مطابق ابورواحہ یا ابوعمرو ہے۔ والدہ کا نام کبشہ بنت واقد بن عمرو بن الاطنابہ بنوالحارث بن الخزرج سے۔

بیعت عقبہ میں شریک ہوئے اور بنوالحارث بن الخزرج کے نقیب بنے، بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر، عمرۃ القضاء، میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ سے قبل جنگ موتہ میں آپ شہید ہو گئے تھے اور آپ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے۔ حماد بن زید ثابت سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن رواحہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

((اجلسوا فجلس مکانه خارجاً من المسجد حتی فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من خطبته فبلغ ذلك النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال له: زادك الله حرصاً علی طواعية الله وطواعية رسوله.))

''بیٹھ جاؤ'' تو یہ وہیں مسجد کے باہر بیٹھ گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی حرص کو اللہ اور زیادہ کرے۔''[1]

عبداللہ بن رواحہ غزوہ میں سب سے پہلے جانے والوں میں سے اور سب سے آخر میں لوٹنے والوں میں تھے۔ آپ ان شعراء رسول میں سے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا کرتے تھے، ایک موقع پر آپ نے یوں فرمایا:

---

[1] اسد الغابة فی معرفة الصحابة.

Marfat.com

ابی تفرست فيك الخير أعرفه والله يعلم أن ما خانني البصر
أنت النبی و من يحرم شفاعته يوم الحساب فقد أزری به القدر
فثبت الله ما أتاك من حسن تثبت موسىٰ و نصراً كالذی نصروا

"بے شک میں نے سمجھ لیا کہ آپ میں بھلائی ہے جسے میں پہچانتا ہوں اور اللہ زیادہ جانتے ہیں کہ میری آنکھوں نے خیانت نہیں کی۔ آپ نبی ہیں جو آپ کی شفاعت سے محروم ہو گیا۔ حساب کے دن اسے اس کی تقدیر نے پیچھے چھوڑ دیا۔ اللہ ثابت رکھے اس حسن کو جو آپ کو عطا کیا۔ جیسے موسیٰ کو ثابت رکھا اور آپ کی مدد کرے جیسے ان کی مدد کی۔"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((و أنت فثبتك الله يا ابن رواحة .))

"اے ابن رواحہ اللہ تجھے بھی ثابت قدم رکھے۔"

ہشام بن عروہ فرماتے ہیں پھر اللہ نے جناب ابن رواحہ کو کتنی اچھی ثابت قدمی دی۔ شہید ہوئے آپ کے لیے جنت کے دروازے کھولے گئے اور آپ شہید ہو کر جنت میں داخل ہوئے۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں کہ میں کسی دن عبداللہ بن رواحہ کو یاد نہ کروں۔ وہ جب مجھے ملتے تو میرے سینے پر مارتے اور جب جاتے ہوتے ملتے تو کندھوں پر ہاتھ مارتے اور فرماتے: "اے عویمر بیٹھو کچھ قیامت کو یاد کرلیں" ہم بیٹھ جاتے اللہ کا ذکر کرتے پھر فرماتے ہیں "عویمر یہ ایمان کی مجلسیں ہیں۔" عبداللہ بن ابی بکر بن حزم فرماتے ہیں جب عبداللہ بن رواحہ مؤتہ کی طرف جانے لگے تو رات کے وقت زید نے سنا وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اذا أديتنی و حملت رحلی مسيرة أربع بعد الحساء [1]

[1] الحساء: جمع حسی: ماء يختفر فی الرمل حتی يجد مكاناً صلبا فيستقر .

Marfat.com

فشأنك أنعم و خلاك ذم ولا أرجع الى أهلى ورائى
وجاء المسلمون و غادرونى بأرض الشام مشتهى الثواءِ
وردك كل ذى نسب قريب الى الرحمن منقطع الاخاء
هنا لك لا أبالى طلع بعل [1] ولا نخل أسافلها رواء [2]

"جب تو نے مجھے پہنچا دیا اور میرے کجاوے کو اٹھالیا۔ حساء (مقام) سے ۴ کی مسافت پر۔ تیرے لیے انعامات ہیں اور مذمت سے چھٹکارا ہے اور میں پیچھے اپنے گھر میں نہیں لوٹنے والا۔ مسلمان آئے اور دھوکا کیا مجھ سے۔ شام کی زمین قیام کرنے کی چاہت سے۔ اور تیرا لوٹ جانا ہر قریبی نسبت والے سے۔ رحمٰن کی طرف اُخوت کو توڑنے والا ہے۔ یہاں میں نہ تو بارانی زمین کی چاہت رکھتا ہوں۔ اور نہ ایسے نخلستان کی کہ جس میں رہنا خوش کن ہو۔"

جب زید نے یہ اشعار سنے تو رو پڑے اور اپنے درے کو زمین پر مارا اور فرمایا:

((ما عليك يا لكع أن يرزقنى الله الشهادة و ترجع أنت بين شعبتى الرحل .)) [3]

"اے احمق تجھے کیا ہے؟ ممکن ہے اللہ ہمیں شہادت سے نواز دے اور تو کجاوے کی دو لکڑیوں کی طرف لوٹ رہا ہے۔"

---

[1] البعل: يشرب بعروقه من الزرع دون رى.

[2] سيرة ابن هشام ج۴/، ص ۱۵ ذكر غزوة موتة۔ دار الريان للتراث، والأبيات فى تاريخ الطبرى (۳/ ۳۸، ۳۹) والكامل فى التاريخ (۲/ ۲۳۵، ۲۳۶)، و منها ثلاثة أبيات فى عيون الأثر (۲/ ۱۵۴) و أربعة أبيات فى المغازى للواقدى (۲/ ۷۵۹) والبيت الأول فى مجمع الزوائد (۹/ ۱۵۸) و كلها فى عيون التواريخ (۱/ ۲۸۱).

[3] سيرة ابن هشام ۴/ ۱۵ تاريخ الطبرى ۳/ ۳۹.

Marfat.com

جب موتہ کے لیے تین ہزار کا لشکر تیار ہو گیا اور خروج کا وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء کو لوگوں نے الوداع کہا اور ان کو سلام کہا تو عبداللہ بن رواحہ رو پڑے۔ پوچھا: آپ کیوں رو رہے ہو؟ تو جواب دیا واللہ مجھے کوئی دنیاوی لالچ ومحبت نہیں ہے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ کتاب اللہ سے یہ آیت پڑھ رہے تھے کہ جس میں جہنم کا تذکرہ تھا۔

﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾

(مریم: ۷۱)

''اور تم میں سے جو بھی ہے اس پر وارد ہونے والا ہے یہ شروع سے تیرے رب کے ذمے قطعی بات ہے جس کا فیصلہ کیا ہوا ہے؟''

تو مجھے نہیں پتہ کہ اس پر وارد ہونے کے بعد میرا کیا نتیجہ نکلے۔

تو مسلمان کہنے لگے'' اللہ تمہاری سلامتی عطا فرمائے اور آپ سے برائی کو دور کردے اور آپ کو ہماری طرف صحیح سالم لوٹا دے۔

عبداللہ بن رواحہ فرماتے ہیں:

لكنني أسأل الرحمن مغفرة　　وضربة ذات فرغ ❶ تقذف الزبدا ❷

أو طعنة بيدي حران مجهزة ❸　　بحربة تنفذ ❹ الأحشاء والكبدا

حتى يقال اذا مروا على جدثي　　ياأرشد الله من غاز و قد رشدا ❺

---

❶ ذات فرغ: أى واسعة يسيل منها الدماء.

❷ الزبد: رغوة الدم.

❸ مجهزة: سريعة القتل.

❹ تنفذ الأحشاء أى تخترقها.

❺ زاد المعاد لابن القيم الجوزية، ص ٣٨٢، ج/٣، فصل فى غزوة موتة، و قد أخرجها ابن هشام فى السيرة عن ابن اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبير بن عروة مرسلاً.

Marfat.com

”لیکن میں رحمن سے مغفرت کا سوال کرتا ہو۔ایسی ضرب کا جس سے خون ابل پڑے جھاگ کے ساتھ۔ یا حران کو ایسا نیزہ لگے میرے ہاتھ سے جو جلدی قتل کرنے والا ہو۔ ایسا نیزہ کہ جو کلیجے اور جگر کو پھاڑ دے۔ یہاں تک کہ وہ میری قبر سے گزریں تو کہا جائے۔کیا اللہ کی شان ہے کیسا یہ بہادر اور ہدایت یافتہ تھا۔“

پھر وہ چلے اور شام کے علاقہ معان میں اترے تو اطلاع ملی۔ ہرقل اپنی فوج کے ساتھ بلقاء کے علاقہ معان میں اترا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ایک لاکھ رومی فوج ہے اس کے ساتھ لخم، جذام، القین، بلقاء بھراء اور بلی قبیلے بھی ایک لاکھ کا لشکر لے کے مل گئے ہیں اور ان کے لشکر کا امیر بلی کا ایک شخص مالک بن رافلہ تھا۔ جب مسلمانوں کو تمام صورت حال کا پتہ چلا تو معان میں دو راتیں قیام کیا اور پوری صورتحال پر غور وفکر کرتے رہے،لوگ کہنے لگے: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خط لکھتے ہیں اور دشمن کی تعداد کے بارہ میں بتاتے ہیں، پھر یا تو آپ ہماری مدد کے لیے مزید لشکر بھیج دیں یا جو حکم دیں ہم وہ کر گزریں تو عبداللہ رواحہ نے لوگوں کا حوصلہ بڑھایا اور فرمایا:

((یاقوم واللہ ان التی تکرھون التی خرجتم تطلبون الشھادۃ وما نقاتل الناس بعدد ولا قوۃ ولا کثرۃ ما نقاتلھم الا بھذا الدین الذی أکرمنا اللہ بہ فانطلقوا فانما ھی احدی الحسنیین اما ظھور واما شھادۃ۔ فمضی الناس بعدما قالوا: "قد واللہ صدق ابن رواحۃ" .)) [1]

”اے لوگو! اللہ کی قسم! تم شہادت کے حصول کے لیے نکلے ہو اور تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ ہم لوگوں سے تعداد،فوج قوت یا کثرت کے بل بوتے

[1] سیرۃ ابن ھشام ٤/ ١٣ من حدیث ابن اسحاق .

Marfat.com

پر نہیں لڑتے۔ بلکہ ہم تو اس دین ایمان کی قوت سے لڑتے ہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت بخشی۔ چلو ہمارے لیے دو بھلائیوں میں سے ایک ہے یا تو فتح ہے یا شہادت تو لوگ چل پڑے اور کہہ رہے تھے واللہ ابن روحہ نے سچ کہا۔"

ابن اسحاق سے مروی ہے وہ عبداللہ بن زبیر سے اور وہ اپنے رضاعی والد عباد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں (عباد بنو مرہ بن عوف سے تھے) جب جعفر شہید ہو گئے تو جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے تھام لیا۔ وہ اپنے گھوڑے پر تھے۔ وہ گھوڑے سے اترنا چاہتے تھے تو تھوڑا سا تردد ہوا تو فرمایا:

أقسمت يا نفسى لتنزلنه لتنزلن أو لتكرهنة
ان أجلب الناس وشدوا الرنة [1] مالى أراك تكرهين الجنة
قد طال ماقد كنت مطمئنة هل أنت الا نطفة فى [2] شنة [3]

"اے نفس میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں تو ضرور اتر۔ تو ضرور اترے گا یا تیرے ساتھ زبردستی کی جائے گی۔ بے شک لوگوں کی چیخ و پکار ہے اور شدت کا رن پڑا ہے۔ کیا ہے کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو جنت کو ناپسند کر رہی ہے۔ جس زندگی سے تو مطمئن تھی وہ تو بہت لمبی ہو گئی۔ اور نہیں ہے تو مگر ایسا پانی کا قطرہ کہ جس کی عمر بہت تھوڑی ہے۔"

اور مزید فرمایا:

يا نفسى الا تقتلى تموتى هذا حمام الموت قد صليت

---

[1] الرنة: صوت فيه ترجيع يشبه البكاء .
[2] النطفة: الماء القليل الصافى ، الشنة: السقاء البالى ، ضرب ذلك مثل لقصر العمر .
[3] سيرة ابن هشام:ج/ ٤ ، ص ١٨ .

Marfat.com

وما تمنيت فقد أعطيت ان تفعلي فعلهما هديت ❶

''اے نفس تو قتل کر دیا جائے یا تو مر جائے۔ یہ موت کا پرندہ ہے اور تو اس سے بھاگ رہا ہے۔ جو تو نے تمنا کی تو وہ دیا گیا۔ اگر تو ان دونوں جیسا کام کرے تو ہدایت والا ہے۔''

اس سے مراد زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھے۔ جب یہ اترے تو ان کا چچازاد ایک گوشت کا ٹکڑا جو ہڈی والا تھا لے کر آیا اور کہا: اسے کھاؤ اور اپنے آپ کو طاقتور بناؤ۔ آج کل آپ کو بہت زیادہ کمزوری پہنچی ہے۔ آپ نے ان سے وہ پکڑا اور دانتوں سے نوچ کر کھانا شروع کیا، جنگ میں لوگوں کی آوازیں سنیں تو کہنے لگے: ''تو ابھی تک دنیا میں مشغول ہے۔ اسے پھینکا اور تلوار لے کر لڑنا شروع کر دیا اور بالآخر شہید ہو گئے۔''

مصعب بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن رواحہ جنگ میں کود پڑے آپ کو نیزہ لگا اور ہاتھ سے خون بہہ پڑا تو آپ نے وہ منہ پر مل لیا اور دو صفوں میں گھس گئے اور فرمانے لگے: ''اے مسلمانوں کی جماعت! اپنے بھائی کے گوشت کا دفاع کرو'' تو مسلمان حملہ کرنا شروع ہوئے اور ان کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور اس حالت میں آپ شہید ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعات کی خبر دیتے ہیں:

جب مسلمان لشکر جنگ اپنے امراء سے محروم ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں فرمانے لگے: زید بن حارثہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، پھر جھنڈا جعفر نے پکڑا وہ بھی لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، پھر آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ انصار کے چہرے

---

❶ القول فی دیوان عبدالله بن رواحةؓ (٨٧) و تاريخ الطبرى (٣/ ٤٠)، ونهاية الأدب (١٧/ ٢٨١) و تاريخ الاسلام (المغازى) و مجمع الزوائد (٦/ ١٥٩) .

Marfat.com

تبدیل ہونے لگے اور وہ سمجھنے لگے کہ شاید عبداللہ بن رواحہ کے بارہ میں بری خبر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے تھاما اور وہ بھی لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ❶

پھر آپ نے فرمایا: مجھے جنت میں دکھایا گیا، ایک خواب کی صورت میں کہ یہ تینوں سونے کے تختوں پر ہیں اور عبداللہ بن رواحہ کے تخت میں تھوڑا سا ٹیڑھا پن ہے تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دونوں شہید ہو گئے۔ عبداللہ نے کچھ تردد کیا پھر یہ بھی شہید ہو گئے اور اسی وجہ سے یہ ٹیڑھا پن ہے۔ ❷

یہی روایت پہلے زید بن حارثہ کے ترجمہ میں گزر چکی ہے تو اس سے یہ پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں کو جنت کی بشارت عطا فرمائی اور یہ غزوہ موتہ شہادت کے بعد تھی اور جنگ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوئی۔

---

❶ سيرة ابن هشام ٤/ ١٩.

❷ سيرة ابن هشام ٤/ ٢٠ رواه الطبراني ورجاله ثقات ٢ والمعاد ٣/ ٤٨٣ نهاية الادب ١٧/ ٢٨٢.

Marfat.com

۱۷

سیّدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ

خطیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تو جہنمیوں میں سے نہیں بلکہ اہل جنت سے ہے

❁ جاؤ ثابت کو خوشخبری دو وہ اہل جنت میں سے ہے نہ کہ جہنم سے۔ (بشارت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم)

❁ آپ ہی وہ صحابی تھے کہ جن کے مرنے کے بعد بھی وصیت پوری کی گئی۔ (مؤرخین)

Marfat.com

Marfat.com

آپ ثابت بن قیس بن شماس بن زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج تھے۔ آپ کی والدہ طی قبیلہ سے تھیں۔ آپ کی کنیت ابومحمد آپ کے بیٹے محمد کے نام پر اور ایک قول کے مطابق ابوعبدالرحمٰن تھی۔

ثابت انصار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے جیسے حسان آپ کے شاعر تھے۔ احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے اور خلافت صدیقی میں یمامہ کے دن شہید ہوئے۔ ابن عون فرماتے ہیں کہ ہمیں موسیٰ بن انس نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو گم پایا تو فرمایا اس کی خبر کون لائے گا۔ ایک شخص کہنے لگا: میں یارسول اللہ! یہ شخص گیا تو دیکھا ثابت سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ پوچھا تمہیں کیا ہوا جواب دیا: ''بہت برا ہوا میری آواز رسول اللہ کی آواز سے بلند ہے میرے تو اعمال برباد ہو گئے میں تو جہنمی ہو گیا'' تو وہ شخص آپ کے پاس آیا اور سارا حال بتایا۔ موسیٰ بن انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کی طرف بڑی عظیم خوشخبری دے کر اس آدمی کو بھیجا:

((اِذْهَبْ فَقُلْ لَهُ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ .)) [1]

''جاؤ اور اسے کہو تو جہنمیوں میں سے نہیں بلکہ اہل جنت سے ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

((نعم الرجل أبوبكر، نعم الرجل عمر، نعم الرجل أبو عبيدة، نعم الرجل أسيد بن حضير، نعم الرجل ثابت ابن قيس، نعم الرجل معاذ بن عمرو بن الجموح .))

[1] العبر للذهبي، ميزان الاعتدال (۳۰/ ۳۱).

Marfat.com

''ابوبکر بڑا اچھا آدمی ہے، عمر اچھا آدمی ہے، ابوعبیدہ، اسید بن حضیر، ثابت بن قیس، معاذ بن عمرو بن الجموح یہ تمام بہترین آدمی ہیں۔''

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ یمامہ میں لوگ جنگ کے لیے تیار ہو رہے تھے تو میں نے ثابت بن قیس کو کہا: ''کیا کر رہے ہو چچا'' میں نے دیکھا کہ وہ حنوط خوشبو لگا رہے ہیں تو فرمایا: ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح نہیں لڑتے تھے۔ برا ہے کہ جس کا عادی بنا دیا۔ تم نے اپنے نفسوں کو اور اپنے ساتھیوں کو۔ اے اللہ! جو یہ کر رہے ہیں میں اس سے برائت کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر وہ لڑے اور شہید ہو گئے۔ آپ پر یعنی ثابت بن قیس پر ایک بڑی نفیس ذرع تھی۔ ایک مسلمان کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے آپ کے جسم سے وہ اتار لی کیونکہ آپ شہید ہو چکے تھے تو آپ ایک مسلمان کے خواب میں آئے اور فرمایا:

''میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں اسے خواب سمجھ کر بھول نہ جانا'' کل جب میں شہید ہوا تو میرے پاس سے ایک مسلمان گزرا میرے جسم پر میری ذرہ تھی جو اس نے لے لی اس کا گھر لوگوں کے آخری سرے پر ہے اور اس کی چراہ گاہ کے قریب گھوڑا اپنی رسی سے اس کے گرد چکر لگا رہا ہے اور اس شخص نے وہ ذرع اس طرح چھپائی ہے کہ ایک ہنڈیا اس کے اوپر رکھ کر اس کے اوپر ایک کجاوہ رکھ دیا ہے تو تم خالد کے پاس جاؤ اور کہو کہ اس سے وہ ذرع لے لے جب تم مدینہ میں خلیفہ رسول کے پاس جاؤ تو انہیں کہنا'' کہ فلاں فلاں کا میرے ذمہ اتنا قرض ہے اور فلاں میرا آزاد کردہ ہے۔''

جب وہ شخص نیند سے بیدار ہوا تو خالد بن ولید کے پاس آیا اور سارا حال بیان کر دیا تو خالد نے ایک آدمی کو بھیج کر وہ ذرع منگالی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی خواب کی وصیت کو باقی رکھا اور یہ واحد شخص ہیں کہ جن کی وصیت ان کے مرنے کے بعد بھی قبول کی گئی۔'' (اخرجه الثلاثة) آپ سے انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اور آپ کی اولاد یحییٰ، عبداللہ تھی جو حرہ کے دن شہید ہو گئے تھے۔

Marfat.com

۱۸

سیّدنا ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

کیا تیرے یہ دونوں کپڑے
تجھے جنت میں داخل کر دیں گے

ضمرہ بن ثعلبہ کے لیے بذات خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخشش کی دعا کی۔ (قول صحابہ)

Marfat.com

Marfat.com

آپ ضمرہ بن ثعلبہ البہزی تھے۔ بہز بنو سلیم بن منصور کا ایک قبیلہ ہے اور یہ حمص کے رہنے والے تھے۔ ❶

یحییٰ بن جابر ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((أتى النبی صلی اللہ علیہ وسلم و علیه حلتان من حلل الیمن فقال: (یا ضمرة أتری ثوبیك هذین مد خلیك الجنة؟) فقال: (لان استغفرت لی یارسول الله لا أقعد حتی أنزعها عنی) فقال النبی: اغفر لضمرة بن ثعلبة فانطلق سریعا حتی نزعهما عنه.)) ❷

میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو مجھ پر دو یمنی حلے تھے تو آپ نے پوچھا: "اے ضمرہ! کیا یہ دونوں کپڑے تجھے جنت میں داخل کر دیں گے؟" تو ضمرہ کہنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ میرے لئے بخشش کی دعا کریں تو بیٹھنے سے پہلے ہی میں ان کو اتار دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا: "میں ضمرہ بن ثعلبہ کے لیے بخشش کی دعا کرتا ہوں تو فوراً گئے اور انھیں اتار دیا۔"

---

❶ اسد الغابہ ۱/ ٤٤١.

❷ مسند الامام احمد: ٤/ ٣٣٦.

Marfat.com

Marfat.com

۱۹

سیّدنا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ

بے شک یہ تو اس کے لیے جنت میں آڑ ہے

تیرا بیٹا تو فردوس الاعلیٰ میں ہے

✿ آپ کی وفات پر نبی کریم ﷺ خود آپ کی والدہ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی۔

(بشارت محمدی ﷺ)

Marfat.com

Marfat.com

آپ حارثہ بن سراقہ بن الحارث بن عدی بن مالک بن عامر بن غنم بن عدی ابن النجار الانصاری الخزاجی۔ (النجاری)

آپ کی والدہ الربیع بنت نضر آپ کے چچا انس بن مالک آپ کو عرمان بن العرمہ نے جنگ بدر میں شہید کیا۔ آپ حوض سے پانی پی رہے تھے کہ آپ کے گلے میں آ کر ایک تیر لگا اور آپ شہید ہو گئے۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُمّ الربیع بن البراء جو حارثہ بن سراقہ کی بھی والدہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: یارسول اللہ! حارثہ کے بارہ میں کیا آپ کو معلوم ہے کہ بدر کے دن اسے ایک تیر لگا تھا اور وہ فوت ہو گئے تھے۔ اگر تو وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اگر نہیں تو میں حارثہ پر روؤں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَا أُمَّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جِنَانٌ فِی الْجَنَّةِ وَ اِنَّ ابْنَكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰی.)) [1]

''اے ام حارثہ! وہ تو جنت میں ایک آڑ ہے تیرا بیٹا تو جنت الفردوس الاعلیٰ میں ہے۔''

[1] رواہ البخاری باب من آتاہ سھم غرب فقتلہ باب فضل من شھد بدرا.

Marfat.com

Marfat.com

۲۰

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

آپ بنی اسرائیل میں سے تھے

❁ صحابی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی بابت یہ کہا ہو کہ یہ زمین پر چلنے والا جنتی ہے سوائے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے۔ (قول صحابی رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

Marfat.com

نسب:

عبداللہ بن سلام بن الحارث جاہلیت میں یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے قبل سب سے بڑے یہودی عالم تھے۔ آپ کا نام ''الحصین'' تھا۔ جب مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ آپ بنوقینقاع کے یہودیوں سے تھے۔

عبداللہ بن سلام کا مسلمان ہونا:

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن سلام کی روایت اسی طرح پہنچی جیسے اس کے اہل والوں سے کسی نے بیان کی۔ آپ یہودیوں کے بڑے عالم تھے۔ فرماتے ہیں جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں سنا اور آپ کی صفات نام اور فرمانے کے لحاظ سے آپ کو پہچان لیا کہ یہی ہے وہ جس کا انتظار ہے تو مجھے سچی خوشی ہوئی۔ لیکن میں خاموش رہا یہاں تک کہ آپ مدینہ تشریف لے آئے۔

جب آپ قباء میں بنوعمرو بن عوف میں رکے تو ایک آدمی نے مجھے آپ کی آمد کی اطلاع دی تو میں کھجوروں کے باغ میں کام کر رہا تھا اور میری پھوپھی خالدہ بنت الحارث بیٹھی ہوئیں تھی۔ جب میں نے آپ کے آنے کے بارہ میں سنا تو میں نے اللہ اکبر کہا تو میری پھوپھی نے میری تکبیر سن کر کہا:

''اللہ مجھے رسوا کرے اگر تو موسیٰ بن عمران کے آنے کے بارہ میں سنتا تو زیادتی نہ کرتا۔''

میں نے کہا: اے پھوپھی واللہ! یہ موسیٰ بن عمران کے بھائی ہی ہیں۔ انہی کے

Marfat.com

دین پر ان کی بعثت ہوئی ہے تو وہ کہنے لگیں: اے بھتیجے! کیا یہ وہی نبی ہے کہ جس کے بارہ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ قرب قیامت آئیں گے؟ میں نے کہا: ہاں تو کہنے لگی: پھر اسی طرح ہے۔ پھر عبداللہ فرماتے ہیں میں آپ کے پاس آیا اسلام قبول کیا اور اپنے گھر آ کر اپنے گھر والوں کو بھی تبلیغ کی تو وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن سلام کو آپ کے مدینہ آنے کی اطلاع ملی تو یہ آپ کے پاس چند سوالات کرنے کے لیے آئے اور کہا: ''میں آپ سے تین سوال کرتا ہوں کہ جن کا جواب صرف نبی ہی جانتا ہے۔

1. قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟
2. اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا؟
3. بچہ کبھی باپ اور کبھی ماں کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟

تو آپ نے فرمایا: ابھی ابھی جبرئیل نے مجھے ان کے بارہ میں بتایا ہے تو عبداللہ بن سلام کہنے لگے: ''یہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔ آپ نے فرمایا: قیامت کی سب سے پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی اور اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا مچھلی کا جگر ہوگا، اور جب مرد کا پانی غالب آتا ہے تو بچہ مرد کے اور جب عورت کا پانی غالب آتا ہے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے تو عبداللہ بن سلام فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! یہودی قوم بڑی بہتان باز ہے قبل اس کے کہ ان کو میرے اسلام کے بارہ میں پتہ چلے۔ آپ ان سے میرے بارہ میں پوچھیے یہودی آئے تو آپ نے فرمایا:

((أی رجل عبدالله بن سلام فیکم؟ قالوا: "خیرنا و ابن خیرنا و أفضلنا و ابن أفضلنا" فقال النبی ﷺ: أرأیتم ان

أسلم عبدالله بن سلام۔ قالوا: "أعاذه الله من ذلك" فأعاد عليهم فقالوا: مثل ذلك فخرج اليهم عبدالله بن سلام فقال: أشهد أن لااله الا الله و أن محمداً رسول الله۔ قالوا: شرنا و ابن شرنا و تنقصوه، قال: هذا كنت أخاف يارسول الله .)) ❶

"عبد اللہ بن سلام تم میں کیسا آدمی ہے؟ تو جواب دیا ہم میں بہترین، بہترین کا بیٹا سب سے ہم میں افضل، افضل کا بیٹا۔ فرمایا اگر وہ مسلمان ہو جائے؟ تو وہ کہنے لگے: اللہ اسے اس سے بچائے۔ انہیں پھر یہی کہا گیا تو انہوں نے یہی جواب دیا تو عبداللہ باہر آ گئے اور ان کے سامنے کلمہ پڑھا: "أشهد ان لا اله الا الله وأن محمد رسول الله" تو وہ کہنے لگے ہم میں سے بدترین، بدترین کا بیٹا اور بہت کچھ آپ کے بارہ میں کہنے لگے" تو عبداللہ بن سلام کہنے لگے: یا رسول اللہ! اسی بات سے میں ڈرتا تھا۔"

صحیح بخاری ہی میں عبداللہ بن یوسف سے روایت ہے، یہ فرماتے ہیں کہ میں نے مالک سے سنا وہ ابوالنضر سے بیان کر رہے تھے جو عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ہیں، وہ عامر بن سعد ابی وقاص سے اور وہ اپنے والد سے بیان فرماتے ہیں فرمایا کہ:

((ما سمعت النبی ﷺ يقول لأحد يمشي على الأرض أنه من أهل الجنة الا لعبد الله بن سلام، قال: وفيه نزلت هذه الآية: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ بَنِيٓ إِسۡرَآئِيلَ﴾ الآية، قال: لاأدري

❶ راوه البخاري.

Marfat.com

قال مالك الآية أو فى الحديث .)) ❶

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے کسی کے بارہ میں نہیں سنا کہ آپ نے اس کے بارہ میں فرمایا ہو کہ یہ زمین پر چلنے والا اہل جنت سے ہے۔ سوائے عبداللہ بن سلام کے اور آپ ہی کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَآئِيلَ﴾

❶ بخاری باب مناقب عبداللہ بن سلام .

Marfat.com

٢١

سیّدنا دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ

کون ہے جو قیصر کے پاس میرا خط
لے کر جائے اس کے لیے جنت ہے

❁ آپ ہی وہ عظیم شخص ہیں کہ جن کی صورت میں جبرئیل علیہ السلام آیا کرتے تھے۔ (فرمان محمدی ﷺ)

❁ جب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو میرا خط قیصر کو پہنچائے گا اس کے لیے جنت ہے تو فوراً سیّدنا دحیہ کلبی تیار ہو گئے۔

(قول صحابہ)

Marfat.com

Marfat.com

آپ دحیہ بن خلیفہ کلبی ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد مختلف بادشاہوں کی طرف دعوتی خطوط لے کر گئے تھے، ان میں سے ایک آپ بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے واپس آ کر ان بادشاہوں کی طرف خطوط لکھے تھے۔ آپ نے ایک خط روم کے بادشاہ کو بھی لکھا تو آپ کو بتایا گیا کہ بغیر مہر کے وہ کوئی خط نہیں پڑھتے، آپ نے فوراً ایک انگوٹھی بطور مہر بنوائی جس کی ایک سطر میں محمد دوسری میں رسول اور تیسری میں لفظ اللہ لکھا تھا تو اس انگوٹھی کے ساتھ آپ مہر لگایا کرتے تھے۔ آپ نے ۷ھ میں ایک ہی دن چھ قاصد روانہ فرمائے۔ دحیہ ایک خاص خط لے کر ملک الروم قیصر جس کا نام ہرقل تھا کے پاس گئے۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يَنْطَلِقُ بِصَحِيْفَتِي هَذِهِ إِلَى قَيْصَرَ وَلَهُ الْجَنَّةُ؟))

''کون ہے جو میرا یہ خط قیصر کے پاس لے کر جائے اس کے لیے جنت ہے۔''

ایک شخص کہنے لگا: اگر وہ اسے قبول نہ کرے تو؟ فرمایا چاہے وہ اسے قبول نہ بھی کرے۔ تو دحیہ یہ خط لے کر گئے۔ قیصر بھی بیت المقدس سے واپس آ رہا تھا، اس کے لیے ایک تخت بچھایا گیا تھا کہ جس پر اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں چل سکتا تھا تو وہ خط اس چٹائی کے تخت پر رکھ دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ خط قیصر کو مل گیا۔ قیصر نے خط دیکھا اور پوچھا: ''یہ خط کس کا ہے؟'' وہ امن میں ہے تو قیصر کہنے لگا: روم میں جا کر مجھے ملنا جب روم آئے اور وہ ملنے گئے تو قیصر نے محل کے دروازے بند کرا دیے تو آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ قیصر نے نصرانیت چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع قبول کر لی'' تو اس کا پورا لشکر اسلحہ سے لیس ہو کر آیا اور پورے محل کو گھیرے میں لے لیا تو قیصر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو کہا

Marfat.com

آپ نے دیکھ لیا کہ مجھے اپنی مملکت کا خوف ہے۔ پھر ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا ''قیصر تم سے راضی ہے اس نے تمہارے امتحان لیا کہ تم اپنے دین پر کتنے پکے ہو۔ لہٰذا لوٹ جاؤ تو وہ تمام لوٹ گئے اور قیصر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط لکھا اور کہا:

((انی مسلم و بعث الیه بدنانیر، فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کذب عدو الله لیس بمسلم و هو علی انصرانیة و قسم الدنانیر.)) [1]

''میں مسلمان ہو گیا ہوں اور دینار تحفے میں بھیجے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے وہ مسلمان نہیں عیسائیت پر ہی ہے اور آپ نے دینار تقسیم کر دیے۔''

سیرۃ ابن ہشام میں ذکر ہے کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبی کی شکل میں اترتے تھے اور بنو قریظہ جاتے ہوئے صورین مقام پر سے بھی جبرئیل انہی کی شکل میں گزرتے تھے تو آپ نے صحابہ سے پوچھا: کیا تمہارے پاس سے کوئی گزرا ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا ایک خچر پر جس کے اوپر ریشم کا کپڑا تھا دحیہ کلبی سوار تھے، وہ گزرے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ذلك جبریل بعث الی بنی قریظة یزلزل هم حصونهم و یقذف فی قلوبهم الرعب.)) [2]

''یہ جبرئیل تھے جن کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا گیا تاکہ وہ ان کے قلعوں میں زلزلہ برپا کر دیں اور ان کے دلوں کو رعب سے بھر دے۔''

---

[1] رواه ابن حبان فی صحیحه و سنده صحیح (۱٦۲۸).

[2] سیرة ابن هشام غزوه بنی قریظه ۳/ ۱۸٤ تاریخ الطبری ۲/ ۵۸۲.

Marfat.com

۲۲

سیّدنا خیثمہ ابو سعد رضی اللہ عنہ

یا رسول اللہ! اللہ سے میری شہادت کی دعا کیجیے اور مجھے سعد کا جنت میں ساتھ نصیب ہو

- سیّدنا خیثمہ رضی اللہ عنہ کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے شہادت فرمائی تھی۔ (مؤرخین)
- آپ جنت پر حریص اور شہادت کے متلاشی تھے۔ (مؤرخین)

Marfat.com

Marfat.com

آپ خیثمہ ابو سعد بن خیثمہ بنو سلم سے بن امرئ القیس بن مالک بن الاوس ہیں۔

خیثمہ ابو سعد فرماتے ہیں کہ ان کا بیٹا بدر میں شہید ہو گیا۔ میں بھی اس جنگ میں شامل ہونا چاہتا تھا میں اور میرے بیٹے نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ اس کے نام نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شہادت سے نوازا تو اس رات میں نے خواب میں اسے بہترین حالت میں دیکھا کہ وہ جنت کے پھلوں اور نہروں میں گھوم پھر رہا ہے اور کہہ رہا ہے: جو میرے اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ میں نے پالیا تو میں بھی اپنے بیٹے کی رفافت کا جنت میں مشتاق ہو گیا۔ میری عمر بڑی ہو چکی تھی۔ ہڈیاں نرم ہو چکیں تھیں اور مجھے اپنے رب سے ملاقات کا بڑا شوق تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجیے کہ مجھے شہادت دے اور جنت میں سعد کا ساتھ نصیب فرمائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی تو جنگ اُحد میں یہ شہید ہو گئے۔ [1]

---

[1] زاد المعاد ۳/ ۲۰۸.

Marfat.com

Marfat.com

۲۳

سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما

"نوجوانانِ جنت کے سردار"

✿ حسن و حسین میرے دنیا کے پھولوں میں سے ہیں۔

(اعزاز نبوی)

✿ سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صغر سن میں بیعت کرلی جب کہ آپ بچوں سے بیعت نہ لیتے تھے۔ (مؤرخین)

✿ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ حسن بن علی تھے۔

Marfat.com

Marfat.com

آپ حسن، حسین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے بیٹے ہیں جب کہ آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِنْهُمَا .))

''حسن و حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا والد ان سے بھی بہتر ہے۔'' (ابن ماجہ)

حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس رات رات علی رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو رات کے وقت مجھے بلا کر فرمایا: ''اے بیٹے! میں نے رات نماز پڑھی، پھر میں سو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، میں نے آپ سے شکایت کی کہ میرے ساتھی میری مخالفت کرتے ہیں اور جہاد سے بھاگتے ہیں تو آپ مجھے کہنے لگے: ''اللہ سے دعا کرو کہ آپ کو اللہ ان سے بچا لے، میں نے دعا کی'' اس رات کے بعد کی صبح حسن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''لوگو! تم میں کل رات ایک ایسا آدمی قتل کر دیا گیا کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تو اس کے دائیں جبرئیل اور بائیں طرف سے میکائیل مدد کے لیے ہوتے اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرما دیتے۔ اس نے ترکہ میں صرف ۳۰۰ درہم چھوڑے ہیں۔ [1]

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد رمضان المبارک ۴۰ھ میں لوگوں نے حسن بن

---

[1] العقدالفرید.

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کی طرف ایک خط لکھا۔ اے حسن! علی رضی اللہ عنہ کے بعد لوگوں نے آپ کو امیر چنا ہے۔ اپنے دائیں طرف کو مضبوط کر اور اپنے دشمنوں کے خلاف جہاد کر اور متہم آدمی کے گناہ کو چھپاؤ کیونکہ وہ تیرے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور گھر والوں کو عامل بناؤ۔ اس سے ان کے خاندانوں کی اصلاح ہوگی۔ پھر حسن بن علی اور معاویہ ارض سواد میں انبار کے مقام پر جمع ہوئے تو حسن نے معاویہ سے صلح کر لی اور خود امارت سے دستبردار ہو کر معاویہ کو امیر تسلیم کر لیا۔

یہ واقعہ جمادی الاولیٰ ۴۱ھ کا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی تصدیق تھی جو ابوبکرہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے منبر پر سنا اور حسن آپ کو پہلو میں تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف اور کبھی حسن کی طرف دیکھتے اور وہ فرما رہے تھے:

((ابنی هذا سید و لعل الله أن یصلح به بین فئتین من المسلمین .))

''یہ میرا بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرائے۔''

اس سال کا نام عام الجماعہ رکھا گیا۔ سیّدنا حسن کی امارت سات ماہ اور سات دن رہی اور حسن ۴۹ھ میں ۴۶ سال کی عمر میں مدینہ میں فوت ہوئے اور والی مدینہ سعید بن العاص نے جنازہ پڑھایا۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ انہیں ان کے نانا کے ساتھ حجرہ عائشہ میں دفن کیا جائے لیکن مروان نے منع کر دیا اور بقیع الغرقد میں مدفون ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن، حسین، عبداللہ بن جعفر سے بچپن ہی میں بیعت لے لی تھی حالانکہ آپ بچوں سے بیعت نہیں لیتے تھے۔

Marfat.com

جب معاویہ فوت ہو گئے تو حسین بن علی عراق کی طرف جانے لگے تو یہ بات عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بتائی گئی، آپ حسین کو تین موقعوں پر ملے اور انہیں اس سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ پوچھا کہاں جا رہے ہو، حسین رضی اللہ عنہ فرمانے لگے عراق اور عراقیوں کے خطوط اور ان کے بیعت نامے ان کو نکال کر دکھائے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں قسم دی اور انہیں رکنے کے لیے کہا اور کہا میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو اس سے پہلے میں نے بیان نہیں کی۔ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو دنیا و آخرت میں سے ایک کا اختیار دیا اور آپ نے آخرت کو چنا اور آپ بھی اسی خاندان کا حصہ ہو، واللہ! اہل بیت میں سے کوئی اس طرف آیا ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھلائی عطا فرمائی ہے۔ نہ جاؤ تم اہل عراق کے دھوکے کے بارہ میں جانتے ہو تمہارے باپ کے ساتھ وہ کیا کر چکے ہیں۔'' حسین رضی اللہ عنہ نے پھر بھی انکار کیا تو عبداللہ گلے ملے اور دعا دی ''میں اللہ کے حوالے کرتا ہوں تجھے قتل سے۔'' [1]

محمد الضحاک بن عثمان الخزاعی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''حسین یزید کی خلافت کو ناپسند کرتے ہوئے کوفہ کی طرف چلے تو یزید نے عبیداللہ بن زیاد والی عراق کو خط لکھا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ حسین کوفہ آ رہے ہیں ان کے آنے سے زمانہ میں اور شہروں میں آزمائش پیدا ہو جائے گی، لہٰذا اسے روکو تو عبیداللہ نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور آپ کے سر اقدس اور ساز و سامان کو یزید کے پاس بھیج دیا جب سر یزید کے سامنے رکھا گیا تو حصین بن الحام الحدی کے اس قول سے مثال بیان کی گئی۔

یغلقن هاما من رجال أعزة
علینا و هم کانوا أعق ظلماً

---

[1] العقد الفرید لاقدلسی ۵/ ۱۳۳ .

Marfat.com

''گردن تن سے جدا کر دی گئی بڑے عزت دار لوگوں کی ہم پر ہے اور وہ زیادہ نافرمان اور ظالم تھے۔''

آپ جمعہ کے دن عاشوراء کے روز ۶۱ھ میں کربلا میں طف کے مقام پر شہید کیے گئے۔ آپ کی پیدائش ۶ شوال ۴ھ کو ہوئی۔ ۵۶ سال کی عمر میں آپ کو شہید کیا گیا۔ سنان بن انس نے آپ کو قتل کیا اور خولہ بن یزید الاصحی نے سر تن سے جدا کیا اور وہ عبیداللہ کے پاس لایا اور یہ کہہ رہا تھا:

أوقرز کابی فضة و ذهبا
أنا قتلت الملك الحجیا
خیر العباد أما أبا

''میں اپنی رکاب کو سونے چاندی سے بھروں گا۔ میں نے بڑے معزز بادشاہ کو قتل کیا۔ جو ماں اور باپ کے لحاظ سے بہترین ہے لوگوں میں۔''

تو عبیداللہ بن زیاد کہنے لگا:

((اذا کان خیر الناس أما و أباً فلما قتلته؟ قدموه فاضربوا عنقه فضربت عنقه.))

''جب یہ ماں باپ کے لحاظ سے بہترین آدمی تھا تو نے اسے قتل کیوں کیا؟ پکڑو اسے اس کی گردن اڑا دو تو اس کی بھی گردن اڑا دی گئی۔''

سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل میں بہت ساری احادیث آتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا:

((اللّٰهم انی أحبه فأحبه و أحب من یحبه۔ قال وضمه الی

Marfat.com

صدره.))

''اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جس سے یہ محبت کرتا ہے میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں اور پھر سینے سے لگا لیا۔'' (ابن ماجہ)

نیز ایک اور انہی سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من أحب الحسن و الحسين فقد أحبني و من أبغضهم فقد أبغضني.))

''جو حسن و حسین سے محبت کرے تو گویا اس نے مجھ سے محبت کی اور جو ان سے بغض رکھے تو اس نے مجھ سے بغض کیا۔'' [1]

اور آپ نے علی فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے لیے فرمایا تھا:

((أنا سلم لمن سالمتم وحرب لمن حاربتم.))

''جس سے تم خوش میں بھی خوش جس سے تم لڑو گے میں بھی اس سے لڑوں گا۔'' (ابن ماجہ)

ابن ابی نعیم فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا ان سے سوال کیا گیا تھا۔ کسی عراقی نے سوال کیا تھا کہ کیا محرم مکھی مار سکتا ہے تو آپ نے جواب دیا:

((أهل العراق يسألون عن الذباب و قد قتلوا ابن ابنة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وقال النبیؐ: هما ريحانتاى من الدنيا.)) [2]

''اہل عراق مکھی کے بارہ میں پوچھتے ہیں۔ انہوں نے نواسہ رسول اللہ کو

[1] رواه ابن ماجه اسناد صحيح. [2] رواه البخاری باب مناقب حسن والحسين

Marfat.com

شہید کر دیا اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین کے بارہ میں فرمایا تھا یہ دونوں میرے دنیا کے پھولوں میں سے ہیں۔''

سیّدنا رضی اللہ عنہ انس فرماتے ہیں کہ:

((لم یکن أحد أشبه بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم من الحسن ابن علی .))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے مشابہ حسن بن علی تھے۔ [1]

---

[1] رواه البخاری باب مناقب حسن والحسین.

Marfat.com

(۲۴)

سیّدنا ابو سفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ

"اہل جنت کے جوانوں کے سردار"

نبی کریم ﷺ کے چچا حمزہ جو کہ شہید ہو گئے تھے ابو سفیان سے آپ ﷺ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ اس کی جگہ ثابت ہوں گے۔ (فرمان محمدی ﷺ)

اے ابو سفیان! تو جنت میں نوجوانوں کا سردار ہے۔

(بشارت نبوی ﷺ)

Marfat.com

Marfat.com

نسب:

ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی القرشی الہاشمی رسول اللہ ﷺ کے چچازاد تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو راستے میں ابوسفیان بن الحارث اور عبداللہ بن ابی امیہ ابواء کے مقام پر ملے۔ ان میں سے ایک چچا زاد اور دوسرا پھوپھی زاد تھا، آپ ﷺ نے ان سے اعراض کیا کیوں کہ یہ آپ کو سخت ایذا دیتے تھے اور آپ کی ہجو کرتے تھے اس قدر کہ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں لوگوں میں آپ کے چچا زاد اور پھوپھی زاد آپ پر بہت سخت ہیں۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان بن الحارث کو کہا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے جاؤ اور جا کر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی یہ بات آپ کے سامنے کہو:

﴿قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾﴾

(یوسف: ۹۱)

"واللہ! اللہ نے آپ کو ہمارے اوپر فوقیت دی ہے ہم ہی خطا کار تھے۔"

کیونکہ آپ کو بہترین بات کے ذریعے ہی راضی کیا جا سکتا ہے۔ ابوسفیان نے اسی طرح کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾﴾ (یوسف: ۹۲)

"آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف فرمائے، وہی بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔"

تو ابوسفیان نے چند اشعار پڑھے جن میں سے کچھ یہ ہیں:

لعمرك انی حين أحمل راية　　لتغلب خيل اللات خيل محمد

Marfat.com

لكا لمدلج الحيران أظلم ليله فهذا أو انى حين أهدى فاهتدى
هدانى هاد غير نفسى و دلنى على الله من طردت كل مطرد

''تیری عمر کی قسم! جس وقت میں جھنڈا اٹھاتا تھا۔ تولات کا لشکر محمد کے لشکر پر غالب آجاتا تھا۔ جس طرح حیران آدمی رات کے گھپ اندھیرے میں داخل ہوتا ہے۔ یہی میرا وقت جب مجھے ہدایت دی گئی تو میں نے ہدایت کو پالیا۔ مجھے ہدایت دی ہدایت دینے والے نے میرے نفس نے نہیں۔ میری راہنمائی کی اللہ پر جس کو میں نے ہی نکالا تھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: تو نے مجھے نکالا تھا۔ ❶

اس کے بعد یہ بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ اسلام لانے کے بعد کبھی آپ کی طرف سر نہیں اٹھایا۔ آپ ان سے محبت کرتے تھے اور ان کے لیے جنت کی خوشخبری دی تھی اور فرمایا تھا: ((أرجو أن يكون خلفا من حمزة.)) ''مجھے امید ہے کہ ابوسفیان حمزہ کا ثابت ہوا۔''

ہشام بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أبو سفيان بن الحارث سيد فتيان أهل الجنة.)) ❷

''ابوسفیان جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔''

ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ غزوہ حنین میں ان صحابہ میں سے تھے جو ثابت قدم رہے تھے ❸ اور یہ اہل بیت سے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمانے لگے: ''مجھ پر نہ روؤ اللہ کی قسم جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے کبھی کوئی غلط بات زبان سے نہیں نکالی۔''

---

❶ اخرجه الحاكم ۳/ ۴۳، ۴۴ من حديث ابن عباس وسنده جيد. ❷ اخرجه ابو احمد الحاكم فيما ذكره الحافظ فى (الاصابة) ۵۳۷ من حديث حماد بن سلمة. ❸ سيرة ابن هشام ۴/ ۸۶ زاد المعاد ۳/ ۴۶۸ صحيح البخارى باب الجهاد۔

Marfat.com

۲۵

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ نے جس سے بھی کلام کیا ہے
تو پردے کے پیچھے سے مگر تیرے
والد سے آمنے سامنے کلام کیا ہے

❀ اللہ نے آج تک جس سے بھی ملاقات کی تو درمیان میں پردہ حائل رہا لیکن جب عبداللہ سے کلام کیا تو تمام پردوں کو ہٹا کر آمنے سامنے بات کی۔ (اعزاز نبوی)

❀ سیّدنا عبداللہ ہی وہ بزرگ ہستی ہیں جن کی شہادت کو خواب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا۔

(مؤرخین)

Marfat.com

Marfat.com

نسب نامہ:

عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام الانصاری، جابر بن عبداللہ کے والد محترم ان بارہ نصیبوں میں سے ہیں جن کو بیعت عقبہ ثانیہ کے وقت نامزد کیا گیا تھا۔ بارہ نقیب نو خزرج سے اور تین اوس سے تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور اُحد میں شہید ہوئے۔ غزوۂ اُحد سے قبل عبداللہ بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے:

''میں نے خواب میں مبشر بن عبداللہ بن منذر کو دیکھا وہ مجھے کہہ رہے تھے: ''چند دنوں تک آپ ہمارے پاس آ رہے ہو۔''

میں نے پوچھا: آپ کہاں ہو؟ جواب دیا: جنت میں آزادی سے گھوم پھر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا تم بدر میں قتل نہیں کر دیے گئے تھے؟ جواب دیا: ہاں! پھر مجھے زندہ کر دیا گیا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ابو جابر یہ شہادت ہے۔

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اُحد میں میرے والد شہید ہو گئے تو میں رو رہا تھا اور اپنے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا تھا تو اصحاب النبی مجھے روکنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں روکا اور فرمایا: نہ روؤ۔ ہمیشہ فرشتے تیرے والد پر سایہ کرتے رہے اپنے پروں سے حتیٰ کہ ان کی میت کو اٹھایا گیا۔ [1]

ابن اسحاق عبداللہ بن محمد عقیل سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ألا أبشرك يا جابر؟ قلت: بلى يانبى الله، قال: ان أباك حيث أصيب بأحد أحياه الله عزوجل، ثم قال له: (ما

---

[1] رواه البخاري باب غزوة احد.

Marfat.com

تحب یا عبداللہ بن عمرو أن أفعل بك؟) قال: أی رب، أحب أن تردنی الی الدنیا فأقاتل فیك فأقتل مرة أخری.)) ❶

''اے جابر کیا تمہیں خوشخبری نہ دوں۔ میں نے کہا: کیوں نہیں یا نبی اللہ! فرمایا: جب تیرے والد اُحد میں شہید کیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمایا اور پوچھا: ''اے عبداللہ بن عمرو! تجھے کیا پسند ہے کہ جو میں تیرے ساتھ کروں؟ جواب دیا: اے میرے رب مجھے یہ پسند ہے کہ مجھے دنیا میں دوبارہ بھیج دے میں تیری راہ میں لڑتا ہوا ایک مرتبہ پھر شہید ہو جاؤں۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لما أصیب اخوانکم یوم أحد جعل اللہ أرواحهم فی أجواف طیر خضر ترد أنهار الجنة و تأکل من ثمارها، وتأوی الی قنادیل من ذهب فی ظل العرش فلما وجدوا طیب مأکلهم و مشربهم و حسن منقلبهم قالوا: (یالیت اخواننا یعلمون ما صنع اللہ بنا لئلا یزهدوا فی الجهاد ولا ینکلوا عن الحرب۔ فقال اللہ عزوجل: أنا أبلغهم عنکم فأنزل اللہ هذه لآیات: ﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ﴾ وما بعدها.))

''جب تمہارے بھائی اُحد کے دن شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں میں کر دیا جو جنت کی نہروں پر جاتے پھل کھاتے اور عرش کے سائے میں سونے کی قندیلوں پر بیٹھتے جب وہ اچھا کھانا، پینا اور

❶ سیرة ابن هشام ۳/ ۸۵.

Marfat.com

اچھا انجام دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں: ''کاش کہ ہمارے بھائی ہمارا حال جان لیں اور وہ بھی جہاد میں مشغول ہوں اور جنگ سے نہ بھاگیں'' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری یہ بات ان تک پہنچا دیتا ہوں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔''

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ١٦٩﴾ (آل عمران: ۱۶۹)

''جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیے گئے انہیں تم مردہ تصور نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔'' [1]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((نظر الی رسول الله ﷺ ذات یوم فقال: یا جابر مالی أراك مهتما؟ قلت: (یارسول الله استشهد أبی و ترك دینا علیه) قال: فقال (ألا أخبرك ماكلم الله أحداً قط الا من وراء حجاب وانه كلم أباك كفاحاً۔ قال علی: الكفاح المواجهة۔ قال: (سلنی أعطك) قال: (أسألك أن أرد الی الدنیا فأقتل فیك ثانیة) فقال الرب عزوجل: انه سبق منی القوم أنهم الیها لایرجعون.)) [2]

''ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے غمگین دیکھ کر پوچھا کیا ہوا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے والد شہید ہو گئے اور ان پر قرض تھا تو آپ ﷺ

---

[1] اخرجه احمد فی مسنده.

[2] آخرجه ابن مردویه و رواه البیهقی فی دلائل النبوة.

Marfat.com

نے فرمایا: کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ نے آج تک جس سے بھی کلام کیا تو پردے کے پیچھے سے کیا۔ لیکن تیرے جب تیرے والد سے کلام کیا تو آمنے سامنے کیا اور فرمایا مانگ میں تجھے عطا کروں گا ''تو تیرے والد نے سوال کیا: ''مجھے دنیا میں لوٹا دیا جائے اور دوسری مرتبہ شہید ہو جاؤں تو اللہ رب العالمین نے جواب دیا: ''یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تو طے ہو چکا کہ ایک بار جو دنیا سے آ گیا اسے واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔''

Marfat.com

فصل: مجہول نام والے صحابہ کے بارہ میں

’’میں نے دو فرشتوں کو دیکھا جو اس کے منہ میں جنت کے پھل ڈال رہے تھے‘‘

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ مدینہ سے نکلے تو ایک سوار ہماری طرف آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: ’’لگتا ہے یہ سوار تمہارا ارادہ کرتا ہے‘‘ جب وہ ہمارے پاس آ گیا تو سلام کیا ہم نے بھی جواب دیا تو آپ نے پوچھا: ’’کہاں سے آئے ہو؟ جواب دیا اپنے بیوی بچوں اور خاندان سے۔ پوچھا کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: تم مل چکے تو وہ شخص کہنے لگا یارسول اللہ! مجھے ایمان سکھایئے۔ فرمایا: کلمہ شہادت کی گواہی دینا۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، حج کرنا، ایمان ہے، تو وہ کہنے لگا: میں نے اس کا اقرار کیا۔ اس شخص کا اونٹ بدک پڑا اور اس نے اس کا ہاتھ تو اپنے جبڑے میں پکڑا اور اسے نیچے گرا دیا وہ آدمی سر کے بل گرا اور مر گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ تو عمار بن یاسر اور حذیفہ بن یمان گئے اور اسے اٹھا کر بٹھایا تو کہنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فوت ہو چکا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے منہ پھیر لیا۔

((أما رأيتما اعراضی عن الرجل، فانی رأيت ملكان يدسان فی فيه من ثمار الجنة فعلمت أنه مات جائعا۔ ثم قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: هذا من الذين قال الله عزوجل فيهم ﴿الَّذِينَ اٰمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾﴾ الآية، ثم قال: (دونكم أخاكم)

Marfat.com

فاحتملناه الى الماء فغسلناه و حنطناه كفناه وحملناه الى القبر فجاء رسول الله ﷺ حتى جلس على شفير القبر فقال: (ألحدوا ولا تشقوا فان اللحد لنا والشق لغيرنا) و فى بعض الروايات: (هذا ممن عمل قليلاً و أجر كثيراً .))[1]

''پھر پوچھا میں نے اس آدمی سے منہ کیوں پھیرا؟ وہ اس لیے کہ میں نے دیکھا کہ دو فرشتے اس کے منہ میں جنت کے پھل ڈال رہے ہیں تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ بھوک کی حالت میں فوت ہوا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ان ہی لوگوں کے بارہ میں تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۸۲﴾

جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا۔ فرماتے ہیں: پھر ہم نے اسے اٹھایا غسل دیا خوشبو لگائی کفن پہنایا اور قبر کے پاس لے آئے تو رسول اللہ ﷺ آئے اور قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور فرمایا: لحد بناؤ شق نہ بناؤ۔ لحد ہمارے لیے ہے اور شق ہمارے غیر کے لیے ہے اور بعض روایات میں ہے: ''یہ ان لوگوں میں سے ہے کہ جس نے عمل کم کیا لیکن اجر بہت زیادہ پایا۔''

[1] آخرجه احمد ٤/ ٣٥٩ .

''اپنے بچے کی موت پر صبر کرنے والا''

''تو بھی ان شاء اللہ اسی طرح ہے''

خطیب ابو الفضل عبداللہ بن احمد اپنی سند سے ابوداؤد الطیالسی سے وہ شعبہ سے اور وہ معاویہ بن قرہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بچہ بھی تھا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو آپ نے پوچھا کیا تم اس سے محبت کرتے ہو۔ جواب دیا، جی ہاں: بہت زیادہ محبت۔ پھر وہ بچہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لگتا ہے تم غمگین ہو، کہنے لگا ''جی ہاں'' فرمایا: اللہ تجھے جنت میں داخل کرے گا۔ تیرے لیے کتنی خوشی کی بات ہو گی کہ جب وہ بچہ تیرے لیے جنت کے دروازے کو کھلوائے گا کیا تو یہ چاہتا ہے؟ جواب دیا۔ کیوں نہیں۔ فرمایا: پھر تو ان شاء اللہ ایسا ہی ہے۔''

شعبہ نے یہ معاویہ سے بیان کیا اور انہوں نے اپنے باپ سے خالد بن میسرہ اور زیاد بن الجصاص نے ان کی موافقت کی۔ [1]

[1] اخرجه ابن منده و مسند احمد ٣/ ٤٣٦

Marfat.com

رجل صدق فصدقہ

”اگر تو اللہ پر سچ کہہ رہا ہے تو وہ اسے ضرور سچا کرے گا“

بیہقی میں شداد بن الهاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، دیہاتوں میں سے ایک آدمی آیا ایمان قبول کیا اور آپ کی اتباع کی اور کہا: میں بھی آپ کے ساتھ کوچ کریں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کے بارہ میں وصیت کی۔ جب خیبر کی غنیمت تقسیم ہوئی تو آپ نے اس کا بھی حصہ نکالا۔ جب یہ صحابی آئے تو صحابہ نے آپ کا حصہ دے دیا وہ پوچھنے لگا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ آپ کا مال غنیمت سے حصہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا تو وہ کہنے لگا: میں نے اس پر تو بیعت نہیں کی تھی۔ میں نے تو نے اس پر بیعت کی تھی کہ مجھے یہاں حلق میں تیر لگے میں شہید ہو جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔ فرمایا: اگر تو واقعی اللہ پر سچ کہہ رہا ہے تو اللہ تجھ پر اسے صادق کرے گا۔ پھر دشمن سے قتال میں چلے گئے تو اسے وہیں تیر لگا جہاں اس نے کہا تھا تو اسے آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے پوچھا کیا یہ وہی ہے؟ جواب ملا۔ جی ہاں تو آپ نے فرمایا: اس نے اللہ کی تصدیق کی۔ اللہ نے اس کو سچا کر دیا، پھر اس کو آپ نے کفن پہنایا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی اور آپ نے یہ دعا ظاہراً پڑھی:

((اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيْلِكَ قَتَلَ شَهِيْدًا وَأَنَا عَلَيْهِ شَهِيْدٌ.)) ❶

”اے اللہ یہ تیرا بندہ تیری راہ میں نکلا اور شہید ہو گیا۔ اے اللہ! میں اس پر

---

❶ رواہ النسائی واخرجه الحاكم ۳/ ۹۵

Marfat.com

گواہ ہوں۔“

یہ شخص اپنے جہاد میں مخلص تھا اور اس نے اپنی بات کو سچ ثابت کر دیا۔ اللہ پر جو وعدہ کیا تھا اسے سچا کر دیا اور اللہ نے بھی اس کو شہادت سے نواز دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتے ہیں جو خالصتاً اس کی رضا کے لیے کیے جائیں۔ ابوداؤد اور نسائی میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا:

((أرأيت رجلا غزا يلتمس الأجر والذكر ماله۔ فقال رسول الله ﷺ (لا شيء له) فأعادها ثلاث مرات يقول: (لا شيء له) ثم قال: (ان الله لا يقبل من العمل الا ما كان خالصاً وابتغى به وجهه .))

”آپ کا اس شخص کے بارہ میں کیا خیال ہے جو صرف آخرت اور لوگوں میں شہرت حاصل کرنے کے لیے لڑتا ہے۔ فرمایا: اس کے لیے کچھ بھی نہیں آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا۔ اس کے لیے کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ اللہ کے ہاں وہی عمل قابل قبول ہے جو خالص اسی کی رضا کے لیے کیا جائے۔“

Marfat.com

''اگر تو اس سے محبت کرتا ہے تو یہ تجھے جنت میں داخل کروا دے گی''

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن پاک کی کچھ سورتوں اور آیات کی بڑی فضیلت ہے۔ ویسے تو مکمل قرآن فضیلت کا حامل ہے لیکن چند آیات و سورتوں کی کچھ زیادہ ہی فضیلت ہے۔ کتب احادیث میں ایسے بہت سے ابواب ہیں کہ جو مخصوص سورتوں اور احادیث کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں اور انہی سورتوں میں سے ایک سورۂ اخلاص بھی ہے جو اس شخص کے جنت میں داخلے کا سبب بنی۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((یارسول اللہ ﷺ انی أحب هذه السورة قل هو الله أحد قال: ان حبها أدخلك الجنة .))

''ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ میں سورۂ اخلاص سے محبت کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا: ''اگر واقعی تو اس سے محبت کرتا ہے تو یہ تجھے جنت میں داخل کروائے گی۔''

سیّدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''قل هو الله احد'' واللہ یہ ثلث القرآن کے برابر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے، آپ نے صحابہ کو فرمایا: ''کیا کوئی ایک رات میں تہائی قرآن پڑھنے سے قاصر ہے تو یہ بات صحابہ پر بڑی گراں گزری اور کہنے لگے: ''کون اس کی طاقت رکھتا ہے یا رسول

Marfat.com

اللہ؟ فرمایا: قل ھو اللہ احد یہ ثلث القرآن ہے۔"[1]

ابو سعید رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک شخص کو سنا کہ وہ قل ھو اللہ احد بار بار پڑھ رہا ہے تو صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو اس کی اطلاع دی اس حال میں کہ وہ اسے تھوڑا عمل تصور کر رہا تھا، آپ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔"[2]

((مَنْ سَرَّهُ أن يَّنْظُرَ إلىٰ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إلىٰ هٰذا.))

"جسے یہ خوش لگے کہ وہ اہل جنت کی طرف دیکھے تو چاہے کہ وہ اسے دیکھ لے۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور فرمایا: "یارسول اللہ! مجھے ایسے عمل کے بارہ میں بتائیں کہ جب میں وہ کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔" آپ نے فرمایا:

((تعبد الله لا تشرك به شيئا، وتقيم الصلاة، وتوتى الزكاة المفروضة، وتصوم رمضان۔ قال: (والذى نفسى بيده لاأزيد على هذا) فلما ولى قال النبى: من سره أن ينظر الى رجل من أهل الجنة فلينظر الى هذا.)) (متفق عليه)

"اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر جو تجھ پر فرض کی گئی ہے اور رمضان کے روزے رکھ تو وہ شخص کہنے لگا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس عمل پر میں کچھ بھی زیادہ نہیں کروں گا (یعنی ان باتوں پر عمل کروں گا) تو جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا: جو یہ چاہتا ہو کہ میں جنتی آدمی کو دیکھوں تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔"

---

[1] صحيح بخارى، جامع الترمذى. [2] رواه البخارى.

Marfat.com

الحارس فی سبیل اللہ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے''

طبرانی میں ابو عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے تو بتایا گیا کہ ایک آدمی فوت ہو گیا ہے۔ فرمایا: کیا کسی نے اس کو کوئی اچھا کام کرتے دیکھا تھا؟ تو ایک آدمی کہنے لگا: جی ہاں! ایک رات میں نے اس کے ساتھ فی سبیل اللہ پہرہ دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کھڑے ہوئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ جب اسے قبر میں داخل کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مٹی ڈالی اور فرمایا: ''تیرے ساتھی گمان کرتے ہیں کہ تو جہنمی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''لوگوں کے اعمال کے بارہ میں نہ پوچھا کرو، ان کی فطرت کو دیکھا کرو۔''

ابن عساکر نے ابن عطیہ سے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عائذ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ نکلے۔ جب وہ جنازہ رکھا گیا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ یہ فاجر آدمی تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف مائل ہوئے اور فرمایا: کیا کسی نے اسے بھلائی کا کام کرتے دیکھا ہے۔'' اس کے بعد اوپر والی مکمل روایت بیان کی۔

یعنی پتہ چلا کہ اللہ کی راہ میں ایک رات پہرہ دینا جنت میں داخلے کا سبب بن جاتا ہے۔ اسلام کی کیا عظمت ہے اور اللہ کو راضی کرنے کے کتنے راستے ہیں۔

Marfat.com

(۲۶)

النساء المبشرات بالجنة

السیّدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

❀ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کے سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جننے کا سہرہ بندھا۔ (مؤرخ)

❀ آپ صدقہ کرنے میں تمام عورتوں سے زیادہ تھیں جس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی وفات کے بعد بھی ذکر کرتے اور آپ کی سہیلیوں کے گھر تحائف بھیجتے۔ (قول صحابہ)

Marfat.com

Marfat.com

آپ چار افضل ترین جنتی عورتوں میں سے ایک ہیں۔ آپ اُمّ المومنین زوجہ محترمہ رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمانوں کے اجماع کے مطابق سب سے پہلے ایمان لانے والی ہیں۔ آپ سے قبل نہ تو کوئی مرد مسلمان ہوا تھا نہ ہی کوئی عورت۔ [1]

آپ خدیجہ بنت خویلد بن اُسد بن عبدالعزی قصی القرشیہ الاسدیہ ہیں۔ زبیر فرماتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام طاہرہ تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت زائد بن الاضم جن کا نام جندب بن رواح بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے قبل خدیجہ ابو ہالہ بن زرارہ بن نباش بن عدی بن حبیب بن صرد کے نکاح میں تھیں۔ ابو ہالہ کے بعد آپ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی کے نکاح میں آئیں اور ان کے بعد آپ ﷺ کی زوجیت میں آئیں۔

پہلے دو خاوندوں سے ہند بنت ابی ہالہ، ہالہ بنت ابی ہالہ ہند بنت عتیق اور ہند ا اور ہالہ ابنا ابی ہالہ پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نبوت ملنے سے پہلے آپ سے شادی کی تھی۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۵ برس یا ۲۱ برس تھی۔

عمرو بن اسد نے آپ کا خدیجہ سے رشتہ کروایا جب آپ نے منگی کا پیغام بھیجا تو خدیجہ کے چچا کہنے لگے: ”محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے خدیجہ کے لیے منگنی کا پیغام بھیجا ہے اور آپ ابھی کنوارے تھے۔ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت ۴۰ برس تھی اور آپ کی زوجیت میں ۱۴ برس رہیں اور سبب نکاح یہ تھا کہ یہ ایک تاجرہ عورت تھیں۔

---

[1] اسد الغابة فی معرفه الصحابة للأثیر الجزری.

Marfat.com

مقام و مرتبے صاحب مال تھیں اور مضاربت پر تجارت کرتی ہیں۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کے صدق و امانت کا پتہ چلا تو آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ میرا مال لے کر تجارت کریں شام جائیں۔ آپ کو دوسروں سے منافع زیادہ دیا جائے گا اور آپ کے ساتھ میرا ایک غلام میسرہ بھی جائے گا، تو آپ ﷺ نے اس آفر کو قبول کر لیا۔ آپ مال لے کر شام کی طرف چلے گئے۔ آپ کے ساتھ ان کا غلام میسرہ بھی تھا، آپ شام آئے اور ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔ ایک راہب نے آپ کو دیکھ کر میسرہ کو کہا کہ اس درخت کے نیچے کوئی نبی ہی بیٹھ سکتا ہے۔

پھر آپ نے اپنا سامان بیچا اور جو خریدنا تھا خریدا اور واپس آ گئے جب وہ سامان خدیجہ نے بیچا جو آپ لے کر آئے تو اس سے بڑا منافع ہوا اور ساتھ ہی میسرہ نے راہب کی بات اور آپ کی صدق امانت کے بارے میں خدیجہ کو آگاہ فرمایا تو یہ بڑی عقل مند اور دور اندیش خاتون تھیں تو انہوں نے آپ کی طرف پیغام بھیج دیا کہ آپ کی قربت، شرافت اور امانت اور اچھے اخلاق اور سچائی کی وجہ سے میں آپ میں رغبت رکھتی ہوں۔ آپ قریش کی نسبت کے لحاظ سے اوسط درجے کی خاتون تھیں لیکن شرف اور مال میں بہت بڑی تھیں۔ جب آپ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے اپنے چچاؤں سے یہ بات کی حمزہ بن عبدالمطلب خویلد بن اسد کے پاس پیغام نکاح لائے اور آپ سے ان کا نکاح کر دیا گیا۔

آپ کی تمام اولاد انہی سے نبوت ملنے سے قبل ہی پیدا ہوئی۔ زینب، اُمِّ کلثوم، فاطمہ، رقیہ، قاسم، عبداللہ، قاسم کے نام پر آپ کی کنیت تھی۔ آپ کے تمام بیٹے اسلام سے قبل وفات پا گئے تھے۔ البتہ بیٹیوں نے اسلام کا زمانہ پایا، ہجرت بھی کی اور آپ پر ایمان بھی لائیں۔ علماء کا آپ کی اولاد کے بارہ میں اختلاف ہے۔

Marfat.com

قتادہ کہتے ہیں کہ خدیجہ سے آپ کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ قاسم کے نام پر آپ کی کنیت تھی اور یہ چند سال زندہ رہے یہاں تک کہ اپنے پاؤں پر چلنے لگے اور عبداللہ بہت چھوٹے فوت ہو گئے تھے۔

زبیر کہتے ہیں آپ کے سب سے بڑے بیٹے القاسم تھے اور آپ کی اولاد میں سے سب سے پہلے یہی فوت ہوئے۔ پھر زینب اور عبداللہ پیدا ہوئے اور عبداللہ بھی مکہ میں فوت ہوئے۔ کلبی کہتے ہیں زینب اور قاسم پھر اُمّ کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ اور پھر عبداللہ پیدا ہوئے۔ عبداللہ ہی کو الطیب الطاہر کہا جاتا تھا اور یہی راجح بات لگتی ہے اور کلبی کہتے ہیں۔ عبداللہ دور اسلام میں پیدا ہوئے اور باقی تمام اولاد اسلام سے قبل ہی پیدا ہوئی تھی۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وحی کی سب سے پہلے ابتدا نیک خوابوں کی صورت میں ہوئی، آپ رات کو جو بھی خواب دیکھتے صبح وہ بالکل واضح آپ کے سامنے آجاتا۔ پھر لمبی حدیث بیان کی۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے اور آپ کا دل گھبرا رہا تھا۔ خدیجہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: مجھے کپڑا اڑھاؤ، انہوں نے آپ پر کپڑا ڈال دیا۔ جب آپ کا خوف دور ہو گیا تو آپ نے خدیجہ کو سارا واقعہ سنایا اور کہنے لگے: ''مجھے اپنے بارے میں ڈر لگتا ہے۔'' تو خدیجہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں:

> ((كلا والله لايخزيك الله أبداً انك لتصل الرحم و تحمل الكل و تكسب المعدوم و تقرى الضيف و تعين على نوائب الحق .)) [1]

---

[1] رواه البخاري في بدء الوحي.

Marfat.com

''ہر گز نہیں، اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔
لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، غریبوں کے کام آتے ہیں، مہمان کی عزت
کرتے ہیں اور حق بات کی آپ مدد کرتے ہیں۔''

پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ یہ نصرانی تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھتے تھے خدیجہ کہنے لگیں: اے چچا کے بیٹے! اپنے بھائی کے بیٹے سے سنو تو! ورقہ کہنے لگے: کیا دیکھا؟ رسول اللہ ﷺ نے سارا واقعہ سنا دیا تو ورقہ کہنے لگے: کاش کہ اس وقت میں جوان ہوتا جب تیری قوم تجھے یہاں سے نکال دے گی۔''

سیّدہ خدیجہ وہ پہلی خاتون ہیں کہ جو سب سے پہلے آپ پر اور جو آپ لے کر آتے تھے اس پر ایمان لائی تو آپ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو بڑا حوصلہ ملا جب بھی آپ کچھ ناامید ہوتے تو سیّدہ خدیجہ آپ کا حوصلہ بڑھاتیں، اس لیے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے آپ کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ نے چار خط کھینچے اور پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہیں؟ جواب ملا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا:

((أفضل نساء أهل الجنة خديجة بنت خويلد، و فاطمة بنت محمد، و مريم بنت عمران، وآسية بنت مزاحم امرأة فرعون.)) [1]

''اہل جنت کی عورتوں میں سے سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنی غیرت مجھے آپ کی بیویوں میں سے خدیجہ پر

[1] مسند احمد ۱/ ۳۱٦، ۲۹۳، ۳۲۲

Marfat.com

آتی تھی کسی پر نہیں تھی۔ میری شادی سے قبل وہ فوت ہو چکیں تھیں لیکن ان کا تذکرہ آج بھی میں سنتی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے ان کو خوشخبری دلائی تھی کہ ان کے لیے سونے چاندی کا محل ہے اور آپ جب بھی بکری ذبح کرتے تو خدیجہ کی سہیلیوں کو ضرور بھیجتے تھے۔ ❶ عبداللہ بن جعفر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: آسمان وزمین میں سب سے بہتر خواتین خدیجہ بنت خویلد اور مریم بنت عمران ہیں۔ ❷

یحییٰ اسماعیل سے روایت کرتے ہیں میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کو کوئی خوشخبری دی تھی۔ فرمایا:

((نَعَمْ، بَيْتٌ مِنْ قَصَبٍ لا صَخَبَ فِيْهِ وَلا نَصَبَ.))

''ہاں ایسے گھر کی کہ جو سونے چاندی کا ہے اور جس میں نہ شور ہے اور نہ تھکاوٹ ہے۔'' (بخاری)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ اس وقت تک گھر سے نہیں سے نکلتے تھے یہاں تک کہ خدیجہ کو اچھے لفظوں میں یاد نہ کر لیتے۔ ایک دن آپ نے ذکر کیا تو مجھے غیرت آ گئی اور میں نے کہہ دیا'' وہ تو بوڑھی تھی اللہ نے اس سے بہتر عطا کر دی ہیں'' تو آپ سخت غصہ ہو گئے اور غصے سے آپ کے سامنے کے بال ہلنے لگے۔ پھر فرمایا:

((لا واللہ ما أبدلنی اللہ خیراً منها أمنت بی اذا کفر الناس، و صدقتنی و کذبنی الناس، وواستنی فی مالها اذا حرمتی الناس، ورزقنی اللہ منها أولادا اذ حرمنی أولاد النساء.))

---

❶ رواہ البخاری باب فضائل السید، خدیجہ رضی اللہ عنہا

❷ مسلم باب فضائل السیدة خدیجه

Marfat.com

''نہیں اس سے بہتر مجھے کوئی نہیں ملا جب لوگوں نے میرا انکار کیا مجھے جھٹلایا تو وہ مجھ پر ایمان لائی اور میری تصدیق کی اور جب لوگوں نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا تو اپنے مال سے میری مدد کی، جب کہ میری کسی بیوی سے اولاد نہیں ہوئی اللہ نے خدیجہ سے مجھے اولاد سے نوازا۔''

سیّدہ خدیجہ اور ابو طالب ایک ہی سال میں فوت ہوئے۔ آپ کی موت سے آپ پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ ہجرت سے تین برس قبل آپ فوت ہوئیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نماز کے فرض ہونے سے پہلے آپ فوت ہوگئیں تھیں۔ رمضان کا مہینہ تھا اور حجون کے مقام پر مدفون ہوئیں۔ وقت وفات آپ کی عمر ۶۵ برس تھی۔

Marfat.com

۲۷

سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

❁ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اس سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا۔ (فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

❁ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ (فرمان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

Marfat.com

آپ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ جہانوں کی عورتوں کی سردار اہل جنت عورتوں کی سردار مریم بنت عمران اور آپ کی محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ، اُمّ کلثوم اور آپ رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادیاں تھیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ ان میں سب سے چھوٹی کون تھی۔ ایک قول کے مطابق رقیہ سب سے چھوٹی تھیں لیکن یہ محل نظر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے رقیہ کا ابن ابی لہب کے ساتھ نکاح کر دیا تھا تو اس نے قبل از دخول اپنے باپ کے کہنے پر طلاق دے دی تھی۔ پھر عثمان بن عفان سے ان کی شادی ہوئی اور انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بڑی کو چھوڑ کر پہلے چھوٹی کا نکاح کر دیا جائے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ام ابیہا تھی اور لوگوں میں آپ کو سب سے محبوب تھیں۔ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام نکاح بھیجا لیکن آپ نے انکار فرما دیا تو عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تیرے لیے ہے تو علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میرے پاس تو اس زرع کے علاوہ کچھ بھی نہیں، اسی کو میں گروی رکھوا دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی علی رضی اللہ عنہ سے کر دی فاطمہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں۔ رسول اللہ ﷺ آئے اور پوچھا فاطمہ کیوں رو رہی ہو۔ واللہ! میں نے تیرا نکاح ایک ایسے شخص سے کیا ہے جو ان میں سب زیادہ علم والا افضل وحلم والا ہے اور اسلام کے لحاظ سے ان سے مقدم ہے۔ [1] اُمّ المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے گھر میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ﴿۳۳﴾﴾ (الاحزاب: ۳۳)

---

[1] المستدرك للحاكم مناقب اهل البيت .

Marfat.com

''اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کر دے۔ اے گھر والوں اور تمہیں پاک کر دے پاک کرنا۔'' ❶

پھر اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ حسن حسین اور علی کو بلایا اور فرمایا: یہ میرے اہل میں ہیں۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں بھی اہل بیت ہوں؟ تو فرمایا کیوں نہیں ان شاء اللہ۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كان يمر ببيت فاطمة ستة أشهر اذا خرج لصلاة الفجر يقول: (الصلاة يا أهل بيت محمد) انما يريد ليذهب عنكم الرجس أهل البيت و يطهركم تطهيراً.)) ❷

''چھ ماہ تک فاطمہ کے گھر کے پاس سے گزرتے جب فجر کی نماز کا وقت ہوتا تو آپ کہتے: ''اے محمد کے اہل بیت نماز'' اللہ تم سے گندگی کو دور کر کے تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے۔''

جمیع بن عمیر تمیمی سے مروی ہے، فرماتے ہیں میں اپنے چچا کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا میں نے پوچھا:

((فسألت أي الناس كان أحب الى رسول الله ﷺ؟ قالت: (فاطمة)، قيل: (من الرجال) قالت: زوجها ان كان ما علمت صواماً قواماً.))

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ فرمایا: فاطمہ میں نے پوچھا مردوں میں؟ فرمایا: ان کا خاوند اور ان سے زیادہ روزے رکھنے والا اور قیام کرنے والا میں نے نہیں دیکھا۔'' ❸

عبدالرحمٰن الازرق سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ میرے

---

❶ تحفة الاحوذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل فاطمه ٣٩٦٥.

❷ مستدرك الحاكم صحيح على شرط مسلم. ❸ تحفة الاحوذی باب مناقب فاطمة.

Marfat.com

گھر تشریف لائے، میں سویا ہوا تھا تو حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے کچھ پینے کے لیے مانگا، آپ ایک بکری کے پاس گئے جو بہت تھوڑا دودھ دیتی تھی، آپ نے اس کو دوہا اور حسن کو بلا کر دودھ پلایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: یارسول اللہ! شاید آپ ان دونوں میں سے حسن سے زیادہ محبت کرتے ہیں فرمایا: نہیں بلکہ حسن نے پہلے مانگا تھا اس لیے اسے پہلے دیا اور پھر فرمایا:

((انا وایاك و هذين و هذا الراقد فی مكان واحد يوم القيامة .)) ❶

''میں تو اور یہ دونوں اور یہ سویا ہوا قیامت کے دن ایک ہی جگہ میں ہوں گے۔''

زید بن ارقم فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے تم سے لڑائی کی میں اس سے لڑوں گا اور جس نے تم سے صلح کی میں اس سے صلح کروں گا اور یہ آپ نے علی فاطمہ حسن وحسین کے بارہ میں فرمایا۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ مہینے بعد فوت ہوگئیں اور یہی صحیح ترین قول ہے۔

مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فاطمة بضعة منی فمن أبغضها أبغضنی .)) ❷

''فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اس سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ جس مرض میں فوت ہوئے تو فاطمہ کو بلایا اور کچھ سرگوشی کی فاطمہ رو پڑی۔ پھر کچھ سرگوشی کی تو ہنسنے لگیں تو میں نے جب ان سے اس بارہ میں پوچھا تو جواب دیا: ''میں روئی اس وجہ سے تھی کہ آپ نے مجھے بتایا تھا کہ اسی مرض میں میں فوت ہو جاؤں گا اور ہنسی اس وجہ سے تھی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تو مجھے ملے گی اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

((فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ .)) ❸

''فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔''

---

❶ مسند احمد ۱/ ۱۰۱ . ❷ تحفه الاحوذی باب ماجاء فی فضل فاطمة .

❸ رواه البخاری باب مناقب فاطمة .

Marfat.com

آپ کی وفات کے بعد کبھی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہنستے نہیں دیکھا گیا آپ سخت غمگین رہتیں اور آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اہل بیت میں سے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو اسماء بنت عمیس کو بلا کر کہا: ''اے اسماء جو عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ ایک کپڑا لپیٹ دیا جاتا ہے اور پھر وہی اس کا حصہ بن کر رہ جاتا ہے، یعنی جسم سے چمٹ کر جسم کی ساخت نمایاں کرتا ہے۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا تو اسماء کہنے لگیں: ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی! میں تمہیں نہ بتاؤں جو میں نے حبشہ میں دیکھی؟'' چند تر ٹہنیاں منگائیں اور کپڑے کو ان سے دھونی دی اور اسے وہ عورت کے اوپر ڈال دیتے ہیں تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں یہ تو کتنا اچھا اور صاف ستھرا ہے اور جب میں فوت ہو جاؤں تو اور علی مجھے غسل دینا اور کسی کو نہ آنے دینا۔ جب فوت ہو گئیں تو سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا آئیں تو اسماء نے انہیں روک دیا تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شکایت کی کہ دیکھیں یہ خثعمی عورت مجھے بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں جانے دے رہی تو ابوبکر دروازے پر کھڑے ہوئے اور پوچھا اے اسماء تو ازواج النبی کو بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے کیوں روک رہی ہے؟ کیا تو نے ان کے لیے ہودج بنایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے اس کا فاطمہ ہی نے حکم دیا تھا، تو ابوبکر کہنے لگے: جو تمہیں حکم دیا ہے ویسے ہی کرو اور سیّدنا علی اور اسماء نے آپ کو غسل دیا۔ ① سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اور ایک قول کے مطابق سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ۳ رمضان ۱۱ھ کو آپ فوت ہوئیں۔ آپ کی عمر کے بارہ میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ۲۹ سال اور عبداللہ بن حسن بن علی فرماتے ہیں۔ ۳۰ سال اور کلبی کہتے ہیں ۳۵ سال تھی۔ ایک روایت کے مطابق وفات کے بعد آپ خود ہی نہا کر کفن پہن لیا تھا اور منع کر دیا تھا کہ کوئی بھی ان کے جسم کو نہ دیکھے لیکن یہ صحیح نہیں صحیح یہی ہے۔ کہ آپ کو علی اور اسماء بنت عمیس نے غسل دیا تھا۔

① الاستيعاب لابن عبدالبر.

Marfat.com

۲۸

الغمیصاء الانصاریہ رضی اللہ عنہا

میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے کچھ آواز سنی

- نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں بنت ملحان کی آواز سنی۔ (بشارت محمدی ﷺ)
- رمیصاء نے اپنے بیٹے کو انس کو خادم رسول بنایا۔ (مؤرخ)

Marfat.com

Marfat.com

الغمیصاء الانصاریہ اور ایک قول کے مطابق الرمیصاء آپ اُم سلیم بنت ملحان انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ یہ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں اور آپ مشہور راوی حدیث انس بن مالک کی والدہ ہیں۔

جب اُمّ سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آمد کے بارہ میں سنا تو اپنے بیٹے انس کو لے کر جلدی ہی آپ کے پاس آئیں اور اس وقت انس کی عمر بمشکل ۲۰ برس ہوگی تو کہنے لگیں: یارسول اللہ! یہ میرا بیٹا انس ہے۔ اسے اپنے پاس رکھ لیجیے یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ آپ نے اسے قبول کرلیا۔

جب آپ نے انس رضی اللہ عنہ کی عقلمندی ذکاوت اور خوش طبعی کو دیکھا تو آپ بھی خوش طبعی کے لیے ''یا ذالاذنین'' اے کانوں والے کہہ دیتے اور اُمّ سلیم چاہتی تھیں کہ ان کا بیٹا آپ کی صحبت میں وہ سعادت منداور ایک کامیاب انسان بنے۔ غزوۂ بدر میں آپ کی خدمت کے لیے آپ کے ساتھ نکلے اور پھر ہر سفر وحضر میں آپ کے ساتھ رہے، آپ کی خدمت بھی کرتے اور جہاد میں بھی حصہ لیتے۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ ایک اچھے تیرانداز تھے۔ آپ اکثر اُمّ سلیم کے گھر جاتے۔ وہاں کھانا کھاتے نفلی نماز پڑھتے تاکہ وہ اس جگہ کو نماز کی جگہ بنالیں اور ان کے گھر میں برکت ہواور آپ کے ساتھ اُمّ سلیم بھی غزوات میں شریک ہوتیں اور غزوہ حنین کا واقعہ تو ان کی مثال آپ ہے کہ جب یہ حاملہ تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ رہے ہیں تو انہوں نے اپنے پیٹ پر کپڑا باندھا، تلوار پکڑی اور آپ کے دفاع کے لیے کھڑی ہوگئیں اور کہہ رہیں تھیں ''میرے ماں باپ آپ فدا ہوں یا

Marfat.com

رسول اللہ ❶ اورانہوں نے آپ سے عرض کی تھی کہ انس کے لیے مال اور اولاد میں برکت کی دعا کر دیجیے۔ آپ نے دعا فرما دی اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول کیا تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو اپنے آپ کو خادم رسول کہلانے کو فخر محسوس کرتے تھے۔ انصار میں سب سے زیادہ وہ مال واولاد والے ہوئے۔ جب آپ فوت ہوئے تو آپ کی اولاد پوتے پوتیوں نواسے نواسیوں سمیت ۱۲۰ تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت: ماهذه الخشفة؟ فقيل: هذه الرميصاء بنت ملحان و هي أم أنس بن مالك.)) ❷

''میں نے جنت کچھ حرکت کی آواز سنی میں نے پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ تو مجھے بتایا گیا یہ الرمیصاء بنت ملحان ام انس بن مالک ہیں۔''

---

❶ آخرجه مسلم كتاب الجهاد والسير

❷ مسند الامام احمد ۳/ ۱۲۵.

Marfat.com

۲۹

ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا

جو لشکر سب سے پہلے سمندر میں جہاد کرے گا اُن کے لیے جنت واجب ہے

Marfat.com

Marfat.com

آپ ام حرام بنت ملحان انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ محترمہ ہیں۔ صحیح بخاری میں خالد بن معدان کہتے ہیں عمیر بن الاسود العنسی نے اسے بیان کیا کہ وہ عبادہ میں صامت کے پاس آئے۔ وہ حمص کے ساحل پر تھے آپ کے ساتھ ام حرام بنت ملحان بھی تھیں۔ عمیر کہتے ہیں: ہمیں ام حرام نے بیان کیا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے:

((أول جیش من أمتی یغزون البحر ثم قال النبی: (أول جیش من أمتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم) فقلت: أنا فیهم یارسول الله؟ قال: "لا" .))

''میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا ان کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں ان میں ہوں گی؟ فرمایا ہاں تو ان میں سے ہے، پھر آپ نے فرمایا: میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہروں میں لڑے گا۔ وہ بھی معاف کر دیے گئے ہیں'' میں نے کہا: کیا میں ان میں ہوں گی؟ فرمایا نہیں۔''

عبداللہ بن عبدالرحمٰن الانصاری سے روایت ہے فرمایا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملحان کی بیٹی کے پاس آئے اور بیٹھ گئے۔ پھر ہنسے وہ پوچھنے لگی: یارسول اللہ! آپ کیوں ہنسے؟ فرمایا: ''میری امت کے لوگ جو سبز سمندروں میں جہاد کریں گے۔ ان کی مثال ایسے ہے۔ جیسے قیدیوں پر بادشاہ میں نے کہا: یا رسول اللہ میرے لیے دعا فرمائیں کہ میں ان میں سے ہو جاؤں تو آپ نے فرمایا اے اللہ ہمیں ان میں سے کردے پھر آپ ہنسے۔ وہ پھر پوچھنے لگیں: اب کیوں ہنسے یا رسول اللہ؟ تو

Marfat.com

پھر آپ نے اسی طرح فرمایا تو کہنے لگیں میرے لیے دعا فرما دیں اللہ مجھے ان میں سے کر دے تو آپ نے فرمایا: ''تو پہلوں میں سے ہے آخر والوں میں سے نہیں۔'' پھر انس فرماتے ہیں عبادہ بن صامت نے ان سے نکاح کر لیا اور پھر سمندر میں اس لشکر کے ساتھ سوار ہوئیں۔ بنت قرظہ کے ساتھ اپنی سواری پر یہ سوار ہوئیں تو ان کی سواری نے انہیں گردن کے بل گرا دیا تو اس سے آپ فوت ہو گئیں۔ ❶

❶ رواہ البخاری باب غزو البحر.

Marfat.com

''فصل مجہول ناموں کے بارہ میں عورتوں میں سے''

''اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے تیرے لیے جنت واجب کردی''

یتیموں کے ساتھ نرمی کرنا بیٹیوں سے محبت کرنا اور تمام ضعفاء سے محبت کرنا یہ قربت الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۸۸﴾ (الحجر: ۸۸)

''مومنوں کے لیے اپنے پہلو کو جھکا دے۔''

اور فرمایا:

﴿وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ﴾ (الکهف: ۲۸)

''اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھ جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر پکارتے ہیں اس کی رضامندی چاہتے اور تیری آنکھیں ان سے آگے نہ بڑھیں کہ تو دنیا کی زینت چاہتا ہوں۔''

اور فرمایا:

﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝۱ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝۲﴾ (الماعون: ۱،۲)

''کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو جزا کو جھٹلاتا ہے، تو یہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔''

Marfat.com

اور فرمایا:

﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝٩ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝١٠﴾

(الضحى ٩، ١٠)

''پس یتیم پر سختی نہ کر، اور جو سائل ہے اسے مت جھڑک۔''

اور جو اس بارہ میں احادیث وارد ہوئیں ہیں وہ بہت زیادہ ہیں ان میں کچھ یہ ہیں

سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا، وَ أَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى وَ فَرَجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.)) ❶

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ نے سبابہ اور وسطی انگلی ملا کر اشارہ فرمایا اور ان دونوں میں تھوڑا سا فاصلہ کیا۔''

مالک نور بن زید الدیلی سے بیان سے کرتے ہیں کہ میں نے ابو الغیث کو ابو ہریرہ سے یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' مالک نے سبابہ اور وسطی کو ملا کر اشارہ کیا۔ (مسلم)

وہ یتیم چاہے قریبی ہو یا اجنبی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الساعی علی الأرملة والمسکین کالمجاهد فی سبیل الله: وأحسبه قال: یشك (أحد الرواة کالقائم لایفتر و کالصائم لایفطر.)) (متفق علیه)

''بیواؤں اور مسکین کی کفالت کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ ایک راوی کے شک کے مطابق یہ فرمایا: ''اس قیام کرنے

---

❶ رواه البخاری.

Marfat.com

والے کی طرح جو کبھی ناغہ نہیں کرتا اور اس روزے دار کی طرح جو کبھی روزہ نہیں چھوڑتا۔''

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ) وَضَمَّ أَصَابِعَهُ.)) ❶

''جس نے دو بچیوں کی پرورش کی ان کے بالغ ہونے تک تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ اس طرح ہوگا آپ نے اپنی انگلیاں ملا کر دکھائیں۔''

اور عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مسکین عورت اپنی دو بچیوں کو لے کر آئی تو میں نے ان کو تین کھجوریں دے دیں تو اس نے ایک ایک کھجور اپنی بیٹیوں کو دے دیں اور ایک کھجور اپنے منہ کی طرف بڑھائی تاکہ اسے کھائے تو اس کی بیٹیوں نے وہ کھجور بھی مانگ لی تو اس نے اس کے دو ٹکڑے کیے اور ان دونوں میں تقسیم کر دیے۔ مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو آپ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ أَوْ أَعْتَقَهَا مِنَ النَّارِ.)) ❷

''ان دو بچیوں کی وجہ سے اللہ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا اور جہنم سے اسے آزاد کر دیا۔''

---

❶ رواه مسلم. ❷ رواه مسلم.

Marfat.com

''سیاہ عورت جس نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی مرگی کی شکایت کی''

''اگر تو صبر کرے تو تیرے لیے جنت ہے''

عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں فرمایا:

((هذه المرأة السوداء أتت النبيّ قالت: انی أصرع، وانی أتکشف فادع الله لی، قال: (ان شئت صبرت ولك الجنة، و ان شئت دعوت الله أن يعافيك) قالت: أصبر، فقالت: فانی أتكشف فادع الله أن لا أتكشف، فدعا لها.)) (متفق علیہ)

''یہ سیاہ عورت آپ کے پاس اپنی مرگی کے دورے کی شکایت لے کر آئی اور کہنے لگی: جب مجھے دورہ پڑتا ہے تو میں برہنہ ہو جاتی ہوں۔ آپ اللہ سے میرے لیے دعا کر دیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تو صبر کرے تو تیرے لیے جنت ہے اگر چاہے تو میں دعا کر دیتا ہوں۔ اللہ تجھے اس سے عافیت دے دے۔ وہ کہنے لگی: میں صبر کرتی ہوں لیکن اتنی دعا کر دیں کہ میں بے پردہ نہ ہوں تو آپ نے اس کے لیے دعا کر دی۔''

اس عورت کا نام اُمّ زفر رضی اللہ عنہا تھا۔ اس حدیث سے ہمیں پتہ چلا کہ یہ اپنے مرض کی شکایت لے کر آپ کے پاس آئی تھی تاکہ آپ دعا کریں اسے شفا مل جائے تو آپ نے اسے بتایا۔ اگر اس پر صبر کرے تو جنت میں ہے ورنہ میں دعا کر دیتا ہوں تجھے شفا مل جائے گی تو غور کریں تکلیف اور مصیبت میں صبر کرنا جنت کے حصول کا ذریعہ ہے اور پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے کہنے پر اتنی دعا اس کے لیے کر دی تھی کہ وہ بے پردہ نہ ہو۔

Marfat.com

۳۰

سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

❁ جناب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر اپنی والدہ کو چھوڑ دیا۔ (مؤرخین)

❁ ان کی لاش کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا: ان مومنین میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے۔ (قول صحابہ رضی اللہ عنہم)

Marfat.com

Marfat.com

مکہ کے نوجوانوں میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہوگا کہ جسے ماں باپ کا اتنا لاڈ اور پیار ملا ہوگا جتنا ''مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ'' کے حصے میں آیا۔

اللہ کی قسم! کیا ہی تعجب خیز قصہ ہے ''مصعب بن عمیر'' کا قصہ یا ''مصعب الخیر'' کا، جیسا کہ مسلمانوں کے درمیان ان کا لقب تھا۔

ایک دن اس نوجوان نے وہی خبر سنی جو محمد امین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمام اہلِ مکہ سننا شروع ہو چکے تھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور تن تنہا ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس زمانے میں جب کہ اہلِ مکہ کو صبح اور شام کی کوئی فکر نہ تھی، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کے بارے میں گفتگو کرنے کے علاوہ اور کوئی مشغلہ نہ تھا، اس وقت قریش کا یہ ناز و نعم میں پلا ہوا نوجوان سب سے زیادہ غور سے اس بات کو سنتا۔ اس لئے کہ وہ اپنی کم عمری کے باوجود مجلسوں اور محفلوں کی زینت تھا، ہر محفل کی یہ خواہش ہوتی کہ مصعب ان کے درمیان ضرور موجود ہوں، اس لئے کہ ان کا حسن و نزاکت، سلیقہ اور عقل کی پختگی ایسی خوبیاں تھیں جو ان کے لئے دل اور دروازے وا کر دیتی تھی۔

آج ان ہی خوش بخت لوگوں میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا دل بھی اس شام ان موعود دلوں میں شامل ہو گیا جن میں خوش خبریاں سنائی گئیں تھیں۔

فرحت و شادمانی سے ان کے پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے، ایسا لگتا تھا کہ وہ اپنے اوپر چھائی ہوئی خوشی سے فضا میں محوِ پرواز ہوں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا شفیق

Marfat.com

ومہربان ہاتھ ان کی طرف بڑھایا جس نے اس سلگتے سینے اور اچھلتے دل کو چھوا تو جیسے سمندر کی گہرائی میں گہرا سکون ہو گیا، یہ نوجوان جو پلک جھپکنے میں ایمان لایا اور مسلمان ہو گیا، اپنی حکمت اور دانائی کی وجہ سے اپنی عمر سے دگنا نظر آتا تھا۔

مصعب رضی اللہ عنہ کی والدہ ''خناس بنت مالک'' منفرد شخصیت کی مالکہ تھیں، خوف کی حد تک ان کی ہیبت چھائی رہتی تھی۔

سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا اس وقت روئے زمین پر اپنی والدہ کی قوت کے علاوہ کسی سے خوف زدہ نہ تھے۔

اگر پورا مکہ اپنے بتوں، معزز لوگوں اور صحراؤں سمیت کسی خوفناک چیز کی شکل اختیار کر لیتا اور وہ سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ کو ڈراتے دھمکاتے تو بھی وہ اسے حقیر سمجھتے۔

لیکن اپنی ماں سے خصومت، یہ ایسا عفریت اور خوفناک چیز تھی جسے وہ ناقابلِ برداشت سمجھتے تھے۔

وہ مسلسل دارِ ارقم آتے جاتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر بیٹھتے اپنے ایمان اور اپنی ماں کے غصے سے تدبیر کرنے پر ان کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں وہ ماں جوان کے اسلام لانے کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔

لیکن مکہ میں ایسا کوئی راز پوشیدہ نہیں رہتا تھا۔

''عثمان بن طلحہ'' نے انہیں پوشیدہ طور پر سیّدنا ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے ہوئے دیکھ لیا، پھر دوسری دفعہ انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، پھر وہ صحرائی ہوا اور بگولے کی طرح ام مصعب کی طرف لوٹا اور انہیں ایسی خبر سنائی جس نے ان کے ہوش اڑا دیے۔

مصعب رضی اللہ عنہ اپنی ماں، قبیلے اور اپنے ارد گرد مجتمع مکہ کے معززین کی عدالت میں کھڑے حق کے یقین اور مضبوطی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنے لگے۔

Marfat.com

ان کی والدہ نے چاہا کہ انہیں ایک تھپڑ رسید کر کے خاموش کرا دیں، لیکن وہ ہاتھ جو تیر کی طرح اٹھا تھا اس نور کے سامنے لڑکھڑا گیا جس نے سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ کے چہرے کے حسن و جمال میں مزید اضافہ کر دیا تھا، جس نے ان کے احترام کو لازم اور وقار کو قابلِ اتباع بنا دیا تھا۔

سو ان کی والدہ نے انہیں گھر میں ایک دور کونے میں قید کر دیا اور انہیں مضبوط طریقے سے بند کر دیا، وہ اس قید خانے میں گروی رکھی ہوئی چیز کی طرح رہے، یہاں تک کہ جب مومنین کے متعلق خبر ہوئی کہ وہ ارض حبشہ کی طرف چلے گئے ہیں تو رکھوالوں کو غافل پایا اور پھر چل نکلے۔

پھر وہ عنقریب اپنے مہاجر بھائیوں کے ساتھ حبشہ میں سکونت اختیار کرنے لگے۔

مگر مصعب رضی اللہ عنہ کے لئے برابر ہے چاہے وہ حبشہ ہجرت کریں یا مکہ میں رہیں، ان کا ایمانی جذبہ ہر زمانے اور مکان میں ان کی فوقیت کو بڑھا رہا تھا۔ بلاشبہ انہوں نے اپنے آپ کو اور اپنی زندگی کو ایک نئے طرز پر ڈھالنے کے لئے فارغ کر دیا تھا، جس کا منتخب نمونہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا کیا تھا۔ سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ اس بات سے مطمئن ہو گئے تھے کہ ان کی زندگی اس قابل ہو گئی ہے جسے باری تعالیٰ اور خالقِ عظیم کے حضور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے قربان کیا جا سکتا ہے۔

اس لئے کہ انہوں نے انہیں ایک پیوند زدہ کرتا پہنے ہوئے دیکھا تھا، انہیں ان کی اسلام سے پہلے والی صورت یاد آ گئی، جب ان کے کپڑے باغ کے تر و تازہ چمکدار اور خوشبودار پھولوں کی طرح ہوتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منظر کو حکیمانہ، شاکرانہ اور محبت سے لبریز نگاہوں سے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں پر ایک شاندار مسکراہٹ چمکنے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بلاشبہ میں نے اس مصعب کو اس حال میں دیکھا کہ مکہ میں اپنے والدین

Marfat.com

کے پاس اس سے زیادہ ناز و نعم میں کوئی نہ تھا۔ پھر انہوں نے یہ سب کچھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں چھوڑ دیا''۔

جب ان کی ماں ان کی اسلام کے بعد کفر پر واپسی سے مایوس ہو گئیں تو وہ تمام آسائشات جو سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ کو دے رکھی تھیں ان سے انہیں محروم کر دیا اور اس بات سے انکار کر دیا کہ ان کا کھانا ایک ایسا انسان کھائے جس نے بتوں کو چھوڑ دیا تھا اور ان بتوں کی لعنت نے اس کا احاطہ کر لیا تھا، چاہے یہ انسان ان کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

ان کی والدہ ان کے عزم کی سچائی سے واقف تھیں کہ جب وہ کسی بات کا عزم کر لیتے ہیں تو ضرور پورا کرتے ہیں، لہٰذا انہوں نے بیٹے کو رخصت کر دیا اور بیٹے نے ماں کو روتے ہوئے الوداع کہہ دیا۔

رخصت کے اس لمحہ ماں کی طرف سے کفر پر ایک عجیب اصرار سے پردہ اٹھا، اسی طرح بیٹے کی جانب سے ایمان پر اس سے بھی زیادہ اصرار سے پردہ اٹھا جب ان کی ماں نے انہیں گھر سے نکالتے ہوئے یہ کہا:

''جاؤ اپنی مرضی کرو میں تمہاری ماں نہیں ہوں۔''

تو یہ اپنی والدہ سے قریب ہوئے اور کہا:

''اے ماں! میں آپ کے لئے ناصح ہوں اور آپ پر بہت مہربان ہوں، آپ سے بہت ہمدردی رکھتا ہوں، سو آپ گواہی دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

ماں نے برانگیختہ ہوتے ہوئے غصے سے جواب دیا:

''چمکتے ہوئے ستاروں کی قسم! میں تمہارے دین میں داخل نہیں ہوں گی (کہ جس کی وجہ سے) میری رائے کو حقیر اور میری عقل کو کمزور سمجھا جائے۔''

سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ تنگ دستی، عسرت، سختی کو ترجیح دیتے ہوئے ان آسائشوں کے

Marfat.com

سائے سے نکل آئے جس میں زندگی گزار رہے تھے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو موجودہ وقت کی سب سے اہم ذمہ داری کے لئے منتخب فرمایا اور وہ یہ کہ سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کی طرف سفیر بن کر جائیں اور ان انصاریوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ کے وقت بیعت کی اور اسی طرح ان کے علاوہ اور دوسرے لوگوں کو اللہ کے دین کے لئے تیار کریں اور مدینہ کو عظیم ہجرت کے وقت کے لئے تیار کریں۔

اس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے اور مرتبہ وحیثیت کے اعتبار سے ان سے زیادہ تھے اور رشتہ داری کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب الخیر کو منتخب کیا، حالانکہ وہ اس بات سے واقف تھے کہ وہ انہیں اس وقت کیسی سب سے خطرناک واہم ذمہ داری سونپ رہے ہیں اور مدینہ میں جو کہ عنقریب دار الہجرت بننے والا تھا اور قریب ہی کچھ عرصہ بعد دعوت اور دعاۃ کا اور مبشرین اور غزاۃ کا دائرکار اور مرکز بننے والا تھا، وہاں اسلام کا ٹھکانہ ان کے سامنے رکھ رہے ہیں۔

بیعت عقبہ کے بعد آنے والے موسمِ حج میں مدینہ کے مسلمانوں نے ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے مکہ روانہ کیا جو ان کی طرف سے نمائندگی کر رہا تھا، اس وفد کے ارکان کی تعداد (۷۰) تھی جس میں مومن مرد اور عورتیں شامل تھیں، وہ سب اپنے معلم اور اپنے نبی کے مبعوث کردہ کارکن "سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ" کی قیادت وسربراہی میں آئے تھے۔

سیّدنا مصعب نے اپنے انتخاب ہونے پر پورا اترنے پر ثابت کر دیا کہ وہ واقعی اس لائق تھے۔

Marfat.com

بلاشبہ، سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے اپنے مقصد و پیغام کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا اور اس کی حدود کی پاس داری کی تھی، انہوں نے یہ اچھی طرح جان لیا تھا کہ وہ اللہ کی طرف بلانے والے ہیں، یعنی داعی کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس طرح اللہ کے اس دین کی خوش خبری سنانے والے ہیں، جو لوگوں کو ہدایت کی طرف اور سیدھے راستے کی طرف بلاتا ہے اور ان کی حیثیت اللہ کے پیغامبر کی سی ہے جو اس پر ایمان لایا اور اب اس کے ذمے صرف پہنچانا ہے۔

یہاں سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ سیدنا سعد بن زرارہ کی ضیافت کے لئے کھڑے ہوئے، یہ دونوں مل کر قبائل اور گھروں اور مجالس میں جاتے، لوگوں کے سامنے اپنے رب کی کتاب میں سے جو کچھ انہیں یاد تھا اس کی تلاوت کرتے ہوئے نرمی کے ساتھ اللہ کے اس کلمے کا نعرہ لگاتے: (انما الله اله واحد)

ایک دن سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرما رہے تھے تو اچانک مدینہ کے بنوعبدالاشہل کے سردار ''اُسید بن حضیر'' اپنا نیزہ سونتے ہوئے غصہ کی آگ میں بھڑکتے ہوئے آیا جو ان کی قوم کو ان کے دین کے بارے میں فتنہ میں ڈالنے کے لئے آیا ہے اور انہیں ان کے معبودوں کو چھوڑنے کی دعوت دینے آیا ہے اور انہیں ایک ایسے معبود کے بارے میں بتاتا ہے جس سے وہ ناواقف ہیں اور نہ ہی ان کو اس سے پہلے اس معبودِ واحد سے مانوسیت ہے۔

بلاشبہ، ان کے معبود تو ان کے ساتھ اپنے آشیانوں میں مقیم ہیں جب کسی کو ان کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ ان کی جگہ سے واقف ہوتا ہے، اس لئے وہ وہیں رخ کر کے اس معبود کے سامنے عاجزی کرتا ہے تو وہ معبود اس کی تکلیف کو دور کر دیتے ہیں اور اس کی پکار کو سنتے ہیں...... وہ اس طرح تصور کرتے تھے اور یہی خیال کرتے تھے۔

البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معبود جس کی طرف یہ آنے والا سفیر بلا رہا ہے نہ تو کوئی اس کی

Marfat.com

جگہ سے واقف ہے اور نہ وہ اسے دیکھ سکتا ہے۔

جو مسلمان سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں موجود تھے، انہوں نے جب ''اسید بن حفیر'' کو غصے کی آگ میں دہکتے ہوئے اور سخت جوشیلے انداز میں آتے ہوئے دیکھا تو خوف زدہ ہوگئے۔

لیکن سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ ثابت قدم پرسکون اور خاموش رہے۔

اسید ان کے سامنے سخت غصہ اور برانگیختگی کی حالت میں کھڑا ہوگیا اور ان کو اور اسعد بن زرارہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: تم ہمارے محلے میں کیوں آئے ہو، تم ہمارے کمزور لوگوں کو بے وقوف بنانا چاہتے ہو؟ اگر تم دونوں اپنی زندگی سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتے تو یہاں سے چلے جاؤ، ہم سے کنارہ کش ہوجاؤ۔

پھر نہایت عمدہ گفتگو کے ساتھ ان کے ہونٹوں میں جنبش ہوئی، سو آپ نے فرمایا:

''کیا آپ بیٹھیں گے نہیں؟ تا کہ (ہماری بات غور سے) سن لیں۔ پھر اگر آپ کو ہماری بات پسند آگئی تو قبول کرلینا اور اگر ناگوار گزرے تو ہم ناگواری والی بات کو آپ سے دور کردیں گے۔ (یعنی دور ہٹ جائیں گے)

اللہ اکبر! کتنا شاندار آغاز ہے جس کا اختتام عنقریب بہت اچھا ہونے والا ہے تو یہاں اسید نے یہ کہتے ہوئے جواب دیا کہ: ''تم نے بالکل انصاف کی بات کی ہے۔''

چنانچہ اس نے اپنے نیزے کو زمین پر ڈالا اور بیٹھ کر غور سے سننے لگا۔

مصعب رضی اللہ عنہ ابھی قرآن پڑھ ہی رہے تھے اور اس دعوت کی وضاحت کر رہے تھے جسے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے کہ ''اسید'' کا چہرہ دمکنے لگا اور الفاظ کے مختلف مواقع پر اس کے چہرے کے اثرات بدلنے لگے۔

کلام کا سننا تھا کہ اسید نے مسلمان ہونے کی خواہش کا اظہار کیا پھر ان سب نے ایک زوردار انداز میں نعرہ لگایا: لا الٰہ الا اللہ! اس نعرے نے زمین کو ہلا دیا، پھر سیّدنا

Marfat.com

مصعب رضی اللہ عنہ نے اسید سے کہا:

''اسے اپنے کپڑوں اور بدن کو پاک کرنا ہوگا اور گواہی دینا ہوگی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

اسید غسل کر کے آئے اور آ کر اعلان کیا:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔''

اہلِ مدینہ ایک دوسرے سے سوال کرتے کہ اگر ''اسید بن حضیر'' اور ''سعد بن معاذ'' اور ''سعد بن عبادہ'' اسلام قبول کر چکے ہیں تو ہم کس وجہ سے پیچھے رہیں، چلو مصعب کی طرف، ہم بھی ان کے ساتھ ایمان لے آئیں، یہ لوگ کہتے ہیں کہ سچائی ان کے دانتوں سے نور کی طرح نکلتی ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے سفیر نے ایسی کامیابی حاصل کی جس کی مثال نہیں ملتی، ایسی کامیابی جس کے وہ اہل اور مستحق ہیں۔

غزوۂ بدر کا موقع آجاتا ہے، مسلمان اپنے آپ کو تیار کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی صفوف میں کھڑے ہو کر مومن چہروں کو غور سے دیکھنے لگے تاکہ ان میں سے کسی ایک شخص کو جھنڈا اٹھانے کے لئے منتخب کر سکیں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''مصعب الخیر'' کو بلاتے ہیں، سو وہ آگے بڑھتے ہیں اور جھنڈا اٹھاتے ہیں۔

خوفناک جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں اور زوردار (گرما گرم) لڑائی ہوتی ہے، تیر انداز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اور جب مشرکین کو شکست خوردہ پیچھے ہٹتے دیکھتے ہیں تو اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں، لیکن جلد ہی ان کا یہ عمل مسلمانوں کی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیتا ہے، پہاڑ کی چوٹی سے قریش کے گھڑ سوار اچانک ان پر حملہ کر دیتے ہیں اور دیوانی اور پیاسی تلواریں ان کی غفلت میں ان پر کام

Marfat.com

کر جاتی ہیں۔

سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ کو اس سنگین خطرے کا احساس ہو گیا، انہوں نے جھنڈے کو بلند کیا اور ''اللہ اکبر'' کا نعرہ بلند کیا، وہ ادھر حملہ کر رہے اُدھر چکر کاٹ رہے، اِدھر چھلانگ لگا رہے۔ ان کی پوری کوشش یہ تھی کہ وہ کسی طرح دشمن کی نظر کو اپنی طرف موڑ لیں اور انہیں اپنی ذات میں مشغول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غافل کر دیں۔ انہوں نے ایک پورے لشکر کا روپ دھار لیا تھا، جناب سیدنا بھرپور اپنے جنگی جواہر دکھا رہے تھے۔ لیکن دشمن اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے چاہتا ہے کہ ان کی لاش سے گزر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے۔

لیکن اسی اثناء ایک مرد مجاہد موجود ہے جو آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں۔

ابن سعد کہتے ہیں: ابراہیم بن محمد بن شرحبیل العبدری اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

احد کے دن مصعب بن عمیر جھنڈا سنبھالتے ہیں، سو جب مسلمان چکر لگانے لگے اور لوٹ کر حملہ کرنے لگے، اس وقت سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ اس علم کو لے کر جمے رہے، چنانچہ ابنِ قمیہ جو کہ گھڑ سوار تھا، آگے بڑھا اور اس نے سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ کے سیدھے ہاتھ پر مارا اور اسے کاٹ کر رکھ دیا اور مصعب رضی اللہ عنہ یہی کہہ رہے تھے:

''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ''

پھر انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اس نے بائیں ہاتھ پر ضرب لگائی اور اسے بھی کاٹ دیا، پھر سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ جھنڈے پر جھکے اور اسے بازوؤں میں لے کر سینے سے لگا لیا اور یہی کہتے جاتے تھے:

''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ''

پھر اس (ابنِ قمیہ) نے تیر سے تیسرا وار کیا اور تیر کو ان کے آر پار کر دیا، تیر

Marfat.com

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ (شہید ہو کر) گر پڑے اور جھنڈا بھی گر گیا۔

ان کا یہ خیال تھا کہ اگر وہ گر گئے تو قاتلوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا راستہ خالی ہو جائے گا، کوئی بھی دفاع کرنے والا نہ ہوگا۔

اس لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرطِ محبت میں ان پر شہید ہونے کا اندیشہ رکھتے ہوئے تلوار کی اس ضرب پر جو ان کا بازو کاٹ رہی تھی اپنے آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہتے:

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ"

اس معرکے کے اختتام پر یہ اسلام روشن چراغ گل ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی میت کو دیکھا تو بے تحاشا آنسو بہہ پڑے۔ جناب بن ارت فرماتے ہیں کہ یہ احد والے دن شہید ہوئے اور اس دن صرف ایک دھاری دار چادر تھی جو کہ ان کا کفن بنی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصعب کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"ان مومنین میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے۔"

Marfat.com

(۳۱)

سیّدنا ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ

❁ لوگو! تم ان پر آنسو مت بہاؤ کیونکہ فرشتوں نے ان پر اپنے پیروں سے سایہ کر رکھا ہے۔ (فرمان محمدی ﷺ)

❁ سیّدنا عبد اللہ ایک بہادر نوجوان اور دین اسلام پڑھنے والے، جان نثار صحابی تھے کہ جن کی شہادت کے بعد رب تعالیٰ بالمشافہ ملاقات کی۔ (مؤرخین)

Marfat.com

Marfat.com

آپ کا نام عبداللہ تھا، والد کا نام عمرو تھا۔ آپ مدینہ کے رہنے والے اور قبیلہ بنو سلمہ کے سردار کے گہرے دوست تھے جس کا نام عمرو بن حموح تھا۔

آپ نے غزوہ بدر میں شرکت کی اور اپنے بہادری کے جوہر دکھائے۔

غزوۂ احد میں مسلمانوں کے اس غزوہ میں نکلنے سے پہلے ہی انہیں اپنی مقتل گاہ دکھائی دے رہا تھی۔

ان پر ایک سچا احساس چھایا ہوا تھا کہ وہ دوبارہ (کبھی) لوٹ نہ سکیں گے، لہٰذا مارے خوشی کے ان کے دل محو پرواز تھا!

انہوں نے اپنے بیٹے ''جابر بن عبداللہ'' کو بلایا جو کہ جلیل القدر صحابی ہیں، اور ان سے کہا:

''مجھے لگتا ہے کہ میں اس غزوہ میں ضرور قتل کر دیا جاؤں گا!''

بلکہ ہوسکتا ہے میں مسلمانوں میں سے اس غزوہ میں پہلا شہید ہوں!

اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ سے زیادہ محبت رکھتا ہوں رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کو چھوڑ جاؤں گا!

مجھ پر کچھ قرض ہے، چنانچہ تم میرا قرض ادا کر دینا، اور اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا!

اگلی صبح مسلمان قریش سے مقابلہ کرنے کے لیے نکلے!

وہ قریش جو ٹھاٹھیں مارتے لشکر کے ساتھ ان کے پرامن شہر پر حملے کرنے کے لیے آیا تھا۔

ایک خوفناک معرکہ شروع ہوگیا۔ شروع شروع میں مسلمانوں کو تیزی سے فتح ہو

Marfat.com

رہی تھی، ممکن تھا کہ فیصلہ فتح ہو جاتا اگر تیر انداز اپنی ان جگہوں کو نہ چھوڑتے جہاں رسول اللہ ﷺ نے انہیں رہنے کا حکم دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنی جگہ کسی حال میں نہ چھوڑیں اگر تیر انداز اپنی جگہیں نہ چھوڑتے تو قریش پر یقینی فتح حاصل کر لیتے، تیر اندازوں نے پہاڑ کے اوپر سے اپنی جگہ چھوڑ دی اور شکست خوردہ لشکر چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا۔

وہ لشکر جو اپنی شکست خوردہ تلواروں کو جمع کر رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کی پشت مکمل طور پر ظاہر ہو گئی تو انہوں نے پیچھے سے اچانک حملہ کر دیا؛ چنانچہ مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی!

لڑائی کے اختتام پر جب شہداء کی تلاش شروع ہوئی تو سیّدنا جابر اپنے باپ کو تلاش کرنے لگے۔ قریش ان کو مثلہ کیا ہوا تھا۔

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعض اہل خانہ اسلام کے شہید سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام کی میت پر رونے لگے: رسول اللہ ﷺ کا ان کے پاس سے اس حال میں گزر ہوا کہ وہ رو رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگ اس پر آنسو بہاؤ! یا نہ بہاؤ! (برابر ہے)

''کیونکہ فرشتوں نے ان پر اپنے پروں سے سایہ کر رکھا ہے!''

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بعد ان کے بارے میں ایک عظیم خبر سنائی جو ان کی شہادت سے شدید وابستگی کی منظر کشی کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ان کے بیٹے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے جابر! اللہ تعالیٰ کبھی کسی سے آمنے سامنے ہم کلام نہیں ہوئے بلکہ پردے کے پیچھے سے ہم کلام ہوئے، لیکن تمہارے باپ سے آمنے سامنے کلام کیا۔''

Marfat.com

اور اس سے پوچھا: اے میرے بندے مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کر دوں گا تو تمہارے باپ نے کہا: اے اللہ! میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دوبارہ دنیا میں لوٹا دے، پھر میں دوبارہ تیرے راستے میں قتل کر دیا جاؤں۔

تمہارے باپ نے اللہ رب العزت کے حضور گزارش کی:

"اے میرے رب! تو نے مجھے نعمتیں دی ہیں میرے بعد والوں کو اس کی خبر کر دے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۙ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾﴾

"احد کی لڑائی سے فارغ ہو کر مسلمان اپنے نیکو کار شہداء کی پہچان کرنے لگے:

"عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ" کے گھر والوں نے جب ان کے جسد خاکی پہچان لیا تو ان کی بیوی نے ان کے جسد کو اور ان کے ساتھ شہید ہونے والے اپنے بھائی کے جسد کو اپنی اونٹنی پر رکھنا اور ان دونوں کو مدینہ دفنانے کی غرض لے کر چل پڑیں، اسی طرح کچھ اور مسلمانوں نے اپنے شہداء کے ساتھ کیا۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی ان سے جا ملا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بارے میں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"مقتولین کو ان کی جگہوں پر دفناؤ!"

چنانچہ ہر کوئی اپنا شہید لے کر واپس لوٹ آیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان شہداء اصحاب کے دفن کی نگرانی کرنے کے لیے کھڑے

Marfat.com

ہو گئے جنہوں نے اللہ کو اپنا وعدہ سچا کر دکھایا تھا اور اپنی قیمتی روحوں کو اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے قربان کر دیا تھا۔

جب عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے دفنانے کی باری آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا:

''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ'' اور عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو ایک ہی قبر میں دفناؤ، کیونکہ یہ دونوں دنیا میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور آپس میں خالص تعلق رکھنے والے تھے۔''

Marfat.com

۳۲

سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

❁ عثمان آج کے بعد جو بھی عمل کرے کوئی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

❁ آپ بے مثال حقیقت، زاہدہ، دنیا سے کٹے ہوئے جلیل القدر ذہین راہب، دن اور رات کے شہسوار، اسباب سے ناطہ منقطع کرنے والے اور بہت رجوع کرنے والے انسان تھے۔

(مؤرخین)

Marfat.com

Marfat.com

قبول اسلام:

جب اسلام کا نور منور ہوا اور جہالت کے اندھیرے چھٹنے لگے۔ ایمانداری کا دور شروع ہونے لگا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آواز لگائی: اللہ ایک ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بتوں کی پوجا چھوڑ دو، نیکی کی طرف بڑھو تو یہ بھی ان قلیل افراد میں آتے ہیں جنہوں نے اس آواز پر لبیک کہا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظلم وستم برداشت کرنے والے مومن افراد کے قلیل مجموعہ کے لئے عافیت کو ترجیح دیتے ہوئے یہ حکم دیا کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم اس لئے فرمایا کہ ان تکالیف کا سامنا کرنے کے لئے وہ اکیلے رہ جائیں، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ مہاجر صحابہ کے پہلے گروہ کے امیر تھے وہ اپنے بیٹے ''سائب'' کو لے کر قریش کے ہولناک عذاب اور تکالیف اور اللہ کے دشمن ''ابوجہل'' کے مکروفریب سے دور دراز کے شہر کا رُخ کر رہے تھے۔

حبشہ کی طرف دونوں دفعہ ہجرت کرنے والے صحابہ کی طرح سیّدنا عثمان کا اسلام کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھنے میں مزید اضافہ ہوا اور اسلام سے ان کا تعلق مزید گہرا ہوگیا.... پہلی دفعہ کی ہجرت میں بھی اور دوسری دفعہ کی ہجرت میں بھی۔ جب انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو وہاں ایک منظّم دین کو رائج دیکھا، جس کی عبادت گاہیں علماء اور رُہبان (زاہد) تھے۔ اپنے شہروں میں جس بت پرستی سے وہ مانوس تھے، بتوں کی عبادت کی جن معروف شکلوں سے وہ واقف تھے انہیں اب وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے، ان حالات میں گرجا گھروں کے مکینوں نے ان مہاجرین کو اپنے دین کی طرف مائل کرنے اور دین مسیحیت کی طرف قائل کرنے کی بہت کوشش کی۔

Marfat.com

لیکن اس سب کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ یہ مہاجر دین اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گہرے تعلق کو باقی رکھے ہوئے تھے اور شوق وغم کے ملے جلے جذبات سے اس دن کا انتظار کر رہے تھے، جب وہ اپنے محبوب شہر واپس لوٹ جائیں تاکہ اللہ وحدہ کی عبادت کر سکیں اور امن وسلامتی کے ایام میں اپنے رسول عظیم کے پیچھے مسجد میں کھڑے ہو سکیں، اور اگر شرکیہ قوتوں کی وجہ سے جنگ کی نوبت آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو (کر جنگ کر) سکیں۔

ابھی یہ چند مسلمان جو کہ حبشہ میں رہائش رکھے ہوئے تھے ان کے پاس کوئی خاص قرآن کا حصہ تو نہ تھا البتہ جو تھا یہ اسے پڑھتے اور اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرتے ابھی یہ دن گزر ہی رہے تھے کہ ان تک یہ خبریں پہنچنا شروع ہوئیں کہ قریش مسلمان ہو گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ واحد وغالب کے سامنے جھک گئے ہیں...

مگر جیسے ہی وہ مکہ کے بالائی مقامات کے قریب ہوئے انہیں پتا چلا کہ قریش کے اسلام کے بارے میں انہیں جو خبر ملی ہے وہ جھوٹی ہے۔

اب یہ نادم ہوئے اپنی جلد بازی پر کہ ان سے غلطی ہوگئی اور مشرکین اس کافلے کی آمد سے کوئی انجان نہ تھے بلکہ ان کو شدت سے اس شکار کا انتظار تھا جو کہ ابھی ان کے مذہب سے نکل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان چکے تھے اور یاد رہے! ان دنوں اہل عرب کی عظمت وجلال والی رسومات میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ کسی معزز شخص کی پناہ حاصل کر لی جائے، چنانچہ جب کوئی کمزور وناتواں شخص کسی قریشی سردار کی پناہ میں آ جاتا تو گویا کہ وہ محفوظ مضبوط حفاظت گاہ میں چلا جاتا تھا جہاں اس کا خون بہانا مباح نہ ہوتا اور نہ ہی اسے پریشان کیا جا سکتا تھا۔

ان لوٹ آنے والے مہاجرین کے پاس صرف یہی ایک چیز باقی رہ گئی تھی کہ وہ کسی پناہ کو حاصل کر لیں۔ مگر بہت کم لوگ یہ پناہ حاصل کر سکے ان کم لوگوں میں ایک

Marfat.com

''عثمان بن مظعون'' بھی تھے، جو ''ولید بن مغیر'' کی حفاظت و پناہ میں داخل ہو گئے تھے۔

اس طرح سیّدنا عثمان بن مظعون مکہ میں امن و اطمینان کے ساتھ داخل ہو گئے۔ وہ مکہ کے راستوں سے گزرے وہاں کی محفلوں کو دیکھا مگر انہیں کسی ذلت و حقارت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

ابن مظعون وہ شخص تھے جنہوں نے قرآن کا علم دیکھتے ہی اپنے مستقبل کو روشن کر لیا تھا اور اب وہ ان حالات میں ان مسلمان کے جواناں کے کام آنے کی کوشش میں تھے کہ جن کا تعاقب ظلم، تکلیفیں کر رہیں تھیں۔ جو عالم کو یہ خوش خبری دے رہے ہیں کہ عنقریب اطراف عالم سے کل ایمان اور توحید اور نور کی کرنیں پھوٹیں گی۔

ہم ایک شخص سے اس قصہ کو سنتے ہیں جس نے اس وقت ہونے والے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا:

جب سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو اس آزمائش میں مبتلا دیکھا تو کہنے لگے میرا اہل شرک کے کسی آدمی کی پناہ میں رہ کر امن و اطمینان سے صبح و شام گزارنا اور میرے ساتھیوں اور ہم مذہبوں کا آزمائش اور ایسی تکالیف سے گزرنا جو مجھے برداشت نہیں کرنی پڑ رہیں، بلاشبہ یہ میری ذات میں بہت بڑا نقص ہے۔

چنانچہ وہ ولید بن مغیرہ کے پاس گئے اور اس سے کہا: اے ابو عبد الشمس تمہاری ذمہ داری و عہد پورا ہو گیا میں آپ کی پناہ و حفاظت سے دست بردار ہو رہا ہوں۔

ولید نے ان سے پوچھا: اے میرے بھتیجے! تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟ کہیں میری قوم میں سے کوئی شخص تم کو تکلیف نہ پہنچا دے......؟

سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں، بلکہ میں اللہ کی پناہ و حفاظت کو پسند کرتا ہوں اور اللہ کے سوا کسی کی پناہ و آڑ حاصل کرنا نہیں چاہتا۔

Marfat.com

ولید نے کہا کہ ٹھیک ہے، پھر تم مسجد میں چلے جاؤ اور میری حفاظت اور ذمہ داری سے دست برداری کا اسی طرح اعلان کرو جیسے میری پناہ لینے کا (سب کے سامنے) اعلان کیا تھا۔

چنانچہ وہ دونوں مسجد میں آئے ولید نے کہا: یہ عثمان ہیں۔ یہاں میری حفاظت اور عہد و پیمان کو لوٹانے کے لئے آیا ہے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سچ کہہ رہے ہیں... بلاشبہ میں نے ان کو باوفا اور پناہ دینے والا کریم شخص پایا، لیکن میں اللہ کے سوا کسی پناہ میں آنا نہیں چاہتا۔

ولید بن مغیرہ قریب ہی کھڑا جو کچھ سیّدنا عثمان کے ساتھ ہوا دیکھ رہا تھا، وہ کہنے لگا: اے بھتیجے، اللہ کی قسم! تمہاری آنکھ کو جو اس وقت تکلیف پہنچی اس کے بغیر چارہ کار نہیں (یعنی اب یہ سب ضرور ہوگا) کیونکہ تم نے پناہ کو ختم کر دیا، بلاشبہ تم بہت محفوظ پناہ گاہ میں تھے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میری صحیح آنکھ بھی اللہ کے راستے میں اسی تکلیف کو برداشت کرنا چاہتی ہے، اے ابو عبد شمس بلاشبہ میں تم سے زیادہ قدرت والے اور عزت والے کی پناہ و حفاظت میں ہوں۔

ولید کہنے لگا: اے بھتیجے آؤ! اگر تم چاہو تو دوبارہ میری حفاظت میں آجاؤ۔ سیّدنا عثمان بن مظعون نے جواب دیا: نہیں...!! اس طرح سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ایک مثال بیان کی اور وہ اس کے اہل تھے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مسلمان بھائیوں کی ذمہ داری ولید کو سونپی اور خود قریش کی طرف ملنے والی تکلیفیں جو کہ ان کا شدت سے انتظار کر رہی تھیں چل دیے۔ اور بے دھڑک وہ اپنے ایمان کی دعوت دینے لگے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ ایسی جگہ ہجرت کر گئے جہاں نہ تو ابوجہل، ابولہب اور عتبہ

Marfat.com

نے ان کی نیندوں کو اڑا رکھا تھا اور نہ ہی ان جن بھوتوں (جیسی کسی) چیز سے ان کا واسطہ تھا جس نے ان کی راتوں کی نیند اڑا رکھی تھی اور دن کا سکون برباد کر دیا تھا۔

وہ ان ساتھیوں کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے جو اپنی مضبوطی اور ثابت قدمی کی وجہ سے اس مشکل ترین اور خوفناک امتحان میں کامیاب ہو گئے تھے، وہ لوگ جو مدینہ اس لئے نہیں ہجرت کر گئے کہ آرام سے بیٹھ جائیں بلکہ ان کی ہجرت کا مقصد یہ ہے اس کشادہ راستے سے زمین کے تمام حصوں میں اللہ کے دین کا پرچم لے کر اور اللہ کا کلام و آیات اور ہدایت کی خوش خبریاں سناتے ہوئے گھومیں۔

وہ ایسے جلیل القدر، ذہین راہب تھے جو صرف اپنی عبادت گاہ میں زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرکے نہیں بیٹھ جاتے بلکہ انہوں نے تمام زندگی کو اپنے (مسلسل) عمل اور جہاد فی سبیل اللہ سے بھر دیا تھا۔

کیوں نہیں! وہ رات کے راہب اور دن کے شہ سوار تھے، بلکہ رات اور دن دونوں کے راہب اور دونوں کے شہ سوار تھے۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص کر اپنی زندگی کے ان دنوں میں زاہد اور تبتل (دنیا سے کٹ جانا) کی روح رکھتے تھے تو بلاشبہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ پر اس میدان میں ایک خاص چھاپ تھی کہ اگر ان کے زہد و تقانی پر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ آپ نے اپنے رات اور دن کو مسلسل روشن ہونے والی نماز اور طویل میٹھی تسبیحات میں تبدیل کر دیا تھا......!!

چنانچہ وہ صرف کھردرا لباس زیب تن فرماتے اور بدمزہ کھانا کھاتے۔ ایک دن مسجد میں داخل ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ تشریف فرما تھے، انہوں نے پھٹا ہوا لباس پہنا ہوا تھا جسے چمڑے کے ٹکڑے سے پیوند لگایا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر ترس آیا اور صحابہ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا:

Marfat.com

''تمہارا کیا حال ہوتا ہے کہ جس دن تم میں کوئی ایک صبح ایک جوڑا پہن کر نکلے اور شام کو دوسرا، اور اس کے سامنے (کھانے کا) ایک پیالہ رکھا جائے اور دوسرا اٹھا لیا جائے تم نے اپنے گھروں کو (پردوں سے) ایسے ڈھانک رکھا ہے جیسے کعبہ کو ڈھانپا جاتا ہے...؟

صحابہ نے فرمایا:

''اے اللہ کے رسول! ہم چاہتے ہیں کہ ایسا ہو اور ہمیں بھی آسائش زندگی وسہولت میسر آئے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

بلاشبہ ایسا ضرور ہوگا... تم لوگ اس دن سے زیادہ آج بہتر ہو۔

یہ واضح بات تھی ابن مظعون رضی اللہ عنہ یہ سب سن رہے تھے کہ وہ آسائشوں سے دور بھاگتے ہوئے تنگ دستی اور عسرت کو زیادہ اختیار کرتے ہیں......!!

یہاں تک کہ وہ بیوی سے صحبت کرنے سے بھی باز آجاتے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم نہ ہو جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کو ان کے ارادوں کا پتا چلا تو انہیں بلایا اور) فرمایا:

''بے شک تمہارے گھر والوں (بیوی) کا تم پر حق ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے حد درجہ کی محبت رکھتے تھے ان کا اس دار فانی سے چلے جانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو کا جاری ہونا تھا جو کہ ان کی یاد میں اکثر بہتے رہتے اور اس دنیا کو معطر کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ان کی موت کے بعد بھی نہ بھلا سکے یہاں تک کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو فرمایا:

''ہمارے بہترین سلف، عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے جاملو......!!''

Marfat.com

(۳۴)

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

❁ سیّدنا عمران کے نزدیک وہی چیز محبوب ہوا کرتی تھی جو اللہ کے نزدیک محبوب ہوتی۔ (مؤرخین)

❁ جناب عمران بن حصین سچائی، زہد، ورع، تقانی، اللہ کی محبت اور فرمانبرداری کی صورتوں میں ایک پسندیدہ صورت تھے۔

(مؤرخین)

Marfat.com

Marfat.com

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سچائی، زہد، ورع، تقانی، اللہ کی محبت اور فرمانبرداری کی صورتوں میں سے ایک پسندیدہ صورت تھے۔ انہیں اللہ کی طرف سے ملی ہوئی توفیق اور ہدایت کی نعمت کا بڑا حصہ ملا تھا، اس کے باوجود وہ مسلسل روتے رہتے تھے، اور کہتے تھے:

''اے کاش! میں راکھ ہوتا، جسے ہوائیں اُڑا لے جاتیں۔''

یہ حضرات اپنے کسی گناہ کی وجہ سے اللہ سے نہیں ڈرتے تھے، اس لئے کہ اسلام لانے کے بعد ان حضرات سے گناہ کا صدور کم ہی ہوتا تھا۔ بلکہ وہ اللہ کی عظمت و جلال سے جتنا واقف تھے اور عبادت و شکر کے ذریعے اپنی بے بسی کا انہیں جتنا ادراک تھا، اسی قدر اللہ سے ڈرتے ولرزتے تھے کہ وہ جتنا بھی گڑگڑائیں، رکوع کرلیں، سجدے کرلیں، عبادت کرلیں وہ اللہ کی عبادت اور شکر کا حق ادا نہیں کرسکتے۔

ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

''اے اللہ کے رسول! جب ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہو جاتے ہیں اور ہم دنیا سے بے پروا ہو جاتے ہیں گویا کہ آخرت ہمارے سامنے ہوتی ہے لیکن جب خدمت اقدس سے چلے جاتے ہیں تو جاکر بیوی، بچوں اور دنیاوی دھندوں میں لگ کر بھول جاتے ہیں؟''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تمہارا ہر وقت ایسا ہی حال رہے، جیسا میرے سامنے ہوتا ہے تو فرشتے تم سے بستروں پر اور راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں لیکن بات یہ ہے کہ گاہے گاہے۔'' (چونکہ انسان کے ساتھ بشری ضروریات لگی ہوئی ہیں، اس لیے وہ ہر وقت ایک سی حالت پر نہیں رہ سکتا)

امیر المومنین سیدنا ''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ'' کے زمانۂ خلافت میں خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

انہیں بصرہ بھیجا وہاں کے لوگوں کو جب سے ان کے بارے میں پتا چلا تھا وہ ان سے برکت حاصل کرنے اور ان کے تقویٰ کی روشنی حاصل کرنے آئے۔

حسن بصری اور ابن سیرین رحمہما اللہ کا قول ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں کوئی بھی ایسا شخص بصرہ نہیں آیا جو (فضل و کمال میں) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ گیا ہو۔''

مسلمانوں کے درمیان جب بڑا جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا، یعنی سیّدنا علی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے فریقین کے مابین تو انہوں نے صرف غیر جانبدارانہ رویہ ہی اختیار نہیں کیا بلکہ لوگوں کو اس جنگ میں شریک ہونے سے روکنے کے لیے اپنی آواز کو بلند کرنے کے لیے اور اسلام کے اس قضیہ کی حفاظت کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے وہ لوگوں سے کہتے تھے۔ ''مجھے پہاڑ کی چوٹی پر بکریوں کو لے کر اپنی موت کے وقت تک چرانا اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں دونوں میں سے کسی ایک کو تیر ماروں چاہے وہ نشانے پر لگے یا خطا کھا جائے۔''

انہیں مسلمانوں میں سے جو شخص بھی ملتا اسے یہی نصیحت کرتے: ''اپنی مسجد کو لازم پکڑو! پھر اگر تمہیں مخالطہ ہونے لگے تو اپنے گھر کو لازمی پکڑ!، (یعنی گھر میں رہو) پھر اگر تمہارے گھر میں کوئی ایسا شخص گھس آئے جو تمہاری جان و مال چاہتا ہو تو اس سے قتال کرو۔''

سیّدنا ''عمران بن حصین رضی اللہ عنہ'' نے بہت عظیم کامیابی حاصل کی جب انہیں ایک تکلیف دہ مرض لاحق ہوا تو اس بیماری میں انہوں نے ۳۰ سال اس حال میں گزارے کہ نہ کبھی دل برداشتہ ہوئے اور نہ کبھی اُن کی زبان سے ''اُف'' نکلا۔ بلکہ وہ ہمیشہ اپنے رب کی عبادت کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے کرتے رہتے تھے اور ان کے بھائی اور عیادت کرنے والے ان کی تکلیف کو ہلکا کرنے کے لیے کوئی حوصلہ افزائی کرنے والے الفاظ کہتے تو وہ مسکرانے لگتے اور کہتے: ''بے شک میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہی چیز ہے جو اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔''

Marfat.com

لسانِ رسالت ﷺ سے دنیا میں جنت کی بشارت پانے والے جلیل القدر صحابہ کا دلآویز تذکرہ

جنت کی بشارت پانے والے صحابہ
رضی اللہ عنہم

مؤلف
محمد عثمان مجاہد

اردو قالب
راشد الحسن

نظرثانی
حافظ ثناء اللہ خان سعید

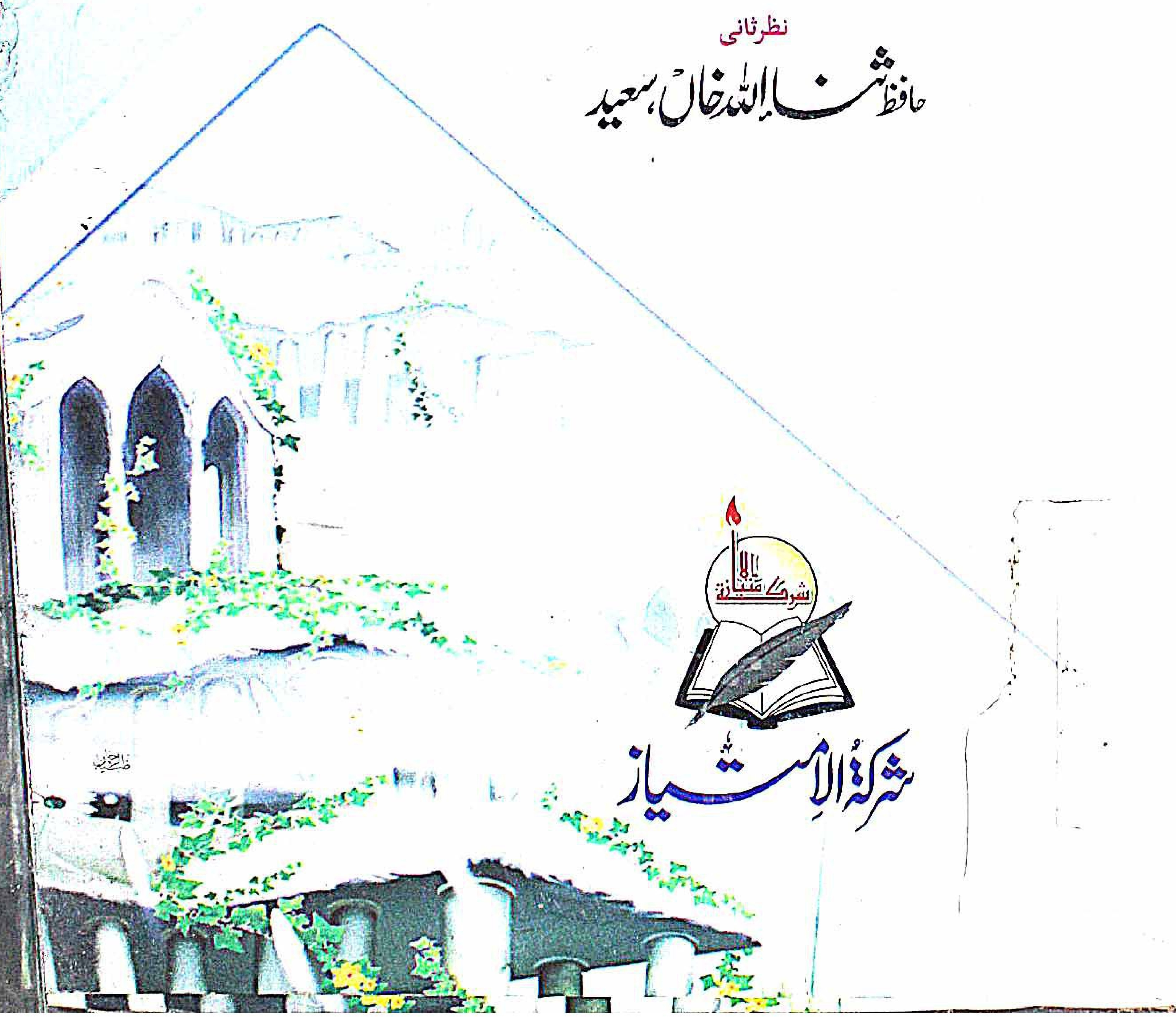

شرکۃ الامتیاز

Marfat.com